Title – JAWAHARUL UROOZ

Creator – Mirza Ahmad Shah Beg Johar

Publisher – Lala Ram Narain Lal Book Sell (Allahabad)

Date – 1930

Pages – 196.

Subjects – Urdu Zuban – Ilm Urooz; Ilm Urooz.

NATIONAL PRESS URDU LITERATURE SERIES No.27

بعونہ تعالیٰ

کتاب مستطاب منبع الفوائد مخزن الفیوض

(یعنی)

جوہر العروض

نتیجۂ طبع شاعر شیریں مقال مورخ نازک خیال عروضی نامور

مرزا احمد شاہ بیگ جوہر پنشنر قانون گو مرادآبادی

بہ یادگار

منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی مرحوم و امیر مینائی مغفور

منظور شدہ سررشتہ تعلیم ممالک متحدہ حسب صدور چٹھی صاحب ڈائریکٹر بہادر سررشتہ تعلیم
نمبری $\frac{T.B}{199}$ مورخہ ۲۶ مئی سنہ ۱۹۳۰ء

ناشر
لالہ رام نرائن لعل بکسیلر الہ آباد

قیمت عہ

کتب نظم

نام کتاب	قیمت
۱۔ گلزارِ سخن (اردو بی۔ اے کورس)	۱۲/
۲۔ نگارِ سخن (ہائی اسکول اردو کورس) مؤلفہ مولوی محمد رفیع فاضل دیوبند	۱۲/
۳۔ منتخبات نظم (برائے امتحان اعلیٰ قابلیت)	۸/
۴۔ جواہرات مومن مرتبہ مولوی محمد رفیع فاضل دیوبند۔	۴/
۵۔ انتخاب از مرثیہ انیس و دبیر حصہ اوّل ۸ آنہ حصہ دوئم	۱۲/
۶۔ پیام ہند حصہ اوّل و دوئم فی حصہ	۱/۶ پائی
۷۔ چڑیا گھر (بچوں کے لئے دلچسپ نظمیں)	۴/
۸۔ گلدستۂ اطفال (مجموعہ چیدہ نظمیں)	۱/
۹۔ نغمۂ وطن حصہ اوّل و دوئم فی حصہ	۱/۶ پائی
۱۰۔ بھارت کے گیت مصنفہ مولانا روحی حصہ اوّل و دوئم فی حصہ	۱/۶ پائی
۱۱۔ گلدستۂ نظم باتصویر مؤلفہ تجمل حسین ایم۔ اے۔	۱/
۱۲۔ شکوۂ حالی	۲/
۱۳۔ بھگوت گیتا منظوم مصنفہ میوہ لال عاجز	۹/
۱۴۔ اشعار جدید مصنفہ سید حسن۔ ایم۔ اے۔	۱۲/

ملنے کا پتہ

رام نرائن لال پبلشر الہ آباد

لغاتِ فارسی

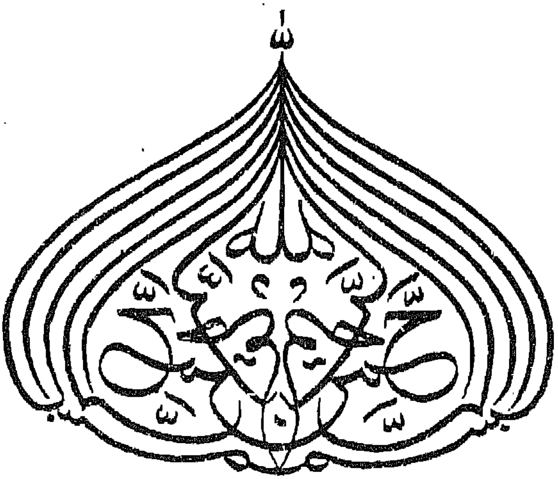
طلبہ و مدرسین کے افادہ کے لئے ہم نے یہ لغت بڑی محنت سے زرِ کثیر صرف کر کے تیار کرائی ہے۔ اِس لغت میں عربی، فارسی، ترکی، نیز دوسری زبانوں کے لغات کے معنی اُردو کی صاف اور سلیس زبان میں لکھے گئے ہیں اور کنایات و اشارات توضیح کے ساتھ عام فہم زبان میں سمجھا دیئے گئے ہیں۔ اِن خصوصیات کے علاوہ سب سے بڑی خصوصیت اِس لغت کی یہ ہے کہ معانی کی تحقیق و تدقیق و تنقیح اور صحت تلفظ کے لئے بڑی بڑی پُرانی اور مستند لغات نیز تمام مروّجہ لغات کی چھان بین کی گئی ہے اور الفاظ قدیمہ کے علاوہ الفاظ جدیدہ کا بھی بہت بڑا ذخیرہ اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ اِسی لئے ہمیں اُمید ہے کہ ہماری لغت ہر لحاظ سے تمام مروّجہ لغات سے بہتر اور مفید ثابت ہوگی اور مقبولیت عامّہ کی سند حاصل کرے گی۔

یہ کتاب تقریباً ایک ہزار صفحوں پر ختم ہوئی ہے۔ ہر صفحہ پر دو کالم رکھے گئے ہیں۔ لکھائی، چھپائی نہایت عمدہ اور دیدہ زیب ہے اور کپڑے کی مضبوط اور بہت خوشنما جلد بنوائی گئی ہے۔

سائز ڈبل کراؤن ٢٠ × ٣٠ آٹھ پیجی ہے۔ اِن تمام خوبیوں کے باوجود قیمت بھی بہت کم یعنی صرف چار روپیہ (للعہ) ہے۔

مِلنے کا پتہ

رام نرائن لعل پبلشر و بکسیلر کٹرہ روڈ الہ آباد



سزاوارِ حمد وہ ناظمِ نظمِ قرآن ہے۔ جو حواس ظاہری و باطنی کے ارکانِ عشرہ سے مصرعِ انسان کو عالمِ وجود میں لایا اور ثنائے لاتعد اُس کاملِ اکمل کے لئے موزوں ہے جس نے مصاریع اربع عناصر سے رباعی انسان کو موزوں فرمایا۔ مستحقِ نعت وہ ذاتِ والا صفات ہے جس نے بیت اللہ کو کفر و شرک کے حشو و زوائد سے پاک و صاف کیا۔ مستوجبِ منقبت وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں جن کی مخلصانہ خدمات و عقل و درس کا تمام عالم نے اعتراف کیا۔

امّا بعد بندہ مرزا احمد شاہ بیگ جوہر مراد آبادی تلمیذِ منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی مرحوم و مفتی امیر احمد امیر مینائی لکھنوی مغفور خدمت میں شائقینِ فن و مشتاقانِ شعر و سخن کی عرض کرتا ہے کہ

برخورداران مرزا حمید شاہ بیگ حمیدؔ سی۔ڈی چیف سینٹری انسپکٹر میرٹھ و مرزا محمود شاہ بیگ افسرؔ بی۔ اے اکاؤنٹنٹ دفتر اکاؤنٹ لکھنؤ (حال سینیر سپرنٹنڈنٹ فائنانس رامپور) کہ فکرِ سلیم و طبعِ موزوں رکھتے ہیں بعد ختم تعلیم و آغاز سلسلہ ملازمت فنِ شعر و سخن کی طرف متوجہ ہوئے ہیں مگر یہ احقر بوجہ تعیناتی عہدۂ صدر قانون گو گئے اپنے وطن مالوفہ مرادآباد خاص میں تعینات ہے۔ اس لئے بوجہ تفرقہ پردازی فاک معلومات فن بالمشافہ ظاہر کرنا دشوار سمجھکر نا چیز کو ان اوراق کے احاطۂ تحریر میں لانے کی ضرورت ہوئی۔ چونکہ یونیورسٹی کی تعلیم کے زمانہ میں اُن کا اختیاری مضمون زبانِ فارسی نہ تھا اور اس فن کی کتب بیشتر زبان فارسی میں ہیں۔ اس لئے عام فہم اُردو میں ان اوراق کو معرضِ تحریر میں لایا گیا۔ شعراء اُردو نے اوّل تو اس فن کی تسوید کی طرف توجہ ہی کم کی ہے اور اگر کوئی اس طرف متوجہ بھی ہوا ہے تو مثالیہ اشعار جو کتب فارسی میں تحریر ہیں اُن کو ہی اُردو کی کتب میں درج کر دیا ہے۔ علم فارسی اس زمانہ میں قریب قریب معدوم ہو چکا ہے۔ پس جبکہ اس دور کے کثیر التعداد شاعر زبانِ فارسی سے واقف ہی نہیں تو فارسی اشعار کی مثالیں اُن کے کس کام کی ہیں۔ اس نقص کو مدِّنظر رکھ کر مثالیہ اشعار اُردو کے تحریر کئے گئے ہیں۔

بندہ کو بوجہ ادائیگی فرائض منصبی بیشتر دورہ میں رہنا ہوتا ہے۔ کتب کا پشتارہ ساتھ لئے پھرنا ناممکن ہے۔ تاہم جس قدر

حافظہ کی امداد سے کام چلا مثالیہ اشعار مستند شعرائے اُردو کے شامل کئے گئے اور جہاں ایسا ممکن نہ ہوا وہاں محض اوزان سمجھانے کی غرض سے خود مثالیہ اشعار موزوں کر دیتے ہیں۔ یا فارسی اشعار سے اخذ کر لئے گئے ہیں بعض جگہ ایسے شعر فارسی کے جن کے سمجھنے میں اُردو داں اصحاب کو کوئی دشواری نہ سمجھی گئی اتفاقیہ تحریر بھی کئے گئے ہیں۔

اُردو شاعری میں چونکہ صرف چند بحریں یا اُن کے مزاحفات مروّج ہیں اس لئے اُن بحروں کے مثالیہ اشعار جن سے اہلِ اُردو کے کان آشنا نہیں ہیں بالکل غیر مانوس سے معلوم ہوتے ہیں اور اُن کی موزونیت میں بھی شبہ ہوتا ہے۔ مگر درحقیقت وہ تو موزوں ہیں اُردو داں حضرات کا سامعہ ہی اُن سے غیر مانوس ہے مناسب تو یہی تھا کہ صرف وہ بحریں لکھی جائیں جو اہلِ اُردو میں مستعمل ہیں۔ مگر اس صورت میں فنِ عروض کی معلومات قطعی نامکمل رہتیں۔ اگر کوئی مکمل عروض جاننے والا شاعر اُن غیر مروّجہ بحروں میں کچھ لکھتا تو اُنکی موزونیت کا اطمینان ناممکن ہو جاتا اس لئے جملہ بحور کا لکھنا مناسب سمجھا گیا۔ یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ بندہ کو نہ تو سرکاری کاموں سے ہی فرصت ہے اور نہ اپنی شاعری کا حُسن دکھا کر دادِ سخن لینا ہی مقصود ہے۔ اس لئے جو اشعار بندہ نے موزوں کر کے شامل کئے ہیں وہ محض وزن سمجھانے کے لئے کئے گئے ہیں۔

رسالہ عروض کے بعد اقسامِ نظم اور ردیف و قافیہ کا بھی مجملاً بیان بطور ضمیمہ جات تحریر کیا گیا ہے تاکہ وہ اُردو داں شاعر جو فارسی سے ناواقف ہیں فائدہ حاصل کریں۔ یہ اوراق محض اپنے لڑکوں کی تعلیم کی غرض سے معرض تحریر میں آتے تھے مگر بعض احباب کی جبریہ فرمائش سے تنگ آکر اُن کو کتاب کی صورت دی گئی۔ نہ بندہ کو پوری قابلیت ہی ہے اور نہ تصنیف کا ہی دعویٰ ہے۔ اس لئے یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ جو کچھ اِن اوراق میں تحریر کیا گیا ہے وہ مستند کتبِ فن سے اخذ کر کے تحریر کیا گیا ہے۔ چونکہ میں ایک انسان ہوں اور انسان خطا و نسیان سے مرکّب ہے اس لئے غلطیوں کا ہونا ناممکنات سے نہیں بلکہ واجبات سے ہے۔ لہٰذا اِن اوراق میں اربابِ بصیرت اور اصحابِ واقفِ فن جہاں سقم پائیں اصلاح سے کام لیں یا عفو فرمائیں اور جو صاحب اس ہدیۂ ناچیز سے فائدہ اُٹھائیں بندہ کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔

والسلام

تاریخ بترتیب کتاب جوہر العروض از مؤلف

فارسی سے زبانِ اُردو میں   جب لکھیں یہ فصول علم عروض
فکر تاریخ کی ہوئی جوہر   آیا لب پر۔ اصول علم عروض

۱۳۴۳ھ

بیانِ علم عروض

موجد علم ۔ سبب ایجاد و وجہ تسمیہ ۔ علم عروض کے موجد ایک بزرگ خلیل ابن احمد نامی گزرے ہیں ۔ حسب اتفاق وہ مکہ معظمہ میں دھوبیوں کے کپڑے دھونے کی جگہ سے گذرے، پٹے پر کپڑے مارنے کی صدا اُن کو ایسی دلکش اور باقاعدہ معلوم ہوئی کہ بے ساختہ اُن کی زبان پر یہ جملہ آگیا "اللہ یظہر من ھذا شیئ" یعنی بخدا اس سے ایک چیز کا اظہار ہوتا ہے ۔ یہ خیال گویا الہام غیبی تھا جو علم عروض کی ایجاد کا باعث ہوا ۔

مختلف بزرگوں نے اس کے وجوہات تسمیہ مختلف بیان کئے ہیں ۔ مگر دو وجوہ کو دیگر پر ترجیح دی ہے ۔

اوّل ۔ یہ کہ عَروض بروزن فَعول ہے اس لئے یہ علم معروض علیہ شعر کا ہے اس کے ذریعہ سے کلام کے موزوں وغیر موزوں ہونے کا فرق معلوم ہوتا ہے ۔ اس لئے اس علم کو عروض کہتے ہیں ۔

دوم ۔ چونکہ موجد کو اس علم کا الہام مکہ معظمہ میں ہوا تھا اور مکہ معظمہ کا ایک نام عروض بھی ہے اس لئے موجد نے بلحاظ شرف مکہ تیمناً و تبرکاً اس کا نام علم عروض رکھا ۔

تعریف عروض ۔ عُروض بضم عین و را کے معنی عارض ہونے کے ہیں اور بفتح عین یعنی عَروض کے معنی اُس علم کے ہیں جس سے

بحروں کے اوزان معلوم ہوں اور کلام موزوں و غیر موزوں یعنی نظم و نثر میں امتیاز کیا جائے۔ جس طرح شاعری ایک عطیۂ خدا داد ہے، اُسی طرح موزونی طبع بھی منجانب اللہ ہے۔ بہت سے جاہل محض قدرتاً ایسے موزوں طبع ہوتے ہیں کہ جاننے والوں کو حیرت ہوتی ہے۔ تاہم بعض بحریں ایسی باہمی مشابہت رکھتی ہیں کہ اُن میں یہ امتیاز کرنا کہ کون شعر کس خاص بحر سے تعلق رکھتا ہے اور زحافات سے اوزان کی صورت کیا سے کیا ہو جاتی ہے۔ عروض داں کا ہی کام ہے اِس لئے اس علم کے جاننے کی ہر شاعر اور سخن سنج کو ازبس ضرورت ہے۔ علاوہ اس کے بعض اشخاص کو شعر کہتے ہیں مگر موزونیت کامل قدرتاً نہیں رکھتے جس نظم کو وہ بخیال خویش سراسر موزوں خیال کرتے ہیں، واقعی وہ مطابق قواعد مقررہ کے موزوں نہیں ہوتی۔ حرفِ غیر واجب گرتے ہیں یا اوزان مقررہ سے کم و بیش ہوتے ہیں اُن کے لئے تو یہ علم گویا چراغ ہدایت کا کام دیتا ہے۔ لہذا اُن کو تو اس کا حاصل کرنا نہایت ضروری اور لازمی ہے۔

بیان شعر

شِعر بکسر شین کے لغوی معنی جاننے اور دریافت کرنے کے ہیں اور اصطلاح شعرا میں اُس کلام کو کہتے ہیں جو موزوں ہو، بامعنی ہو۔ بالقصد کہا گیا ہو اور قافیہ بھی رکھتا ہو۔ موزوں ہونا یوں ضروری ہے کہ

کلام ناموزوں شعر نہیں کہا جاتا بلکہ فقرۂ نثر سمجھا جاتا ہے۔ بامعنی کی شرط یوں لگائی گئی کہ کلام موزوں بھی اگر بے معنی ہو تو بجائے شعر کے مہملات کا مجموعہ سمجھا جائیگا۔ مثلاً

خرامِ ناز سے اُس بُت نے جب میری طرف تاکا
پھر اسرپیٹتا غم سے مقدر بخت اعدا کا

بالقصد کی قید اس لئے ضروری سمجھی گئی کہ دورانِ گفتگو میں انسان کے مُنہ سے اکثر جملے موزوں نکل جاتے ہیں اور کلام پاک کی اکثر آیات موزوں ہوتی ہیں مثلاً "ثم اقررتم وانتم تشھدون" "ثم انتم ھولاء تقتلون" یہ دونوں آیتیں بوزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات ہیں۔ مگر ان کو شعر نہیں کہتے ہیں۔ قافیہ کی قید میں اختلاف ہے بعض شعرا نے قافیہ کی قید ضروری نہیں سمجھی ہے مگر یہ خیال متقدمین کا ہے زمانۂ حال کے شعرا اس کو ضروری سمجھتے ہیں بلکہ پستیِ فکرِ شاعر تصوّر کرتے ہیں اور بغیر قافیہ کا شعر کچھ زیادہ دلچسپ اور کانوں کو اچھا بھی نہیں معلوم ہوتا اس لئے قافیہ کا ہونا بھی شعر میں ضروریات سے ہے۔

چونکہ غنا روزِ ازل سے روحِ انسانی کو پسند ہے اور اس میں موزونیت بدرجۂ اتم موجود ہے اس لئے بمقابلہ نثر کے نظم کا اثر براہِ راست روح پر ہوتا ہے اسی وجہ سے شعر و شاعری مقبول خاص و عام ہے بعض مغربی تعلیم کے دلدادہ اگرچہ اس کو لغو اور فضول سمجھتے

ہیں مگر مفہوم شعر سے وہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔
بلاک اٹلی کا ایک نامور شاعر شعر کی یہ تعریف کرتا ہے کہ اچھوتے خیالات اور محرک جذبات جیسے خواہ وہ نثر ہی کیوں نہ ہوں شعر ہوتے ہیں اور اُن کا لکھنے والا شاعر۔ مگر یہ یورپی مذاق ہے جو ایشیائی مذاق کے خلاف ہے۔ یہاں کے شعرا تو کلام موزوں کو ہی شعر کہتے ہیں۔ کلام ناموزوں کو نثر مقفیٰ یا مرجز قرار دیتے ہیں۔ شرح تجرید میں شعر کی بابت یہ عبارت تحریر ہے "فالشعر عندہم کل کلام موزوں متساوی الارکان مقفاً" جس سے ظاہر ہے کہ شعر کے لئے موزوں اور ساتھ ہی باقافیہ ہونا ضروری ہے۔ بعض شعرائے زمانۂ حال علاوہ مندرجہ بالا چار امور کے مقتضائے معنی حال کو بھی ضروری سمجھتے ہیں مگر شعر بالطف اور پُرتاثیر تو وہی سمجھا جاتا ہے جس میں مقتضائے حال کا بھی لحاظ ہو۔ لہذا اس کو علٰحدہ ایک قسم قرار دینا ضروری نہیں ہے بلکہ اِس کو حُسن کلام سمجھنا چاہئے۔ جس شاعر کے کلام میں جس قدر زیادہ حُسن کلام ہوتا ہے وہی بہترین شاعر سمجھا جاتا ہے۔
واضح ہو کہ کوئی شعر ایک بیت سے کم نہیں ہوتا۔ مصرع جو بیت سے کم ہوتا ہے وہ بیت ہی کے ایک حصّہ کا نام ہے بیت موزوں اُس کو کہتے ہیں جس کے اجزا پر اگر اوزان عروض کو بٹھایا جاوے تو مطابق ہوں۔
اجزائے بیت۔ بیت کے پہلے مصرع کے پہلے رُکن کو

صدر اور آخری رُکن کو عروض کہتے ہیں۔ اِسی طرح دوسرے مصرع کے رُکن اوّل کو ابتدا اور رُکن آخر کو ضرب کہتے ہیں۔ جو ارکان درمیان ہوتے ہیں اُن کو حشو کہا جاتا ہے۔ بیت مثمن میں آٹھ ارکان ہوتے ہیں۔ اس لئے مندرجہ بالا چار ابتدائی و آخری ارکان کو چھوڑ کر چار حشو رہتے ہیں۔ بیت مسدّس میں چھ ارکان ہوتے ہیں۔ لہٰذا اُس میں دو حشو ہوتے ہیں۔ مربع میں چونکہ چار ہی رُکن ہوتے ہیں اس لئے اُس میں حشو نہیں ہوتا ہے مثلاً

مثال مثمن جس میں چار حشو ہوتے ہیں

صدر	حشو	حشو	عروض	ابتدا	حشو	حشو	ضرب
عدو پر	تمہارا	جو لطف و	کرم ہے	ستم ہے	ستم ہے	ستم ہے	ستم ہے
فعولن	فعولن	فعولن	فعولن	فعولن	فعولن	فعولن	فعولن

مثال مسدّس جس میں دو حشو ہوتے ہیں

صدر	حشو	عروض	ابتدا	حشو	ضرب
عدو پر	تمہارا	کرم ہے	ستم ہے	ستم ہے	ستم ہے
فعولن	فعولن	فعولن	فعولن	فعولن	فعولن

مثال مربع جس میں حشو نہیں ہوتا

صدر	عروض	ابتدا	ضرب
عدو پر	کرم ہے	ستم ہے	ستم ہے
فعولن	فعولن	فعولن	فعولن

رواج بیت۔ ایک رکن والی بیت کو موحّد، دو والی کو مثنّیٰ۔ تین والی کو مثلّث۔ چار والی کو مربّع۔ چھ والی کو مسدّس اور آٹھ والی کو مثمّن کہتے ہیں۔ مثمّن و مسدّس کا رواج اُردو و فارسی میں زیادہ تر ہے۔ مربع کا کمتر۔ مثلّث و مثنّیٰ و موحّد عربی شاعری سے مخصوص ہیں۔

ارکان بیت۔ بیت ارکان سے مرکّب ہوتی ہے اور ارکان اصول سے موجدِ علم عروض نے مختلف بحروں کے (جن کے اوزان بھی مختلف ہیں) دس ارکان قرار دیئے ہیں۔ اُن ارکان کو ارکان عشرہ یا اصول افاعیل کہتے ہیں۔ چونکہ تعداد ارکان بھی دس ہے اور اصول افاعیل کے حروف بھی دس ہیں ممکن ہے اِسی وجہ سے اُن کا نام اصول افاعیل رکھا گیا ہو۔ دوسرا یہ قیاس ہے کہ خلیل بن احمد نے ارکان کا استخراج لفظ فعل سے کیا ہے جیسا کہ علم موسیقی تُن سے مستخرج ہوا ہے (تُن کی آواز تار پر مضراب مارنے سے ہوتی ہے)۔ اِس وجہ سے اِن ارکان کا نام افاعیل و تفاعیل رکھا گیا ہو۔

نام ارکان عشرہ حسب ذیل ہیں

فَعُولُن۔ فَاعِلُن۔ مَفَاعِیلُن۔ مُستَفعِلُن۔ مُفَاعَلَتُن۔ مُتَفَاعِلُن۔ فَاعِلَاتُن
مَفعُولَاتُ۔ مُس تَفعِ لُن۔ فَاعِ لَاتُن۔

بعض عروضیوں نے تعداد ارکان بجائے دس کے آٹھ قرار دی ہے اِس کی وجہ صاف ہے۔ مستفعلن و فاعلاتن دو رکن ایسے ہیں کہ وہ متصل بھی لکھے جاتے ہیں اور منفصل بھی۔ پہلی صورت میں تعداد

صرف آٹھ اور دوسری صورت میں دس ہو جاتی ہے۔ چونکہ ارکان بالا کا یاد کرنا ضروری ہے اس لیے بغرض سہولت اُن کو نظم کر دیا گیا۔

ارکانِ عروضی

دس ہیں ارکانِ عروضی مستقل متصل ہیں آٹھ دو ہیں منفصل
فاعلن۔ مُستفعِلن۔ متفاعِلن فاعِلاتن ہم۔ مُفاعیلن ہے سُن
ہے مُفاعِلتن۔ مفعولن بعد ازاں اور مفعولاتُ ہے رکن آٹھواں
منفصل۔ مُس تفع لُن۔ بھی لیجیے فاع لاتن۔ منفصل کل دس ہوئے

اجزائے ارکان۔ ارکان بالا تین قسم کے کلموں سے مُرکب ہیں۔ جن کو اصول سہ گانہ کہتے ہیں۔

اوّل سبب۔ کلمہ دو حرفی کو کہتے ہیں۔ اگر پہلا متحرک اور دوسرا ساکن ہو جیسے گُل و تر ہیں تو اُس کو سبب خفیف۔ اور اگر دونوں متحرک ہوں جیسے گُلِ تریں گُل تو اس کو سبب ثقیل کہتے ہیں۔

دوئم وتد۔ کلمہ سہ حرفی کو کہتے ہیں۔ اگر پہلے دو حرف متحرک ہوں اور تیسرا ساکن تو اُس کو وتد مجموع یا مقرون اور اگر پہلا اور تیسرا حرف متحرک ہو اور درمیانی ساکن ہو تو اُس کو وتد مفروق کہتے ہیں مثلاً اِذَا اجَاءَ میں اِذَا وتد مجموع اور جَاءَ وتد مفروق ہے۔

تیسری صورت سہ حرفی لفظ کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ پہلا حرف متحرک ہو اور دوسرا و تیسرا ساکن مثلاً جام و یار تو اس صورت کو عروضیان پارس نے سبب متوسط لکھا ہے۔ چونکہ ارکان عشرہ میں ایسا کوئی رکن نہیں ہے جس میں پہلا حرف متحرک اور بعدہٗ دو ساکن ہوں

اس لئے واضع نے اُس کا کوئی نام ہی نہیں رکھا ہے۔ سببِ ثقیل
اور وتدِ مفروق الفاظ عربی سے مخصوص ہیں۔ اُردو فارسی میں اسکی مثال
معدوم ہے کیونکہ کلمہ دو حرفی میں دوسرا اور سہ حرفی میں تیسرا حرف
بذاتہٖ متحرک نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ عطف و اضافت کی وجہ سے متحرک
ہو جاتا ہے۔

سوم فاصلہ۔ کلمہ چہار حرفی کو کہتے ہیں۔ اگر اوّل کے تین
حرف متحرک ہوں اور چوتھا ساکن جیسے نَبَوِی۔ صَمَدِی اور اَزَلِی
میں تو اس کو فاصلہ صغریٰ اور اگر کلمہ پنج حرفی میں اوّل کے چار
حرف متحرک ہوں اور پانچواں ساکن جیسے شَگُفَتَش و نَشِکَنَد میں
تو اُس کو فاصلہ کبریٰ کہتے ہیں۔ تیسری صورت یہ ہے کہ پہلا و دوسرا
حرف متحرک اور تیسرا و چوتھا حرف ساکن ہو جیسے بہار و نگار میں۔ اس کو
عروضیانِ پارس نے وتدِ کثرت کہا ہے مگر یہ صورت بھی ارکانِ عشرہ
میں نہیں ہے۔ اس لئے واضعِ فن نے اس کا بھی کوئی نام نہیں رکھا
ہے۔ اُردو میں فاصلہ کبریٰ کی مثال نایاب ہے۔ بعض عروضی فاصلہ
صغریٰ کو فاصلہ بصاد اور فاصلہ کبریٰ کو فاضلہ بضاد کہتے ہیں اور بعض
فاصلہ کے سرے سے قائل ہی نہیں ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ فاصلہ صغریٰ
ایک سببِ خفیف اور ایک سببِ ثقیل کے مجموعہ کا نام ہے
اور فاصلہ کبریٰ سببِ ثقیل اور وتدِ مجموع کے مجموعہ کا نتیجہ ہے۔
اس لئے فاصلہ کوئی چیز نہیں ہے۔

اصول سہ گانہ کو فارسی کے اس شعر میں ظاہر کیا گیا ہے

سبب خفیف	سبب ثقیل	وتد مفروق	وتد مجموع	فاصلہ صغریٰ	فاصلہ کبریٰ	سبب خفیف	سبب ثقیل	وتد مفروق	وتد مجموع	فاصلہ صغریٰ	فاصلہ کبریٰ
از	سرِ	کوئے	وفا	قدمے	نگزری	جز	رخِ	اہلِ	صفا	نگسے	ننگری

اجزائے ارکان مندرجہ بالا اوزانِ عروضی کی سنگِ بنیاد ہیں۔ اس لئے ان کا سمجھنا اور یاد کرنا ضروری ہے۔ اصول سہ گانہ مندرجہ بالا کو ترکیب دے کر اصول افاعیل قائم کئے گئے ہیں۔ ارکان عشرہ میں فعولن و فاعلن پنج حرفی ہیں جو ایک سبب خفیف اور وتد مجموع سے مرکّب ہیں فرق یہ ہے کہ فاعلن میں سبب پہلے ہے اور وتد بعد کو اور فعولن میں وتد پہلے ہے اور سبب بعد کو ہے۔ باقی آٹھ ارکان ہفت حرفی ہیں۔ اُن میں مستفعلن مفاعیلن اور فاعلاتن دو اسباب خفیف اور ایک وتد مجموع سے مرکب ہیں۔ فرق یہ ہے کہ مستفعلن میں دونوں سبب پہلے ہیں اور وتد بعد کو۔ مفاعیلن میں وتد پہلے ہے اور دونوں سبب بعد کو ہیں۔ اور فاعلاتن میں وتد مجموع درمیان میں ہے اور دونوں سبب طرفین میں ہیں۔ مفعولاتُ۔ فاعِ لاتُن اور مُس تَفعِ لُن دو سبب خفیف اور ایک وتد مفروق سے مرکّب ہیں فرق یہ ہے کہ مفعولاتُ میں دونوں سبب پہلے ہیں اور وتد بعد کو اور فاعِلاتُن میں اس کے برعکس اور مُس تفعِ لُن میں وتد درمیان میں ہے اور سبب طرفین میں ہیں۔

اقسام بیت بلحاظ شمار ارکان - شمار ارکان کے لحاظ سے بیت چار اقسام پر منقسم ہے - وافی - مجزوّ - مشطور اور منہوک - وافی اُس بیت کو کہتے ہیں جس کے ارکان کی تعداد واضع کے مقرر کردہ ارکان کی برابر ہو کمی و بیشی نہ ہو - مجزو اُس بیت کو کہتے ہیں جس کے دو ارکان کم کر دیئے گئے ہوں مثلاً بیت مثمن مجزو ہو کر مسدس رہ گئی ہو - مشطور اُس بیت کو کہتے ہیں جس کی ارکان کی تعداد ارکان اصلی کی تعداد سے نصف ہو مثلاً بیت مثمن مشطور ہو کر مربع رہ گئی ہو - منہوک اُس بیت کو کہتے ہیں جس کے دو ثلث ارکان کم ہو کر ایک ثلث باقی رہ گئے ہوں مثلاً مسدس سے مثنیٰ رہ گئی ہو -

جس طرح ارکان کی تعداد میں کمی و بیشی ہو جاتی ہے اُسی طرح ارکان کے حروف میں بھی کمی و بیشی اور حرکات میں بھی تغیّر ہو جاتا ہے - اِس کمی و بیشی یا تغیّر کو زحاف کہتے ہیں اور جس رُکن میں زحاف واقع ہو اُس کو مزاحف - اس اعتبار سے بیت کی دو قسمیں سالم اور مزاحف بھی ہو جاتی ہیں -

سالم - اُس بیت کو کہتے ہیں جس میں حروف یا حرکات کا تغیّر نہ ہوا ہو یعنی سب ارکان اصلی حالت پر ہوں -

مزاحف - اُس بیت کو کہتے ہیں جس کے بعض یا کل ارکان میں زحاف واقع ہوا ہو یعنی رُکن اصلی سے ایک یا ایک سے زائد حروف گرا دیئے گئے ہوں یا زیادہ کر دیئے گئے ہوں یا حرکات میں تغیّر ہوا ہو - مفصل حال

اسکا موقع مناسب پر آئیگا۔ چار اقسام مندرجہ بالا کی باعتبار زحافات آٹھ اقسام ہو جاتی ہیں۔

۱ وافی سالم	۲ وافی مزاحف	۳ مجزو سالم	۴ مجزو مزاحف	۵ مشطور سالم
۶ مشطور مزاحف	۷ منہوک سالم	۸ منہوک مزاحف		

در بیان بحور

بحر کے لغوی معنی دریا کے ہیں اور عروضیوں کی اصطلاح میں اُس کلام موزوں کو کہتے ہیں جو انواع شعر پر مشتمل ہو۔ موجد علم عروض خلیل بن احمد نے ارکان عشرہ کی باہمی ترکیب سے پندرہ[۱۵] بحریں ایجاد کی تھیں۔ یعنی طویل[۱]۔ مدید[۲]۔ بسیط[۳]۔ وافر[۴]۔ کامل[۵]۔ ہزج[۶]۔ رجز[۷]۔ رمل[۸] مقتضب[۹]۔ منسرح[۱۰]۔ سریع[۱۱]۔ خفیف[۱۲]۔ مجتث[۱۳]۔ مضارع[۱۴]۔ متقارب[۱۵]۔ اسکے بعد ابوالحسن اخفش نے سولھویں بحر متدارک[۱۶] اضافہ کی۔ ازاں بعد اہل فارس نے تین بحریں قریب[۱۷]۔ جدید[۱۸] اور مشاکل[۱۹] ایجاد کرکے کل تعداد بحور انیس[۱۹] کردی جو ابتک بدستور رائج ہیں۔ یہ بحریں اس طرح منظوم ہیں۔

رجز۔ خفیف۔ رمل۔ منسرح دگر مجتث	بسیط۔ وافر و کامل۔ ہزج۔ طویل و مدید
مشاکل و متقارب۔ سریع و مقتضب است	مضارع و متدارک۔ قریب و نیز جدید

پانچ بحریں طویل۔ مدید۔ بسیط۔ وافر و کامل اہل عرب کی شاعری سے مخصوص ہیں۔ اہلِ فارس ان بحروں میں بہت کم شعر لکھتے ہیں۔

تین۳ بحریں قریب وجدید ومشاکل اہل فارس کی شاعری سے مختص ہیں۔ باقی گیارہ۱۱ اہل عرب واہل عجم دونوں میں مشترک ہیں۔ اہل عرب نے اپنی ایجاد کردہ سولہ بحروں میں سے پانچ بحروں کو طویل۔ مدید۔ بسیط۔ متقارب متدارک کو مثمن وضع کیا ہے۔ باقی گیارہ بحریں مسدس ہیں مگر اہل فارس نے سوائے سریع وخفیف اور اپنی ایجاد کردہ تین بحروں کے مابقی چودہ بحروں کو مثمن قرار دیا ہے۔ شعرائے اُردو نے بھی اہلِ فارس کا تتبع کیا ہے صراحت بحور حسب ذیل ہے ۔

[illegible]	نام بحر	اوزان مقرّرہ	مثال
۱	طویل مثمن	فعولن مفاعیلن۔ فعولن مفاعیلن	صنم اب۔ کرم تو کر۔ صنم اب کرم تو کر
۲	مدید مثمن	فاعلاتن فاعلن۔ فاعلاتن فاعلن	تو کرم کر۔ اب صنم۔ تو کرم کر۔ اب صنم
۳	بسیط مثمن	مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن	کر تو کرم۔ اب صنم۔ کر تو کرم۔ اب صنم
۴	وافر مثمن	مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن	کرم نہ ہوا۔ کرم نہ ہوا۔ کرم نہ ہوا۔ کرم نہ ہوا
۵	کامل مثمن	متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن	نہ ہوا کرم۔ نہ ہوا کرم۔ نہ ہوا کرم۔ نہ ہوا کرم
۶	ہزج مثمن	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن	کرم تو کر۔ کرم تو کر۔ کرم تو کر۔ کرم تو کر
۷	رجز مثمن	مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن	کر تو کرم۔ کر تو کرم۔ کر تو کرم۔ کر تو کرم
۸	رمل مثمن	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن	تو کرم کر۔ تو کرم کر۔ تو کرم کر۔ تو کرم کر
۹	مقتضب مثمن	مفعولات مستفعلن مفعولات مستفعلن	اے دلدار کر تو کرم۔ اے دلدار۔ کر تو کرم
۱۰	منسرح مثمن	مستفعلن مفعولات۔ مستفعلن مفعولات	کر تو کرم اے دلدار۔ کر تو کرم۔ اے دلدار

نمبر شمار	نام بحر	اوزان مقررہ	مثال
۱۱	مجتث مثمن	مُس تَفعِ لُن فَاعِلاتُن۔ مستفع لُن فَاعِلاتُن	تو یار ہے کرکرم تو۔ تو یار ہے۔ کر کرم تو
۱۲	مضارع مثمن	مَفَاعِیلُن فَاعِ لَاتُن۔ مفاعیلن فَاعِ لاتُن	کرم تو کر۔ یار ہے تو۔ کرم تو کر۔ یار ہے تو
۱۳	متقارب مثمن	فَعُولُن فَعُولُن فَعُولُن فَعُولُن	کرم ہو۔ کرم ہو۔ کرم ہو۔ کرم ہو
۱۴	متدارک مثمن	فَاعِلُن فَاعِلُن فَاعِلُن فَاعِلُن	ہو کرم۔ ہو کرم۔ ہو کرم۔ ہو کرم
۱۵	سریع مسدس	مُستَفعِلُن مُستَفعِلُن مَفعُولَاتُ	کر تو کرم۔ کر تو کرم۔ اے دل دار
۱۶	خفیف مسدس	فَاعِلاتن مُس تفعِ لُن فَاعِلاتُن	تو کرم کر۔ تو یار ہے۔ تو کرم کر
۱۷	قریب مسدس	مَفَاعِیلُن مَفَاعِیلُن فَاعِ لاتُن	کرم تو کر۔ کرم تو کر۔ یار ہے تو۔
۱۸	جدید مسدس	فَاعِ لَاتُن فَاعِ لَاتُن مُستَفعِلُن	یار ہے تو۔ یار ہے تو۔ کر تو کرم
۱۹	مشاکل مسدس	فَاعِ لَاتُن مَفَاعِیلُن مَفَاعِیلُن	یار ہے تو۔ کرم تو کر۔ کرم تو کر

امثال بالا سے واضح ہوگا کہ کون بحر ہماری شاعری سے مانوس اور کون غیر مانوس ہے۔ جن بحروں میں رکن مفعولات آخر میں ہے اُن میں اُردو فارسی اشعار ناممکن ہیں کیونکہ کوئی لفظ اُردو فارسی میں متحرک الآخر نہیں ہے۔ صرف اوزان سمجھانے کے لئے اے دلدار رکھا گیا ہے جو مفعولاتُ کا موقوف ہے۔ اگرچہ اُردو شاعری کا ماخذ فارسی شاعری ہے تاہم بعض سالم بحریں۔ جو فارسی میں معمولاً رائج ہیں اُردو میں غیر مانوس اور متروک ہیں۔ بحر کامل جس کو اہل فارس نے مخصوصات عرب سے تعبیر کیا ہے اُردو میں مقبول اور رائج ہے۔ مثلاً

ظفر۔ گئی یک بیک جو ہوا پلٹ نہیں دل کو اپنے قرار ہے
کروں غم ستم کا میں کیا بیاں مرا سینہ غم سے فگار ہے

اقبال۔ کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں

مؤلف۔ شب و روز کعبہ و دیر میں یہی حال ہے یہی قال ہے
تری زلف شام فراق ہے ترا چہرہ صبح وصال ہے

" شب وصل غیر سحر ہوئی۔ رہ رسم راز و نیاز میں
شب ہجر اپنی بسر ہوئی سر طول زلف دراز میں

" دم نزع یار سے کہہ رہا۔ کہ نہ پھیر آنکھ نہ کر جفا
مجھے جو ہر اٹھ کے گلے لگا اسے مجھ سے اب یہ خفا نہیں

شعرائے اردو کی جولانگاہ وہی بحریں ہیں جن سے ہمارے کان آشنا اور طبیعت مانوس ہے۔ جو بحریں مخصوصات عرب سے ہیں اردو میں تقریباً متروک ہیں۔

اوزان بحور بالا یا اُن کے مزاحفات سے ہر قسم کا کلام موزوں جانچ کیا جا سکتا ہے مگر بعض شعراء کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ باوجود واقفیت شعر کی جانچ میں علم موسیقی سے کام لیتے ہیں ایک نہایت مشہور و معروف شاعر اپنے کلام و تصنیف کو پہلے ستار پر بجا کر خود لطف اٹھاتے تھے یا موزونیت کی تشخص فرماتے تھے بعد کو دوسروں کو سناتے تھے میں نے خود اُن کو دیکھا کہ ستار بجاتے جاتے ہیں اور اشعار

بولتے جاتے ہیں ایک دوسرا شخص لکھتا جاتا ہے گویا ستار کی گت کے ساتھ ساتھ غزل تصنیف ہوتی جاتی تھی۔ بعض ناواقفانِ عروض نے اپنی تشفی کے لئے مخصوص اوزان مقرر کر رکھے ہیں۔ مثلاً

مصرع	ارکان بحور مقررہ	اوزان خودساختہ
بنامِ جہاندارِ جاں آفریں	فعولن فعولن فعولن فعول	فعولُ و مفاعیل و مستفعلن
یہ نہ تھی ہماری قسمت جو وصالِ یار ہوتا	فعلات فاعلاتن فعلات فاعلاتن	متفاعلن فعولن متفاعلن فعولن
ہستی سے عدم کے ڈانڈے تک اک رستے کا رستہ	فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن	مفعولاتن مفعولاتن مفعولاتن مفعولاتن
جب عرب کے چمن سے وہ نورِ خدا ہر طرف اپنا جلوہ دکھانے لگا	فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن	متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن

جبکہ عروض کا حاصل محض شعر کی موزونیت کی جانچ پڑتال ہے تو یہ منشا اوزان خودساختہ سے بھی حاصل ہے اور چنداں قابلِ اعتراض نہیں ہے مگر واقفانِ عروض ان من گھڑت اوزان کو نہیں مانتے اور اُن کے عدم جواز پر اسی لئے فتویٰ دیتے ہیں کہ خودساختہ اوزان کسی قاعدہ مقررہ کے تحت میں نہیں آتے ہیں۔

بیان تقطیع

تقطیع کے لغوی معنی پارہ پارہ کرنے کے ہیں۔ مگر عروضیوں کی اصطلاح میں تقطیع کے معنی مقررہ بحور کی اوزان پر بیت کے اجزا کے تولنے کے ہیں یعنی اگر بیت کے اجزا کو ایک دوسرے سے جدا کیا

جائے اور اُن اجزا کو بحر کے اوزان یا اجزا سے مطابق کیا جائے تو اس عمل کو تقطیع کہتے ہیں۔ یہ امر ضروری ہے کہ بیت کے الفاظ کو بحر کے ارکان پر اس طرح منطبق کیا جائے کہ ساکن کے مقابلہ میں ساکن اور متحرک کے مقابلہ میں متحرک رہے اور بیت کے حروف ساکن و متحرک اُسی ترتیب سے ہوں جس ترتیب سے بحر کے حروف ساکن و متحرک ہوں مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ فتحہ کی جگہ فتحہ۔ ضمہ کی جگہ ضمہ اور کسرہ کی جگہ کسرہ ہی ہو بلکہ کوئی حرکت ہو وہ کسی حرکت کے مقابل میں آنے چاہیے مثلاً وَلدَل۔ بُلبُل۔ فِلفِل تینوں لفظوں کی حرکتیں مختلف ہیں مگر تینوں کا ایک ہی وزن فِعلُن ہے۔ یہ بھی ضرور نہیں ہے کہ دو مصرعے جو ایک ہی بحر میں ہوں اُن کی تعداد حروف بھی برابر ہو کیونکہ تقطیع میں بعض حروف مکتوبی غیر ملفوظ چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور غیر مکتوبی ملفوظ لے لئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے تعداد حروف میں مساوات نہیں رہ سکتی ہے۔

تقطیع کا دار و مدار حروف ملفوظی پر ہے یعنی جو بولے جاتے ہیں نہ مکتوبی پر جو لکھے جاتے ہیں۔ فن تاریخ گوئی میں حالت اُس کی برعکس ہوتی ہے۔ بسم اللہ میں میم کے بعد جو الف لکھا جاتا ہے وہ بولا نہیں جاتا اور اللہ میں لام ثانی کے بعد الف بولا جاتا ہے گو لکھا نہیں جاتا تو پہلا الف تقطیع میں چھوڑ دیا جائیگا اور دوسرا الف حسب ضرورت لے لیا جائیگا۔ حروف مکتوب غیر ملفوظ یعنی وہ حروف جو لکھنے میں

آتے ہیں مگر بولے نہیں جاتے اور تقطیع میں گر جاتے ہیں۔

(۱) **الف وصل**۔ وہ الف ہے جو مصرع کے درمیان واقع ہو جس کی حرکت ماقبل کو دیدی جائے اور وہ خود بولا نہ جائے۔ نیز اُس کا حرف ماقبل اُس کے حرف مابعد سے وصل ہو جائے۔ مثلاً

مصرع میرے زخموں پر اگر آپ لگاتے مرہم

اس کی تقطیع اس طرح ہو گی۔ میرے زخموں فاعلاتن۔ پر گرآ فعلاتن۔ پ لگاتے فعلاتن۔ مرہم فِعلن + الف وصل اگر ساقط ہوا۔ مگر الف ملفوظ ساقط نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً مصرع

میرے زخموں پر اگر مرہم لگے

تقطیع۔ میرے زخموں فاعلاتن۔ پر اگر مر فاعلاتن۔ ہم لگے فاعلن۔ پہلے مصرع میں الف غیر ملفوظ تھا ساقط ہوا۔ دوسرے میں ملفوظ تھا باقی رہا۔

(۲) **واؤ**۔ اس کی تین قسمیں ہیں (۱) واؤ عطف جو دو کلموں کے درمیان آتی ہے جیسے روز و شب میں اس واؤ کا پہلا حرف ضمّہ کے ساتھ بولا جاتا ہے۔ خود بولنے میں نہیں آتی اس لئے ساقط ہو جاتی ہے۔ مثلاً مصرع روز و شب ہے دل لگی کو نام یار

تقطیع روز و شب ہے فاعلاتن۔ دل لگی کو فاعلاتن۔ نام یار فاعلات۔ مگر جو واؤ بولی جاوے وہ بدستور رہتی ہے۔ مثلاً مصرع

گل و ہو مل ہوا اور ہو دیدار یار

تقطیع گُل ہوئی ہو فاعلاتن۔ اور ہو دی فاعلاتن۔ داریار
فاعلات۔ (ب) واو بیان ضمّہ۔ یہ وہ واؤ ہے جس سے ظاہر ہوتا
ہے کہ اُس کے پہلے حرف پر حرکت ضمّہ کی ہے۔ گویا اس واؤ سے
حرف ماقبل کے ضمّہ کا اظہار ہوتا ہے مثلاً مصرع

ہر دو عالم قیمتِ دلدار ہے

تقطیع۔ ہر دو عالم فاعلاتن۔ قیمتِ دل فاعلاتن۔ دار ہے فاعلن
ہر دو عالم کی واؤ ساقط ہوئی (واضح ہو کہ واسطے سمجھانے کے کلمہ
قیمت دل کو بدستور لکھ دیا ہے ورنہ تقطیع میں قیمتے دل ہوتا ہے۔
اِس کا بیان آئندہ آئیگا) مگر واو جو بولنے میں آتی ہے وہ ساقط
نہیں ہوتی ہے مثلاً ؎ احمدِ مُرسل رسولِ دوسرا

تقطیع۔ احمدے مُر فاعلاتن۔ سل رسولے فاعلاتن۔ دوسرا فاعلن۔
احمد و رسول میں جو یا تقطیع میں شامل کی گئی ہے اس کو یائے بطنی
کہتے ہیں۔ (ج) واؤ اشمام ضمّہ یعنی جس سے ضمّہ کی بُو آتی ہو جیسے خواب
خور و خوش میں یہ واؤ بھی تقطیع میں ساقط ہو جاتی ہے۔ مثلاً شعر

جب سے اک بُت سے لگایا دلکو   خوابِ خورد و خوش نہیں آتا دلکو

تقطیع۔ جب سِ یک بت فاعلاتن۔ سِ لگایا فاعلاتن۔ دلکو فعلن۔
خاب خُر خُش فاعلاتن نہی آتا فعلاتن۔ دلکو فعلن۔ اس شعر میں واؤ عطف
اور واؤ اشمام ضمّہ ساقط ہوئی۔ نیز اک کا الف وصل اور سے لگایا کی
یا بوجہ حرف علت ہونے کی ساقط ہوئی نہیں کا نون اور اُس کے بعد کا

ایک الف وصل بھی ساقط ہوا۔

(۳) یا جو لکھی جاتی ہے اور بولی نہیں جاتی ساقط ہو جاتی ہے جیسا کہ شعر گذشتہ میں سے لگایا کی یا ساقط ہوئی یا جیسا کہ اس مصرع میں

تجھ سے اے جاں جب محبت ہم نے کی

تقطیع۔ تجھ سِ ایجا فاعلاتن۔ جب محبت فاعلاتن۔ ہمِ کی فاعلن۔

اس مصرع میں تجھ حرف مخلوط ہے لہذا دو حرفوں کا ایک حرف قرار دیا گیا۔ تجھ سے اور ہم نے کی یا ساقط ہوئی۔ ایجاں کا نون ساقط ہوا جس کا بیان آئندہ آئیگا۔ مگر جو یا بولی جائے وہ بدستور رہتی ہے۔ مثلاً مصرع

دردِ دل ہم نے سنایا یار کو

تقطیع۔ دردِ دل ہم فاعلاتن۔ نے سنایا فاعلاتن۔ یار کو فاعلن۔

ہم نے کی یا چونکہ بولی جاتی ہے لہذا ساقط نہیں ہوئی۔

(۴) ہا۔ جو اظہار حرکت کے لئے آتی ہے اور وہ حرکت یا فتحہ کی صورت میں ہوتی ہے جیسے خندہ و گریہ میں یا کسرہ کی صورت میں جیسے چہ و سہ میں۔ پس اگر یہ ہا بولی نہ جائے اور درمیان مصرع کے واقع ہو تو گر جاتی ہے۔ مثلاً شعر

شبنم گریاں نے یہ گل سے کہا گریہ میرا خندہ تیرا ہو گیا

تقطیع۔ شبنمے گر فاعلاتن۔ یاں نے یہ گل فاعلاتن۔ سے کہا فاعلن۔ گریہ میرا فاعلاتن۔ خندہ تیرا فاعلاتن۔ ہو گیا فاعلن + اگر ہا بولی جائے اور حرکت کسرہ کی رکھتی ہو تو وہ ساقط نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ یا سے تبدیل

ہو جاتی ہے مثلاً شعر

شبنمِ گریاں نے یہ گُل سے کہا میرا گریہ تیرا خندہ ہوگیا

تقطیع مصرع ثانی = میراگریہ فاعلاتن۔ تیرخندی فاعلاتن۔ ہوگیا فاعلن۔ اگر ہا بجائے درمیان مصرع کے آخر میں واقع ہو تو حرف ساکن کے حساب میں شمار میں ہوتی ہے۔ مثلاً ع

غنچہ ہے پیشِ دہن لب بستہ

تقطیع غنچہ ہے پے فاعلاتن۔ شِدَہن لب فعلاتن۔ بستہ فعلن۔ بستہ کی ہا فعلن کے نون پر آتی ہے ساقط نہیں ہوتی ہے۔

(۵) نون ساکن۔ جو نون حرف مدّہ کے بعد درمیان مصرع کے واقع ہو کر جاتا ہے (حرف مدّہ) میں الف ساکن ماقبل مفتوح۔ واو ساکن ماقبل مضموم اور یا ساکن ماقبل مکسور شامل ہیں) مگر آخر مصرع میں ہو تو نہیں گرتا ہے مثلاً ع ہاں نہیں کچھ نہیں کہتے اِسے کیا کہتے ہیں

تقطیع۔ ہانہی کچھ فاعلاتن۔ نہی کہتے فعلاتن۔ اسے کیا کہہ فعلاتن تےہیں فعلان۔ اگر نون حرف مدّہ کے بعد نہ ہو بلکہ کسی دوسرے حرف کے بعد ہو جیسے اَمَن وعلن ہیں۔ یا حرف مدّہ کے بعد علاوہ نون کے کوئی دوسرا حرف ہو جیسے یا دروز و دید میں یا کوئی دو حرف ساکن درمیان مصرع کے واقع ہوں تو دوسرا حرف ساکن متحرک ہو جاتا ہے۔ الفاظ بالا سے یہ شعر موزوں ہوسکتا ہے۔

یاد کردہ روز تیری دید تھی عنقا مجھے امن حاصل تھا مجھے میں علن غم میں مبتلا

تقطیع۔ یادکردہ فاعلاتن۔ روزتیری فاعلاتن۔ دیدتھی عن فاعلاتن۔ تا مجھے فاعلن۔ امن حاصل فاعلاتن۔ تھا تجھے سے فاعلاتن۔ عین غم سے فاعلاتن۔ مبتلا فاعلن = یاد و روز و دید و امن و عین کا ساکن دوم متحرک ہوگیا۔ مِن کا نون حرف مدّہ کے بعد آیا تھا ساقط ہوگیا۔ اسی طرح دو حرف ساکن شکر و لطف میں دوسرا حرف ساکن متحرک ہوا مثلاً

یار کا ہے لطف ہم پر شکر ہے

تقطیع۔ یار کا ہے فاعلاتن۔ لطف ہم پر فاعلاتن۔ شکر ہے فاعلن۔

(۶) الفاظ مخلوط ہندی۔ ہندی کے حروف مخلوط کا علیحدہ وجود نہیں ہوتا ہے بلکہ دو مخلوط حرفوں کی جگہ ایک ہی حرف وضع کیا گیا ہے۔ اس لئے تقطیع میں ایسے مخلوط حروف ایک حرف کا حکم رکھتے ہیں مثلاً دَھرنا۔ پھرنا۔ اور کرنا تینوں فعلن کے وزن پر آتے ہیں حالانکہ کتابت میں دھرنا و بھرنا پنج حرفی ہیں اور کرنا چہ حرفی ہے مگر چونکہ بولنے میں دو حرفوں کی آواز ایک ہی ہے اس لئے تقطیع میں بھی ایک ہی حرف شمار ہوتا ہے مثال اس کی شعر گذشتہ میں موجود ہے۔

(۷) الف ولام تعریف۔ جو الفاظ عربیہ میں تحریر ہوتا ہے مگر بولا نہیں جاتا تو وہ تقطیع میں ساقط ہو جاتا ہے جیسے ضرور بالضرور میں اور اگر بولا جائے جیسے الحمد میں تو تقطیع میں شمار ہوتا ہے۔

(۸) حرف مدّہ کے بعد اگر دو حرف ساکن واقع ہوں جیسے پوست و کاشت و زیست میں اور دونوں ساکن ایک حرف متحرک

کے برابر ہوں تو ساکن اوّل متحرک ہو جاتا ہے اور ساکن دوم ساقط ہو جاتا ہے۔ مثلاً ع پوست کی کاشت زیست بھر نہ کرو

تقطیع۔ پوس کی کا فاعلاتن۔ شت زیس بھر مفاعلن۔ نکرو فعِلن۔

اگر تین حرف ساکن مصرع کے آخر میں واقع ہوں تو آخر کا ساکن ساقط ہو جاتا ہے۔ مثلاً ع دل کو ہر دم ہے خیالِ کوئے دوست

تقطیع۔ دلکُ ہر دم فاعلاتن۔ ہے خیالے فاعلاتن۔ کوئے دوس فاعلات۔ نیز ہر تا جس کے قبل ایک حرف ساکن ہو اگر درمیان مصرع واقع ہو تو ساقط ہو جاتی ہے اور آخر بیت میں آئے تو حرف ساکن کے حساب میں شمار ہوتی ہے۔

(۹) حروفِ علّت۔ اُردو میں حروفِ علّت الف واؤ یا حسب ضرورت بلا تامّل گرا دیئے جاتے ہیں۔ مثلاً

گر آب سے پھرے جیتے وہ کعبے کے سفر سے (ذوق)
تو جانو پھرے شیخ جی اللہ کے گھر سے

تقطیع۔ گر آبِ مفعولُ۔ پھرے جیت مفاعیل۔ وہ کعبے کے مفاعیل۔ سفر سے فعولن + تو جانُ مفعولُ۔ پھرے شیخ مفاعیل۔ جیلاہ مفاعیل کِگھر سے فعولن۔

حروفِ ملفوظ غیر مکتوب۔ یعنی وہ حروف جو بولے جاتے ہیں مگر لکھے نہیں جاتے اور تقطیع میں شمار ہوتے ہیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) الف جو فتحہ کے کھینچنے سے پیدا ہو جیسے آدم میں۔ جو بوزن

فعلن ہے۔ فتحہ الف کے کھینچنے سے دو الف ہو جاتے ہیں تقطیع میں الف ممدودہ دو الف کے برابر سمجھا جاتا ہے جس کا پہلا متحرک اور دوسرا ساکن ہوتا ہے۔ اگرچہ صرفیوں کا قول ہے کہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور جو متحرک ہو تو ہمزہ کہلاتا ہے مگر عروضی ساکن اور متحرک دونوں کو الف ہی کہتے ہیں۔ ایسا پیدا شدہ الف تقطیع میں شمار ہوتا ہے۔

(۲) واؤ۔ جو ضمہ کے کھینچنے سے پیدا ہو جیسے داؤد بوزن فعلان ہے گویا تقطیع میں دو واؤ شمار ہوتی ہیں پہلی متحرک اور دوسری ساکن۔

(۳) یا جو کسرہ کے کھینچنے سے پیدا ہو جیسے خم ابرو بوزن مفاعیلن ہے میم کے بعد یا بھی شمار ہوتی ہیں اور خم ابرو کو تقطیع میں خمے ابرو سمجھا جاتا ہے اس یا کو جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے یائے بطنی کہتے ہیں۔

(۴) حروف مشدد۔ حرف مشدد کی تقطیع میں دو حرف لئے جاتے ہیں مثلاً ربّی و جنّی بوزن فعلن ہیں جو تقطیع میں رب بی و جن نی سمجھے جاتے ہیں۔

بیان زحافات

زحف کے معنی لغت میں اصل سے دور گرنے کے ہیں۔ چنانچہ سہم زاحف اس تیر کو کہتے ہیں جو نشانہ سے دور گرے۔ مگر اصطلاح میں چند تغیرات کو کہتے ہیں جو اصول افاعیل یعنی ارکان سالم میں واقع

ہوں بہ تغیرات تین قسم کے ہوتے ہیں اوّل نقصان حرف یا حروف
کے ساتھ جیسے فاعلن سے فَعِلن دفع دوم زیادتی حرف یا حروف
کے ساتھ جیسے فاعلن سے فاعلان وفاعلاتن۔ سوم نقصان حرکت کے ساتھ
جیسے مُتَفاعِلن سے مُتْفاعِلن مبدّل بہ مُستفعِلن۔ جس رکن میں زحاف
واقع ہوتا ہے وہ مزاحف کہا جاتا ہے۔

متقدمین اربابِ عروض مثلاً ضیاء الدین خزرجی۔ محب الدین بصری۔
رشید وطواط۔ خواجہ نصیر الدین طوسی معروف بہ محقق و سلمان ساوجی
وغیرہ نے زحاف کی یہ تعریف کی ہے "سببِ خفیف کا حرف ساکن
حذف کیا جائے یا سببِ ثقیل کا حرف متحرک ساکن کیا جائے" تو
اُس کا نام زحاف ہے۔ زحافات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اوّل مفرد یعنی
جن کا عمل رکن میں صرف ایک ہی جگہ ہو جیسے فعولن سے فعول دوم
مرکب وہ زحاف ہوتے ہیں جن کا عمل رکن میں دو یا تین جگہ ہو۔
جیسے فاعلن کو اوّل حرف ثانی گرا کر فَعِلن اور بعدہٗ حرف آخر گرا کر اور
ماقبل متحرک کو ساکن کر کے فعل بنایا جاوے۔

زحافات مفرد

زحافات مفرد۔ جن میں نقصان کمی حرف یا حروف کے ساتھ
ہوتا ہے چار قسم پر منقسم ہیں۔
قسم اوّل زحافات مفرد متعلق سببِ خفیف۔ زحاف جو سببِ خفیف

ہیں واقع ہوتے ہیں یا تو عام ہوتے ہیں یعنی مصرع کی ہر رکن میں آ سکتے ہیں۔ یا خاص ہوتی ہیں۔ جو اُس رکن میں آتے ہیں جو مصرع کے کسی خاص حصّہ میں واقع ہوتا ہے۔

زحافات مفرد عام۔ بعض ارکان میں ایک سببِ خفیف شروع میں ہوتا ہے جیسے فاعلن فاعلاتن اور مس تفع لن میں اور بعض میں دو سببِ خفیف شروع میں ہوتے ہیں جیسے مستفعلن و مفعولاتُ میں۔ بعض میں ایک سببِ خفیف آخر میں ہوتا ہے جیسے فعولن۔ فاعلاتن اور مس تفع لن میں اور بعض میں دونوں سببِ خفیف آخر میں ہوتے ہیں جیسے مفاعیلن میں۔ چونکہ سببِ خفیف کا حرف ساکن گرا کرتا ہے لہٰذا ارکان مندرجہ بالا پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ایسا حرف یا دوسرا ہے یا چوتھا یا پانچواں یا ساتواں۔ پس عروضیوں نے اِن حروف کے گرنے یعنی زحافات کے جُداگانہ نام مقرّر کئے ہیں۔

ا۔ خَبن۔ سببِ خفیف ابتدائی کے حرف ساکن یا رکن کے دوسرے حرف کے گرنے کو کہتے ہیں۔ پانچ ارکان یعنی فاعلن۔ فاعلاتن مستفعلن مس تفع لن اور مفعولاتُ میں خبن واقع ہوتا ہے۔ جو مخبون ہو کر فَعِلُن۔ فَعِلاتن۔ مُتَفعِلن۔ مس تفع لن اور مفعولات رہ جاتے ہیں مگر عروضیوں کی یہ عادت ہے کہ جب نقصان حرف یا حروف سے باقی رکن بے معنی یا غیر مانوس رہ جاتا ہے تو اُس کو لفظ بامعنی مانوس سے بدل دیتے ہیں۔ مستفع لن اور متفعلن الفاظ غیر مانوس ہیں۔ اُن کی جگہ ہموزن لفظ مَفَاعِلُن

رکھدیا جاتا ہے اسی طرح معولات لفظ غیر مانوس ہے اُس کو ہموزن لفظ فعولاتُ سے تبدیل کردیا جاتا ہے۔ جس رکن میں خبن واقع ہوتا ہے وہ مخبون کہا جاتا ہے۔

۲۔ طیّ۔ سبب خفیف دوم کے حرف ساکن یا رکن کے چوتھے حرف کے گرنے کو کہتے ہیں۔ یہ زحاف مستفعِلُن و مفعولات میں واقع ہوتا ہے جن میں ابتدا میں دو سبب ملے ہوئے ہیں۔ مستفعِلُن کا چوتھا حرف گرنے سے مُستَعِلُن باقی رہتا ہے جو غیر مانوس ہونے کی وجہ سے مفتعلن سے بدل دیا جاتا ہے اور مَفعُولاتُ کا چوتھا حرف گر کر مَفعَلاتُ رہ جاتا ہے جو لفظ مانوس فَاعِلاتُ سے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ جس رکن میں یہ زحاف آتا ہے اُس کو مطوّی کہتے ہیں۔

۳۔ قبض۔ آخر کے دو سبب خفیف کے پہلے سبب کے حرف ساکن یا رکن کے پانچویں حرف کے گرنے کو کہتے ہیں یہ زحاف فعُولُن اور مَفَاعِیلُن میں آتا ہے فعولن کا پانچواں حرف گرنے سے فعولُ اور مفاعیلن کا پانچواں حرف گرنے سے مفاعلن باقی رہتا ہے۔ چونکہ یہ دونوں لفظ بامعنی یا مانوس ہیں بدستور باقی رہتے ہیں جس رکن میں یہ زحاف آئے وہ مقبوض کہلاتا ہے۔

۴۔ کفّ۔ رکن کے آخری سبب خفیف کے حرف ساکن یا رکن کے ساتویں حرف کے گرنے کو کہتے ہیں۔ یہ زحاف فَاعِلاتن مس تفع لُن فَاعِ لاتن اور مفاعیلن میں واقع ہوتا ہے جو ساتواں حرف گر کر فَاعِلاتُ

مُسْ تَفْعِلُ۔ فَاعِ لاتُ اور مُفَاعِیلُ رہ جاتے ہیں چونکہ یہ سب لفظ مانوس ہیں بجنسہ رہتے ہیں۔ جس رکن میں یہ زحاف آتا ہے وہ مکفوف کہا جاتا ہے۔

زحاف مفرد خاص۔ جو مصرع کے آخری رکن یعنی عروض و ضرب میں واقع ہوتے ہیں اُن کی دو قسمیں ہیں۔

قسم اوّل زحافات متعلق سبب خفیف۔ (ا) رکن جس میں سبب خفیف کا حرف ساکن گرایا جائے۔ (ب) پورا سبب خفیف گرایا جائے۔

۵۔ قصر۔ آخری سبب خفیف کے حرف ساکن کے ساقط ہونے اور حرف متحرک ماقبل کے ساکن ہونے کو کہتے ہیں۔ یہ زحاف فعولن مفاعیلن اور فاعلاتن میں آتا ہے۔ جو بعد سقوط حرف آخر و سکون ماقبل فعولْ۔ مفاعیلْ و فاعلاتْ رہ جاتے ہیں۔ جس رکن میں یہ زحاف آتا ہے اُس کو مقصور کہتے ہیں۔

۶۔ حذف۔ پورے سبب خفیف کے گرا دینے کو کہتے ہیں۔ یہ زحاف فعولن۔ مفاعیلن اور فاعلاتن میں واقع ہوتا ہے۔ جن میں سبب خفیف آخر میں ہے یہ ارکان بعد زحاف فعو۔ مفاعی اور فاعلا رہ جاتے ہیں۔ جو الفاظ مناسب فعَل فعولن اور فاعلن سے تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مفاعیلن کے آخر میں دو سبب ہیں لہٰذا اگر سبب اوّل کو گرائیں تو مفالن رہیگا۔ یہ بھی فعولن سے مبدّل ہوگا نتیجہ دونوں کا ایک ہے۔ رکن مزاحف محذوف کہلائیگا۔

قسم دوم زحاف متعلق سبب ثقیل۔ سبب ثقیل صرف دو ارکان

مُتَفَاعِلُن اور مُفَاعَلَتُن میں ہیں اور سبب ثقیل کا دوسرا حرف متحرک ساکن کیا جاتا ہے۔ لہذا یہ حرف رکن اوّل میں دوسرا اور رکن ثانی میں پانچواں ہے۔ یہ دونوں زحاف عام ہیں اور مصرع میں ہر جگہ آتے ہیں۔ اُن کے نام عروضیوں نے حسب ذیل رکھے ہیں۔

۱ - اضمار۔ سبب ثقیل کے دوسرے حرف یا رکن مُتَفَاعِلُن کی تَ ساکن کرنے کو کہتے ہیں جو بعد عمل زحاف مُتْفَاعِلُن ہو جاتا ہے اُس کو ہموزن لفظ مانوس مُسْتَفْعِلُن سے بدل دیتے ہیں۔ رکن مزاحف مضمر کہلاتا ہے ۲ - عصب۔ مُفَاعَلَتُن کی لَ یا رکن کے پانچویں حرف کے ساکن کرنے کو کہتے ہیں، جو بعد عمل زحاف مُفَاعَلْتُن ہو جاتا ہے اور لفظ مانوس مَفَاعِیلُن سے بدلا جاتا ہے۔ رکن مزاحف معصوب کہلاتا ہے۔ زحافات کا عمل بآسانی سمجھنے کے لئے ذیل کا نقشہ مرتب کیا گیا ہے۔ جس میں رکن مزاحف کی اصلی صورت بعد عمل زحاف اور الفاظ مانوس جو بطور بدل کے رکھے گئے ہیں علیحدہ علیحدہ خانوں میں دکھلائے گئے ہیں۔

نام زحاف	رکن سالم	حالت رکن بعد عمل زحاف	لفظ مانوس	کیفیت عمل زحاف
۱ - خَبن	فاعِلُن	فَعِلُن	فَعِلُن	دوسرا حرف ساکن ساقط ہو کر باقی بدستور رہا۔
”	فاعِلاتُن	فَعِلاتُن	فَعِلاتُن	بشرح صدر
”	مُسْتَفْعِلُن	مُتَفْعِلُن	مَفَاعِلُن	دوسرا حرف ساکن ساقط ہو کر باقی لفظ مانوس سے تبدیل ہوا

نام زحاف	رکن سالم	حالت رکن بعد عمل زحاف	لفظ مانوس	کیفیت عمل زحاف
۱۔ خَبن	مَفعُولاتُ	مَعُولاتُ	فعولاتُ یا مفاعیلُ	بشرح صدر
〃	مُس تفع لُن	مُتَفعِلُن	مَفاعِلُن	بشرح صدر
۲۔ طیّ	مُستفعِلُن	مُستَعِلُن	مُفتَعِلُن	چوتھا حرف ساکن ساقط ہو کر باقی لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
	مَفعُولاتُ	مَفعُلاتُ	فَاعِلاتُ	بشرح صدر
۳۔ قبض	فَعُولُن	فَعُولُ	فعولُ	پانچواں حرف ساکن ساقط ہو کر باقی بدستور رہا۔
	مَفاعِیلُن	مَفاعِلُن	مَفاعِلُن	بشرح صدر
۴۔ کفّ	فَاعِلاتُن	فَاعِلاتُ	فَاعِلاتُ	ساتواں حرف گر کر باقی بدستور رہا
〃	فَاعِ لاتُن	فَاعِ لاتُ	فَاعِ لاتُ	بشرح صدر
〃	مُس تفع لُن	مُس تفعلُ	مُس تفعلُ	بشرح صدر
〃	مَفاعِیلُن	مفاعیلُ	مفاعیلُ	بشرح صدر
۵۔ قصر	فَعُولُن	فَعُولْ	فَعُولْ	سببِ خفیف کا حرف ساکن ساقط اور حرف ماقبل متحرک ساکن ہوا۔
〃	مفاعیلن	مفاعیلْ	مفاعیلْ	بشرح صدر
〃	فاعلاتن	فاعلاتْ	فاعلاتْ	بشرح صدر
۶۔ حذف	فعولن	فعو	فعَل	پورا سببِ خفیف ساقط ہو کر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
	مفاعیلن	مَفاعی (مَفائن)	فعولن	بشرح صدر
	فاعلاتن	فاعلا	فاعلن	بشرح صدر
۷۔ اضمار	مُتَفاعِلُن	مُتْفاعِلُن	مُستَفعِلُن	دوسرا حرف رکن کا یعنی تے ساکن ہو کر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا
۸۔ عصب	مفاعلَتُن	مفاعلْتُن	مفاعیلُن	پانچواں حرف رکن کا یعنی لام ساکن ہو کر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا

زحافات مندرجہ بالا جن ارکان میں واقع ہوتے ہیں اور وہ ارکان
جن بحروں سے متعلق ہوتے ہیں انھیں بحروں سے قریب قریب
یہ بھی مخصوص ہوتے ہیں۔ مثلاً زحاف خبن ارکان فاعلن۔ فاعلاتن۔
مستفعلن۔ مس تفع لن اور مفعولات میں واقع ہوتا ہے تو جن بحروں میں
یہ ارکان ہیں انھیں بحروں سے یہ زحاف بھی متعلق سمجھا جائیگا و قس علیٰ ھٰذا

قسم سوم زحافات متعلق وتد مجموع۔ اس قسم کے زحافات عام
نہیں ہوتے ہیں بلکہ یا تو مصرع کے شروع یعنی صدر کے ابتدا میں آتے ہیں
یا مصرع کے آخر یعنی عروض وضرب میں واقع ہوتے ہیں۔

زحافات مفرد جو صدر و ابتدا میں آتے ہیں۔ یہ ایک ہی زحاف
خرم ہے جس کا ہر رکن کے ساتھ جداگانہ نام ہے۔

۱۔ ثلم۔ فعولن کی ف (جو وتد مجموع کا پہلا حرف ہے) گرانے کو کہتے
ہیں جو عولن مبدل بہ فعلُن ہو جاتا ہے۔ رکن مزاحف اثلم کہلاتا ہے۔

۲۔ خرم۔ مفاعیلن کی میم کے گرانے کو کہتے ہیں جو فاعیلن مبدل بہ
فعولن ہو جاتا ہے۔ رکن مزاحف کو اخرم کہتے ہیں۔

۳۔ عضب۔ مفاعلتن کی میم کے گرانے کو کہتے ہیں۔ جو فاعلتن
مبدل بہ مفتعلن ہو جاتا ہے۔ رکن مزاحف اعضب کہا جاتا ہے یہ زحاف
اہل عرب کے ہیں اور وہ ہمیشہ ان کو صدر و ابتدا میں لاتے ہیں۔ مگر اہل
فارس (یا اردو) عروض وضرب میں بھی لاتے ہیں مگر جب حشو میں خرم
کرتے ہیں تو اس کا نام تخنیق رکھتے ہیں اور رکن مزاحف کو مخنوق کہتے ہیں۔

زحافات مفرد جو عروض و ضرب میں آتے ہیں۔ آخر مصرع میں جو تغیّر ہوتا ہے اُس کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱/۴ قطع۔ وتد مجموع کے آخری حرف کے گرا دینے اور اُس کے ماقبل کے حرف متحرک کے ساکن کرنے کو کہتے ہیں۔ جو فاعلن سے فاعل مبدل بہ فعلن بن جاتا ہے، رکن مزاحف مقطوع کہلاتا ہے۔ یہ مصرع کے آخری رکن کا زحاف ہے مگر بحر متدارک میں صدر و ابتداو حشو میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

۲/۵ حذذ۔ مصرع کے رکن آخر کا پورا وتد مجموع گرا دینے کو کہتے ہیں۔ رکن مزاحف احذ کہلاتا ہے جیسے فاعلن سے فا مبدل ہو کر فع ہو جاتا ہے۔

۳/۱ تشعیث۔ وتد مجموع کے دو حروف متحرک میں سے ایک کے گرا دینے کو کہتے ہیں کہ رکن فاعلاتن (جیسا کہ نقشہ سے معلوم ہوگا) اس زحاف سے مفعولن ہو جاتا ہے۔ محقق طوسی اسکو مخبون مسکن کا لقب دیتے ہیں۔ رکن مزاحف مشعث کہلاتا ہے۔

قسم چہارم زحافات متعلق وتد مفروق (الف) زحافات مفرد جن میں تغیّر حروف کی کمی کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ زحافات مصرع کے آخر یعنی عروض و ضرب میں تین صورت میں واقع ہوتے ہیں اور رکن مفعولاتُ سے مختص ہیں۔ تینوں صورتوں کے تین جداگانہ نام مقرر کئے گئے ہیں۔

۱/۲ وقف۔ متحرک دوم کے یعنی مفعولاتُ کے تَ کے
ساکن کرنے کو کہتے ہیں، جو مفعولات ہو کر مفعولن سے بدل دیا جاتا ہے
رکن مزاحف موقوف کہا جاتا ہے۔
۲/۸ کسف۔ متحرک دوم یا مفعولاتُ کے تَ کے گرا دینے کو
کہتے ہیں، جو مفعولا ہو کر مفعولن سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ رکن مزاحف مکسوف
کہا جاتا ہے۔
۳/۹ صلم۔ پورا وتد مفعولات کا گرانے کو کہتے ہیں جو مفعو رہ کر فعلن
سے بدلتا ہے۔ رکن مزاحف اصلم کہلاتا ہے (ب) زحافات جن میں
تصرّف زیادتی حروف کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ دو قسم پر منقسم ہیں مفرد و
مُرکّب زحافات مفرد ہیں۔ زیادتی حروف کی دو صورتیں ہیں۔ اوّل یہ
کہ زحاف مصرع کے ابتدائی رکن یعنی صدر و ابتدا میں ہو۔ دوم مصرع
کے آخری رکن یعنی عروض و ضرب میں ہو۔
مصرع کے ابتدائی رکن میں زیادتی کو خزم کہتے ہیں۔ اہل عرب
اکثر اشعار میں ایک حرف بڑھا دیتے ہیں۔ متقدمین اہل فارس نے بھی
ایسا کیا ہے۔ مثلاً — مرادی

از چشم دگنج چہ فریاد و سود — کہ مرگ کند بر سر تو تاختن

شعر بالا میں کاف بیانیہ تقطیع سے زائد ہے اور یہی خزم ہے۔ مگر متاخرین
اہل فارس نے اس کو ترک کر دیا ہے اور شعرائے اردو کے یہاں اسکا وجود
قطعی نہیں ہے۔ مصرع کے آخری رکن میں زیادتی کو اہل عرب نے

ذیل کے ناموں سے موسوم کیا ہے۔

١٠/١ تسبیغ۔ سبب خفیف کے درمیان ایک الف بڑھانے کو کہتے ہیں جیسے مفاعیلن سے مفاعیلان۔ رکن مزاحف مسبغ کہلاتا ہے۔ صرف یہی ایک زحاف سبب خفیف سے متعلق ہے بقیہ ذیل کے دو زحاف وتد مجموع سے تعلق رکھتے ہیں۔

١١/٢ اذالہ۔ وتد مجموع کے دوسرے حرف کے بعد ایک الف کے بڑھانے کو کہتے ہیں جیسے فاعلن سے فاعلان۔ رکن مزاحف مذال کہلاتا ہے۔ یہ دونوں زحاف اہل عرب عروض وضرب میں لاتے ہیں۔ مگر اہلِ فارس و اردو حشو میں بھی استعمال کرتے ہیں۔

١٢/٣ ترفیل۔ وتد مجموع کے بعد ایک سبب خفیف کے اضافہ کو کہتے ہیں جیسے فاعلن سے فاعلن تن جس کو فاعلاتن سے بدل دیا جاتا ہے۔

نقشہ زحافات متعلق وتد مجموع ومفروق وغیرہ مندرجہ بالا

نام زحاف	رکن سالم	حالت رکن بعد عمل زحاف	لفظ مانوس	کیفیت عمل زحاف
١۔ ثلم	فَعُوْلُنْ	عُوْلُنْ	فِعْلُنْ	پہلا حرف گر کر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا
٢۔ خرم	مَفَاعِیْلُنْ	فاعیلُن	مفعولن	بشرح صدر
٣۔ عضب	مُفَاعَلَتُنْ	فاعِلَتن	مفتعلن	بشرح صدر
١/٤ قطع	فَاعِلُنْ	فَاعِلْ	فِعْلُنْ	وتد مجموع کا آخر حرف ساقط اور حرف ماقبل ساکن ہو کر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔

نام زحاف	رکن سالم	حالت رکن بعد عمل زحاف	لفظ مانوس	کیفیت عمل زحاف
	مستفعلن	مستفعلُ	مفعولن	بشرح صدر
	متفاعلن	مُتَفَاعِلُ	فَعِلاتن	بشرح صدر
۲/۵ حذذ	فاعلن	فا	فع	پورا وتد مجموع ساقط ہو کر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
"	مستفعلن	مستف	فِعْلُن	بشرح صدر
"	متفاعلن	مُتَفا	فَعِلُن	بشرح صدر
۳/۶ تشعیث	فاعلاتن	فالاتن / فاعاتن	مفعولن	وتد مجموع کا ایک حرف متحرک ساقط ہو کر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۱/۷ وقف	مفعولاتُ	مفعولاتْ	مفعولان	تائے مفعولات ساکن ہو کر باقی تبدیل ہوا۔
۲/۸ کسف	مفعولاتُ	مفعولا	مفعولن	تائے مفعولات گر کر باقی تبدیل ہوا۔
۳/۹ صلم	مفعولاتُ	مَفعو	فِعْلُن	پورا وتد مفروق ساقط ہو کر باقی لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۱/۱۰ تسبیغ	فاعلاتن	فاعلاتان	فاعلیّان	سبب خفیف کے درمیان الف بڑھایا اور تائے تانیث کے اشتباہ کی وجہ سے ی سے تبدیل کیا۔
"	فاع لاتن	فاع لاتان	فاع لیّان	بشرح صدر
۲/۱۱ اِذالہ	فاعلن	فاعلان	فاعلان	وتد مجموع کے دوسرے حرف کے بعد الف بڑھایا۔
"	مستفعلن	مستفعلان	مستفعلان	بشرح صدر
"	متفاعلن	متفاعلان	متفاعلان	بشرح صدر

نام زحاف	رکن سالم	حالت رکن بعد عمل زحاف	لفظ مانوس	کیفیت عمل زحاف
۳۴ ترفیل	فاعلن	فاعلن تن	فاعلاتن	وتد مجموع کے بعد ایک سبب خفیف بڑھا کر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
؍؍	مستفعلن	مستفعلن تن	مستفعلاتن	بشرح صدر
؍؍	متفاعلن	متفاعلن تن	متفاعلاتن	بشرح صدر

مندرجہ بالا ۳۴ زحافات عربی۔ فارسی یا اُردو میں مشترک ہیں۔ جن بحروں میں وہ ارکان آتے ہیں جن سے یہ زحاف متعلق ہیں انھیں بحروں سے یہ زحاف بھی متعلق سمجھے جاتے ہیں۔ مثلاً زحاف ثلم رکن فعولن میں آتا ہے تو بحر متقارب و طویل سے یہ زحاف متعلق ہوگا جن میں رکن فعولن ہے۔

زحافات مُرکّب!

زحافات مرکّب متعلق سبب خفیف جو عام ہیں اور ہر جگہ مصرع میں آسکتے ہیں۔
ا۔ خبل۔ اجتماع خبن وطی کو کہتے ہیں یعنی رکن کا دوسرا اور چوتھا دونوں حرف گر جائیں۔ یہ دو ارکان مستفعلن اور مفعولات میں آتا ہے جن کے شروع میں دو سبب خفیف ہوتے ہیں جو بعد گرنے دوسرے اور چوتھے حرف کے متعلن اور معلات باقی رہتے ہیں جن کو فعِلتن اور

فعلاتُ سے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ رکن مزاحف مخبول کہلاتا ہے۔

۲۔ شکلؔ۔ اجتماع خبن و کف کو کہتے ہیں یعنی رکن کا دوسرا حرف بھی اور ساتواں حرف بھی گرایا جائے یہ زحاف دو ارکان مس تفع لن اور فاعلاتن میں واقع ہوتا ہے یعنی اُن ارکان میں جن کے شروع میں بھی سبب خفیف ہو اور آخر میں بھی۔ جو دوسرا اور ساتواں حرف گر کر متفعلُ اور فعلاتُ رہتے ہیں۔ پہلا لفظ غیر مانوس ہونے کی وجہ سے مفاعلُ سے بدل دیا جاتا ہے دوسرا مانوس ہونے کے سبب بدستور رہتا ہے۔ رکن مزاحف شکول کہا جاتا ہے۔ زحافات مرکب عام متعلق سبب ثقیل

۳۔ عقلؔ۔ مفاعلتن کے لام کو ساکن کرنے کے گرا دینے کو کہتے ہیں۔ جو بسقوط لام مفاعلتن ہو کر مفاعیلن سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ رکن مزاحف معقول کہا جاتا ہے۔

۴۔ نقصؔ۔ مفاعلتن میں اجتماع عصب و کف کو کہتے ہیں جو بعد عمل مفاعِلتُ ہو کر مفاعیلُ ہو جاتا ہے۔ رکن مزاحف منقوص کہلاتا ہے۔ زحافات مرکب خاص جو صدر و ابتدا سے مخصوص ہیں یعنی جو مصرع کے پہلے رکن میں آتے ہیں حسب ذیل ہیں۔

۱/۵ ثرمؔ۔ اجتماع ثلم و قبض کو کہتے ہیں جو رکن فعولن میں آتا ہے یعنی پہلا اور پانچواں حرف گر کر عُول رہ جاتا ہے جس کو لفظ مانوس فعْلُ سے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ رکن مزاحف اثرم کہا جاتا ہے۔

۲/۶ شترؔ۔ اجتماع خرم و قبض کو کہتے ہیں جو رکن مفاعیلن میں

آتا ہے یعنی پہلا اور پانچواں حرف گر کر فاعلن رہ جاتا ہے بلفظ مانوس ہونے کی وجہ سے بدستور رہتا ہے۔ رکن مزاحف اشتر کہلاتا ہے۔

۳/۷ خرب۔ اجتماع خرم و کف کو کہتے ہیں جو مفاعیلن میں آتا ہے اور پہلا اور ساتواں حرف گر کر فاعیلُ رہ جاتا ہے جس کو مفعول سے بدل دیا جاتا ہے۔ رکن مزاحف اخرب کہا جاتا ہے۔

۴/۸ قصم۔ مفاعلتن میں اجتماع عضب و عصب کو کہتے ہیں جو بعد عمل زحاف فاعلتن ہو جاتا ہے اور مفعولن سے تبدیل کیا جاتا ہے۔ رکن مزاحف اقصم کہا جاتا ہے۔

۵/۹ جمم۔ مفاعلتن میں اجتماع عضب و عقل کو کہتے ہیں۔ جو بعد عمل فاعِلُتن ہو کر فاعِلن سے بدلتا ہے۔ رکن مزاحف اجم کہا جاتا ہے۔

۶/۱۰ عقص۔ مفاعلتن میں اجتماع نقص و عضب کو کہتے ہیں جو عمل نقص سے مفاعیلُ اور عمل عضب سے فاعیلُ رہ کر مفعول سے تبدیل کیا جاتا ہے۔ رکن مزاحف اعقص کہلاتا ہے۔

زحافات مرکب خاص جو عروض ضرب سے متعلق ہیں۔

۱/۱۱ خلع۔ خبن و قطع کے اجتماع کو کہتے ہیں جیسے فاعِلن سے فعْلُ رکن مزاحف مخلّع کہا جاتا ہے۔

۲/۱۲ بتر۔ اجتماع۔ حذف و قطع کو کہتے ہیں۔ جیسے حذف سے فعولن بعد عمل فعو اور قطع سے فَعْ رہ جاتے۔ رکن مزاحف ابتر کہلاتا ہے۔

۳/۱۳ قطف۔ مفاعلتن میں آخر کے دو حروف گرانے اور

ماقبل کے ساکن کرنے کو کہتے ہیں جیسے فعولن جو مفاعلن کا بدل ہے
رکن مزاحف مقطوف کہا جاتا ہے۔

۱۴/۴ وقص۔ متفاعلن کے حرف دوم متحرک کے ساکن کرنے
اور بعدہٗ ساقط کرنے کو کہتے ہیں۔ رکن بعد عمل مفاعلن رہ جاتا ہے۔
رکن مزاحف موقوص کہلاتا ہے۔

۱۵/۵ خزل۔ متفاعلن میں اجتماع اضمار وطی کو کہتے ہیں مضمر ہو کر
متفاعلن اور مطوی ہو کر متفعلن رہتا ہے۔ جو مفتعلن سے تبدیل ہوتا
ہے۔ رکن مزاحف مخزول کہا جاتا ہے

نقشہ مظہرہ عمل زحافات مرکب

نام زحاف	رکن سالم	حالت رکن بعد عمل زحاف	لفظ مانوس	کیفیت عمل زحاف
۱ خبل	مستفعلن مفعولات	متعلن معلات	فعلتن فعلات	دوسرا اور چوتھا حرف گر کر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔ بشرح صدر
۲ شکل	مس تفع لن	مستفعل	مفاعل	دوسرا اور ساتواں حرف گر کر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا
۳ عقل	مفاعلتن	مفاعتن	مفاعلن	لام ساکن کر کے گرایا اور بعدہٗ لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔
۴ نقص	״	مفاعلت	مفاعیل	لام کو ساکن کیا۔ ساتواں حرف گرایا باقی کو لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔

نام زحاف	رکن سالم	حالت رکن بعد عمل زحاف	لفظ مانوس	کیفیت عمل زحاف
۱/۵ ثرم	فعولن	عُولُ	فِعْلُ	پہلا اور پانچواں حرف گر کر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۲/۶ شتر	مفاعیلن	فاعلن	فاعلن	پہلا اور پانچواں حرف گر کر بدستور رہا۔
۳/۷ خرب	مفاعیلن	فاعیلُ	مفعولُ	پہلا اور ساتواں حرف گر کر باقی لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۴/۸ قصم	مفاعلتُن	فاعلتُن	مفعولن	لام کو ساکن کیا۔ میم کو گرایا۔ باقی لفظ مانوس تبدیل کیا۔
۵/۹ جمم	″	فاعتُن	فاعلن	لام اور میم کو گرایا باقی کو لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔
۶/۱۰ عقص	″	فاعیلُ	مفعولُ	نقص کے عمل سے مفاعیلُ اور عضب سے فاعیلُ رہا جو مفعول سے تبدیل ہوا۔
۱/۱۱ خلع	فاعلن	فِعلُ	فِعلُ	دوسرا حرف گرا نیز وتد مجموع کا آخر حرف گر کر ماقبل متحرک ساکن ہوا۔
۲/۱۲ بتر	فعولن	فع	فع	پورا سبب خفیف ساقط ہوا نیز وتد مجموع کا حرف آخر ساقط اور ماقبل متحرک ساکن ہوا۔
۳/۱۳ قطف	مفاعلتن	مُفاعِلْ	فعولن	آخر کے دو حرف ساقط اور ماقبل متحرک ساکن ہو کر باقی لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۴/۱۴ وقص	متفاعلن	مفاعلن	مفاعلن	حرف دوم متحرک ساکن کر کے ساقط کیا باقی بدستور رہا۔
۵/۱۵ خزل	″	مُتْفَعِلُن	مُفْتَعِلُن	مضمر ہو کر متفاعلن اور مطوی ہو کر متفعلن رہا لفظ مانوس سے تبدیل ہوا

اب تک جو زحاف بیان ہوئے اُن میں بیس[۲۰] زحاف مفرد اور پندرہ[۱۵] زحاف مرکب ہیں جن کا مجموعہ پینتیس[۳۵] ہوتا ہے زحاف تشعیث کو بعض عروضیوں نے مفرد اور بعض نے مرکب قرار دیا ہے اس لئے یہ دونوں میں مشترک سمجھنا چاہیئے۔ محقق طوسی نے تعداد زحافات چونتیس[۳۴] لکھی ہے۔ وجہ اختلاف یہ ہے کہ زحاف خلع کو محقق نے علیحدہ تحریر نہیں کیا۔ مگر دیگر کتب عروض میں یہ برابر تحریر ہے لہذا اس کو بھی شامل کیا گیا۔ یہ جملہ زحافات عربی و فارسی میں مشترک ہیں۔ اہل اُردو نے اہل فارس کا تتبع کیا ہے۔ مگر ذیل میں جو زحافات لکھے جائیں گے وہ اہلِ فارس کے مستخرجہ ہیں۔ جن میں بہت سے اوزان سابقہ متروک ہیں اور بہت سے اضافہ کر دیئے ہیں یا زحافات مرکب استعمال کئے ہیں اور اُن کے مفرد استعمال نہیں کئے ہیں۔ مثلاً زحاف خرب مرکب ہے خرم اور کف سے خرب کو استعمال کیا ہے خرم کو چھوڑ دیا ہے۔ نیز اہلِ فارس نے اہلِ عرب کے مخصوص زحافات میں جو شعر لکھے ہیں وہ بہ تکلف لکھے ہیں مگر اصول و زحاف انھیں کے استعمال کیئے ہیں پھر لطف یہ ہے کہ بعض جگہ اُن اوزان سے علیحدگی بھی اختیار کی گئی ہے۔ بعض اوزان خود ایجاد کئے ہیں مگر ہر شاعر نے اُن کا جدا گانہ نام رکھ لیا ہے حالانکہ موجد علم عروض عرب ہے لہذا تقلید اہل عرب کی ضروری تھی اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ اہلِ فارس کے تغیرات اور اُن کے نام مضبوط بنیاد پر قائم نہیں ہیں خیر اس بحث کو

چھوڑ کر نام زحافات اہل فارس جواب بلا اختلاف ہو گئے ہیں اور جن ناموں پر جمہور نے اتفاق کر لیا ہے اور جو اُردو کی شاعری میں بھی آتے ہیں تحریر کئے جاتے ہیں ۔

زحافات جو اہلِ فارس کے مستخرجہ ہیں

یہ تیرہ[۱۳] زحاف ہیں۔ اِن میں سے چار کا تعلق رکن مفاعیلن سے چار کا فاعلاتن متصل و منفصل سے دو کا مستفعلن سے اور دو کا مفعولات سے ہے ایک زحاف مستفعلن اور مفعولاتُ دونوں میں آتا ہے بالفاظ دیگر ان زحافات کا تعلق اُن ارکان سے ہے جن میں دو سبب خفیف ہوتے ہیں۔ خواہ شروع میں مجتمع ہوں خواہ آخر میں خواہ طرفین میں متفرق طور پر واقع ہوں ۔ اُن میں تین زحاف نمبری ا و ۹ و ۱۳ مفرد ہیں۔ باقی مرکب ہیں صراحت اُنکی رکن وار حسب ذیل ہے ۔

۱۔ جَبّ ۔ مفاعیلن کے ہر دو سبب خفیف کے دور کرنے کو کہتے ہیں، جو مَفَا مبدل بہ فَعَلُ ہو جاتا ہے۔ رکن مزاحف مجبوب کہا جاتا ہے ۔

۲۔ ہتم ۔ مفاعیلن میں اجتماع حذف و قصر کو کہتے ہیں جو حذف سے مفاعی اور قصر سے مفاع مبدل بہ فعولُ ہو جاتا ہے۔ رکن مزاحف اہتم کہلاتا ہے ۔

۳۔ زَلَل ۔ مفاعیلن میں اجتماع خرم و ہتم کو کہتے ہیں جو حسب صراحت نقشہ فاع ہو جاتا ہے۔ رکن مزاحف کو ازل کہتے ہیں ۔

۴۔ بتر۔ مفاعیلن میں اجتماع خرم وجب کو کہتے ہیں جو حسب مزاحت نقشہ فع ہو جاتا ہے۔ یہی زحاف ارکان فعولن و فاعلن میں بھی آتا ہے جس کا ذکر زحافات گذشتہ میں ہو چکا ہے اس لئے یہ زحاف موجودہ زحافات اہل فارس اور گذشتہ زحافات اہل عرب میں مشترک ہے۔ رکن مزاحف کو جیسا کہ پہلے بیان ہوا ابتر کہتے ہیں۔ یہ چاروں زحافات بحر ہزج سے تعلق رکھتے ہیں اوزان رباعی میں انھیں سے کام لیا جاتا ہے۔

۵۔ جحف۔ فاعلاتن میں خبن کرنے اور بعدہٗ فاصلہ صغریٰ کے ساقط کرنے کو کہتے ہیں جو عمل زحاف سے تن مبدل بہ فع ہو جاتا ہے۔ رکن مزاحف مجحوف کہا جاتا ہے۔

۶۔ ربع۔ فاعلاتن میں اجتماع خبن و قطع کو کہتے ہیں جو مخبون ہو کر فعلاتن۔ مقطوع ہو کر فعلاتن اور محذوف ہو کر فعل رہ جاتا ہے۔ رکن مزاحف مربوع کہلاتا ہے۔

۷۔ درس۔ فاعلاتن کے مخبون و محذوف کرنے کے بعد مابقی سے حرف آخر گرانے اور ماقبل کے ہر دو حروف کے ساکن کرنے کو کہتے ہیں جو مخبون ہو کر فعلاتن محذوف ہو کر فعلا رہتا ہے۔ الف کو گرا کر عین ساکن کیا جاتا ہے اس طرح پر فعل رہ جاتا ہے۔ جو فاع سے تبدیل کیا جاتا ہے۔ رکن مزاحف مدروس کہا جاتا ہے۔

۸۔ سَلخ۔ فاعلاتن کے دونوں سبب اور عین کی حرکت کے ساقط کرنے کو کہتے ہیں جو فاع رہ جاتا ہے۔ رکن مزاحف کو مسلوخ کہتے ہیں۔

۹۔ عَرَج۔ مستفعلن کے لام کے ساکن کرنے کو کہتے ہیں جو مُستَفعلن ہو کر مفعولان سے بدلتا ہے۔ رکن مزاحف اعرج کہلاتا ہے۔

۱۰۔ طمس۔ مستفعلن کے عین و لام کے گرا دینے کو کہتے ہیں۔ جو مستفن رہ کر فعلان سے بدلتا ہے۔ رکن مزاحف مطموس کہا جاتا ہے۔

۱۱۔ جَدع۔ مفعولاتُ کے دونوں سبب گرانے اور تَ کے ساکن کرنے کو کہتے ہیں جو لاتْ رہ کر فاع سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ رکن مزاحف کو مجدوع کہتے ہیں۔

۱۲۔ نحر۔ مفعولاتُ کے دونوں سبب اور تَ کے گرا دینے کو کہتے ہیں جو لا رہ کر فع سے بدلتا ہے۔ رکن مزاحف منحور کہلاتا ہے۔

۱۳۔ رفع۔ مستفعلن و مفعولاتُ کے دو سببوں میں سے ایک سبب کے گرانے کو کہتے ہیں۔ جس کی دو صورتیں پیدا ہوتی ہیں مستفعلن بعد عمل زحاف تَفعِلُن و مُستَعِلن رہ جاتا ہے۔ لہذا لفظ مانوس فاعلن سے بدل دیا جاتا ہے اور مفعولات بعد عمل زحاف عُولاتُ و مَفلاتُ ہو جاتا ہے جو مفعولُ سے بدل جاتا ہے۔ رکن مزاحف مرفوع کہلاتا ہے۔

نقشہ مظہرہ زحافات اہل فارس

نام زحاف	رکن سالم	حالت رکن بعد عمل زحاف	لفظ مانوس	کیفیت عمل زحاف
۱۔ جب	مفاعیلن	مُفَا	فَعَل	آخر کے ہر دو سبب خفیف ساقط ہوکر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۲۔ ہتم	مُفَاعیلن	مَفَاعِ	فَعُولُ	محذوف ہوکر مفاعی رہا اور مقصور ہوکر مفاع ہوا جسکو فعول سے تبدیل کیا۔
۳۔ زلل	رر	فاعِ	فاعِ	اخرم ہوکر فاعیلن اور محذوف ہوکر فاعی اور مقصور ہوکر فاع رہ جاتا ہے۔
۴۔ بتر	رر	فا	فع	اخرم ہوکر فاعیلن اور مجبوب ہوکر فا رہجاتا ہے جو لفظ مقررہ فع سے تبدیل کردیا جاتا ہے۔ یہ چاروں زحاف عروض وضرب سے متعلق ہیں۔
۵۔ جحف	فاعلاتن	تُن	فع	مجبون ہوکر فعلاتن اور فاصلہ صغریٰ ساقط ہوکر تن رہجاتا ہے جو فع سے تبدیل کیا جاتا ہے۔
۶۔ ربع	رر	فَعِلُ	فَعَلُ	مخبون ہوکر فَعِلاتن مقطوع ہوکر فَعِلاتُن اور اور محذوف ہوکر فعل ہوجاتا ہے۔
۷۔ درس	رر	فَعَلُ	فاع	مخبون ہوکر فعلاتن محذوف ہوکر فعلا حرف آخر ساقط اور عین ولام ساکن ہوکر فَعْلُ رہتا ہے جو فاع سے تبدیل ہوتا ہے۔

زحافات اربعہ عروض وضرب سے مخصوص ہیں

نام زحاف	رکن سالم	حالت رکن بعد عمل زحاف	لفظ مانوس	کیفیت عمل زحاف
۸۔ سلخ	فاع لاتن	فاع	فاع	دونوں سبب ساقط اور عین ساکن ہو کر فاع رہجاتا ہے
۹۔ عرج	مستفعلن	مستفعِلن	مفعولان	لام کو ساکن کرنے سے مستفعلن رہا جو مفعولان سے تبدیل ہوا۔
۱۰۔ طمس	؍؍	مُستَفَن	فِعلان	عین و لام گر کر مستَفن رہا جو فعلان سے تبدیل ہوا۔
۱۱۔ جدع	مفعولات	لاتْ	فاع	دونوں سبب ساقط و س ناتے ساکن ہو کر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۱۲۔ نحر	؍؍	لَاْ	فع	دونوں سبب خفیف و تا ساقط ہو کر لا باقی رہا جو فع سے تبدیل ہوا۔
۱۳۔ رفع	مستفعِلن مفعولاتُ	تفعِلن } مُتعِلن } عولاتُ } مفلات }	فاعلن مفعولُ	ایک سبب خفیف گرایا چونکہ دو سبب ہیں دو صورتیں پیدا ہوئیں دونوں کا نتیجہ فاعلن ہوا۔ بشرح صدر دونوں کا نتیجہ مفعولُ ہوا۔

علاوہ زحافات [illegible] تر اوزان رباعی کے لئے ایجاد ہوئے ہیں ایک زحاف اور بھی ہے۔ جو رباعی میں بھی کام آتا ہے اور دیگر اشعار اردو فارسی میں بھی استعمال ہوتا ہے جس کو عمل تسکین اوسط یعنی درمیانی حرف متحرک کا ساکن کرنا کہتے ہیں۔ یعنی اگر کسی رکن میں تین حرکتیں متواتر یعنی

توالی کے ساتھ واقع ہوں۔ مثلاً مُتَفاعلن و مفاعلتن میں تو درمیانی حرکت
کو ساکن کر کے مُتْفاعلن و مفاعلْتن بنا لیتے ہیں جو مُستفعلن و مفاعیلن کے
ہموزن ہیں۔ اسی طرح اگر دو ارکان کے اتصال پر تین متحرک پیدا
ہو جائیں تو وہاں بھی یہی عمل کرتے ہیں اور رکن اوّل کے حرف آخر
کو رکن ثانی کے حرف اوّل سے ملا دیتے ہیں۔ مثلاً مفعولُ مُفاعیلن
میں مفاعیلن کی میم کو ساکن کر کے مفعول کے لام سے ملا دیا جاتا ہے
جو اس طرح عمل کرنے سے مفعولُم فاعیلن بن جاتا ہے جس کو مفعولن مفعولن
سے تبدیل کر دیتے ہیں۔ یہ عمل جہاں بھی تین متحرک متوالی ہوں کیا
جائے تو بہتر ہے مگر جہاں التزام حرکات و سکنات درہم برہم ہوتا
ہو اور بحر بدلنے کا خوف ہو وہاں نہ ہونا چاہیئے۔ مثلاً رَمَضان اور خَفَقان
میں تین متحرک متوالی ہیں مگر ان میں تسکین اوسط کا عمل ممنوع ہے البتہ
جہاں استعمال ہو گیا ہے وہاں مضائقہ نہیں جیسا کہ حیوان بر وزن
فَعلان و فَعَلان دونوں طرح جائز قرار دیا ہے۔ اگر تین متحرک بوجہ
عمل زحافات کے جمع ہو جائیں جیسے فاعلن مخبون ہو کر فَعِلن ہو جائے
تو ایسی صورت میں درمیانی حرف وتد مجموع کا پہلا حرف ہو جائے گا۔
پس ایسی حالت میں اس کو بجائے تسکین اوسط کے محض تسکین کہیں گے۔
اکثر زحاف جو مجتمع ہیں کسی خاص نام سے موسوم ہیں مگر جن زحافات
کے مجموعے کو کسی خاص نام سے موسوم نہیں کیا گیا ہے وہ انہیں
زحافات کے اصلی نام سے نامزد ہوتے ہیں۔ مثلاً فاعلاتن میں خبن بھی

ہوا اور قصر بھی تو اِن دونوں کے اجتماع کو فاعلاتن مخبون مقصور کہیں گے۔
مفصل بیان زحافات کا اوراقِ گذشتہ میں درج ہو چکا ہے مگر
بہ ترتیب زحافات بیان ہوا ہے چونکہ ایک ایک رکن میں کئی کئی زحافات
واقع ہوتے ہیں اس لئے ہر رکن کے جملہ زحافات معلوم کرنے کے لئے
ذیل کا نقشہ مرتب کیا گیا ہے۔

نمبر شمار	رکن سالم	حالت رکن بعد زحاف	لفظ مانوس	نام زحاف	کیفیت
۱	فعولن	فعولُ	فعولُ	مقبوض	پانچواں حرف ساقط ہو کر فعولُ بضم لام بدستور رہا۔
۳	؍؍	عولُ	فَعْلُ یا فاع	اثرم	پہلا اور پانچواں حرف ساقط ہو کر عولُ باقی رہا جس کو لفظ مانوس فَعْلُ یا فاع سے بدلا۔
۴	؍؍	عولن	فَعْلن	اثلم	پہلا حرف ساقط ہو کر عولن رہا جسکو فعلن عین ساکن سے تبدیل کیا۔
۲	؍؍	فعولْ	فعولْ	مقصور	سبب خفیف کا حرف ساکن ساقط اور ما قبل ساکن ہو کر فعولْ بسکون لام بدستور رہا۔
۵	؍؍	فعو	فَعَلْ	محذوف	پورا سبب خفیف ساقط ہو کر فعو رہا جسکو فَعَلْ لام ساکن سے تبدیل کیا۔
۶	؍؍	فعولان	فعولان	مسبغ	سبب خفیف کے درمیان ایک الف بڑھایا گیا۔

نمبر شمار	رکن سالم	حالت بعد عمل زحاف	لفظ مانوس	نام زحاف	کیفیت
۷	فعولن	فِعلان	فِعلان	اثلم مسبغ	فعولن کا اثلم فعلن ہوا نیز دونوں سبب کے درمیان ایک الف بڑھایا گیا۔
۸	"	فع	فع	ابتر	پورا سبب خفیف اور وتد مجموع کا حرف ساقط ہوکر ماقبل ساکن ہوا۔
۹	فاعلن	فَعِلن	فَعِلن	مخبون	سبب خفیف کا حرف ساکن یا رکن کا دوسرا حرف ساقط ہوکر فعلن بکسر عین باقی رہا۔
۱۰	"	فاعلْ	فِعْلن	مقطوع	وتد مجموع کا حرف آخر ساقط ہوکر ماقبل ساکن ہوا لفظ مانوس سے تبدیل ہوا فعلن بسکون عین رہا۔
۱۱	"	فاعلان	فاعلان	مذال	وتد و سبب خفیف کے درمیان ایک الف بڑھایا۔
۱۲	"	فاعلن تن	فاعلاتن	مرفل	وتد مجموع کے بعد ایک سبب خفیف بڑھایا اور لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔
۱۳	"	فَعِلان	فَعِلان	مخبون مذال	دوسرا حرف گرا کر درمیان ہر دو سبب خفیف الف بڑھایا۔ فعلان بکسر عین ہوا۔
۱۴	"	فعلان	فعلان	مقطوع مذال	وتد مجموع کا آخر حرف ساقط اور ماقبل ساکن ہوکر فاعل مبدّل بہ فعلن ہوکر درمیان ہر دو سبب کے الف بڑھایا بسکون عین فعلان ہوا۔

نمبر شمار	رکن سالم	حالت رکن بعد عمل زحاف	لفظ مانوس	نام زحاف	کیفیت
۱۵	فاعلن [۲]	فَعِلْ	فَعْلْ	ثلم	دوسرا حرف نیز وتد مجموع کا حرف آخر گر کر ماقبل ساکن ہوا فعل بسکون لام باقی رہا۔
۱۶	فاعلن	فا	فع	احذ	پورا وتد مجموع ساقط ہو کر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۱۷	"	فَعِلُن تن	فَعِلاتن	مخبون مرفل	دوسرا حرف گرا کر ایک سبب خفیف بڑھایا گیا اور لفظ مانوس سے تبدیل ہو کر فَعِلاتن بکسر عین رہا۔
۱۸	مفاعیلن [۳]	مفاعلن	مفاعلن	مقبوض	پانچواں حرف ساقط ہوا۔
۱۹	"	مفاعلان	مفاعلان	مقبوض مذال	" اور وتد کے درمیان الف بڑھایا۔
۲۰	"	مفاعیلان	مفاعیلان	مسبغ	سبب خفیف کے درمیان ایک الف بڑھایا۔
۲۱	"	مفاعیل	مفاعیل	مکفوف	ساتواں حرف ساقط ہوا مفاعیل بضم لام باقی رہا۔
۲۲	"	مفاعیلْ	مفاعیلْ یا فعولان	مقصور	آخر حرف ساقط اور ماقبل ساکن ہو کر مفاعیل بسکون لام باقی رہا۔ نیز بدل اس کا فعولان سے بھی ہو سکتا ہے۔
۲۳	"	فاعیلن	مفعولن	اخرم	پہلا حرف ساقط ہو کر فاعیلن رہا۔ لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۲۴	"	فاعِلن	فاعِلن	اشتر	پہلا اور پانچواں حرف ساقط ہوا۔
۲۵	"	فاعلان	فاعلان	اشتر مذال	" اور وتد کے درمیان الف بڑھایا۔

نمبر شمار	رکن سالم	حالت رکن بعد عمل زحاف	لفظ مانوس	نام زحاف	کیفیت
۲۶	مفاعیلن[۳]	فاعیلُ	مفعولُ	اخرب	پہلا اور ساتواں حرف ساقط ہو کر فاعیلُ رہا۔ جس کو لفظ مانوس سے تبدیل کیا گیا۔
۲۷	〃	مفاعی یا مفاعِن	فعولُن	محذوف	پورا سبب خفیف ساقط ہوا۔ دو سبب تھے۔ دو صورتیں پیدا ہوتیں دونوں کا ہموزن لفظ فعولن رکھا گیا۔
۲۸	〃	فاعیل	فِعلان	اخرم مقصور	اخرم ہو کر فاعیلن اور مقصور ہو کر فاعیل رہا۔ لفظ مانوس سے تبدیل کیا (بسکون عین)۔
۲۹	〃	فاعی	فِعلن	اخرم محذوف	اخرم ہو کر فاعیلن اور محذوف فاعی رہا۔ لفظ مانوس سے تبدیل کیا (بسکون عین)۔
۳۰	〃	فاعیلان	مفعولان	اخرم مسبغ	اخرم ہو کر فاعیلن اور مسبغ ہو کر فاعیلان ہوا۔ لفظ مانوس مفعولان سے تبدیل کیا گیا۔
۳۱	〃	مَفَاعْ	فعولْ	اہتم	محذوف ہو کر مفاعی اور مقصور ہو کر مفاع رہا لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔ (بسکون لام)
۳۲	〃	مفا	فَعَلْ	مجبوب	ہر دو سبب خفیف ساقط ہو کر مفا رہا جس کو لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔
۳۳	〃	فاع	فاع	ازل	اخرم ہو کر فاعیلن۔ محذوف ہو کر فاعی اور مقصور ہو کر فاع باقی رہا
۳۴	〃	فا	فع	ابتر	اخرم ہو کر فاعیلن۔ مجبوب ہو کر فا رہا لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔

نمبر شمار	رکن سالم	حالت رکن بعد عمل زحافات	لفظ مانوس	نام فروع	کیفیت
۳۵	مستفعلن	مُتَفْعِلُن	مفاعلن	مخبون	دوسرا حرف ساقط ہوکر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۳۶	”	مُسْتَعِلُن	مُفْتَعِلُن	مطوی	چوتھا حرف ساقط ہوا۔
۳۷	”	مُتَعِلُن	فَعِلَتُن	مخبول	دوسرا اور چوتھا حرف ساقط ہوا اور لفظ مانوس فَعِلَتُن (بکسر عین) تبدیل ہوا۔
۳۸	”	متعلان	فَعِلَتان	مخبول مذال	” اور وتد مجموع کے درمیان الف بڑھایا۔
۳۹	”	مُسْتَفْعِلْ	فعولن	مقطوع	وتد مجموع کا حرف آخر ساقط اور ماقبل ساکن ہوکر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۴۰	”	مُسْتَفْ	فَعْلُن	احذ	پورا وتد ساقط ہوکر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا (بسکون عین)
۴۱	”	مستفعلان	مستفعلان	مذال	وتد مجموع کے دوسرے حرف کے بعد الف بڑھایا
۴۲	”	مستفعلاتن	مستفعلاتن	مرفل	وتد مجموع کے بعد ایک سبب خفیف بڑھایا۔
۴۳	”	مُسْتَفْعِلْن	مفعولان	اعرج	لام ساکن ہوکر لفظ ہموزن سے تبدیل کیا۔
۴۴	”	مُسْتَعْلُن	فَعْلان	مطموس	عین ولام ساقط ہوکر لفظ مانوس فعلان (بسکون عین) سے تبدیل کیا۔
۴۵	”	مُسْتَعِلُن یا تفعلن	فاعلن	مرفوع	ایک سبب خفیف ساقط ہوکر لفظ مانوس فاعلن (بکسر عین) سے تبدیل ہوا۔

نمبر شمار	رکن سالم	حالت رکن بعد عمل زحافات	لفظ مانوس	نام فرع	کیفیت
۴۶	مستفعلن	مستفعلان یا تفعلان	فاعلان	مرفوع مذال	ایک سبب خفیف ساقط ہو کر الف بڑھایا گیا اور لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۴۷	؍؍	مُستَفعِلُ	فعولن	مخلع	دوسرا حرف گرا اور وتد مجمع کا حرف آخر گر کر ما قبل ساکن ہوا لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۴۸	؍؍	مُسْت	فاع	اخذ مقصور	پورا وتد ساقط بعدہٗ حرف آخر ساقط ہو کر ما قبل ساکن ہوا لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۴۹	؍؍	مُس یا تف	فع	اخذ محذوف	پورا وتد ساقط ہو کر سبب خفیف بھی ساقط ہوا دو سبب تھے دو صورتیں ہوئیں۔ لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۵۰	؍؍	مُتَفعِلان	مفاعلان	مخبون مذال	دوسرا حرف ساقط ہو کر وتد کے دوسرے حرف کے بعد الف بڑھایا گیا اور لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۵۱	؍؍	مُتَعِلان	فَعِلاتان	مخبون مذال	دوسرا اور چوتھا حرف گرا کر وتد کے دوسرے حرف کے بعد الف بڑھایا اور لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔
۵۲	؍؍	مُستَعِلُن تُن	مُفتَعِلاتُن	مطوی مرفل	چوتھا حرف ساقط ہوا۔ وتد مجموع کے بعد ایک سبب خفیف بڑھایا۔ لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔

کیفیت	نام زحاف	لفظ مانوس	حاصل شدہ رکن بعد عمل زحاف	رکن سالم	نمبر شمار
رکن کا دوسرا حرف گرا کر ایک سبب خفیف بڑھایا اور لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔	مخبون مرفل	مفاعلاتن	مُتَفْعِلُن تُن	مُسْتَفْعِلُن	۵۳
چوتھا حرف ساقط کر کے وتد مجموع کے دوسرے حرف کے بعد الف بڑھایا اور لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔	مطوی مذال	مفتعلان	مستعلان	"	۵۴
وتد مجموع کا حرف آخر ساقط ما قبل ساکن ہو کر اور سبب خفیف بڑھا کر لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔	مقطوع مرفل	مفعولاتن	مُتَفْعِل تُن	"	۵۵
مفاعلَتُن کے لام کو ساکن کیا اور لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔	معصوب	مفاعیلن	مُفَاعَلْتُن	مُفَاعَلَتُن	۵۶
" کے میم کو گرایا اور لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔	اعضب	مُفْتَعِلُن	فَاعَلَتُن	"	۵۷
" کے لام کو گرایا اور لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔	معقول	مفاعلن	مُفَاعَتُن	"	۵۸
" کا لام ساکن کیا اور ساتواں حرف گرایا لفظ مانوس مفاعیل (لام مضموم) سے تبدیل کیا۔	منقوص	مفاعیلُ	مُفَاعَلْتُ	"	۵۹
" کا سبب آخر ساقط اور ما قبل ساکن ہو کر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔	مقطوف	فعولن	مُفَاعَلُ	"	۶۰

نمبر شمار	رکن سالم	حالت رکن بعد عمل زحاف	لفظ مانوس	نام زحاف	کیفیت
۶۱	مفاعلتن	فاعلتن	مفعولن	اقصم	مفاعلتن کے لام کو ساکن اور میم کو ساقط کر کے لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔
۶۲	"	فاعلتن	فاعلن	اجم	" کے لام اور میم کو ساقط کر کے لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔
۶۳	"	فاعیلُ	مفعولُ	اعقص	" منقوص ہو کر مفاعیل اور اعضب ہو کر فاعیل رہا مفعولُ (بضم لام) سے تبدیل کیا۔
۶۴	متفاعلن	متفاعلن	مستفعلن	مضمر	ت کو ساکن کر کے لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔
۶۵	"	متفاعلْ	فَعِلاتن	مقطوع	وتد مجموع کا حرف آخر ساقط اور ماقبل ساکن ہوا۔ لفظ مانوس فعلاتن (عین مکسور) سے تبدیل ہوا۔
۶۶	"	متفا	فَعِلن	احذ	پورا وتد گرا کر لفظ مانوس فَعِلن (عین مکسور) سے تبدیل ہوا۔
۶۷	"	متفاعلان	متفاعلان	مذال	وتد مجموع کے دوسرے حرف کے بعد الف بڑھایا۔
۶۸	"	متفاعلن تن	متفاعلاتن	مرفل	وتد مجموع کے بعد ایک سبب خفیف بڑھایا۔

نمبر شمار	رکن سالم	حالت بعد عمل زحاف	لفظ مانوس	نام مزاحف	کیفیت
۶۹	متفاعلن	مفاعلن	مفاعلن	موقوص	حرف دوم متحرک گرایا گیا۔
۷۰	״	مفاعلتن	مفاعلاتن	موقوص مرفل	حروف دوم متحرک گرا کر وتد مجموع کے بعد ایک سبب خفیف بڑھایا گیا۔
۷۱	״	مُتْفَعِلُن	مُفْتَعِلُن	مخزول	ت کو ساکن اور چوتھا حرف گرایا بعدہٗ لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔
۷۲	״	مُتْفَاعِلْ	مفعولن	مضمر مقطوع	ت کو ساکن وتد مجموع کا آخر حرف ساقط ماقبل ساکن ہو کر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۷۳	״	مُتْفَا	فِعْلُن	مضمر احذ	ت کو ساکن اور پورا وتد مجموع ساقط ہو کر لفظ مانوس فِعْلُن (عین ساکن) سے تبدیل ہوا۔
۷۴	״	متفاعلان	مستفعلان	مضمر مذال	ت کو ساکن کیا وتد مجموع کے دوسرے حرف کے بعد الف بڑھایا اور لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔
۷۵	״	متفاعلاتن	مستفعلاتن	مضمر مرفل	ت کو ساکن کیا اور وتد مجموع کے بعد ایک سبب خفیف بڑھایا اور لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔

نمبر شمار	رکن سالم	حالت تبدیلی عمل زحاف	لفظ مانوس	نام فروع	کیفیت
٧٦	مُتَفَاعِلُن	مفاعِلان	مفاعِلان	موقوص مذال	ت کو ساقط کرکے وتد مجموع کے دوسرے حرف کے بعد الف بڑھا کر لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔
٧٧	؍؍	مُتْفَعِلان	مُفتَعِلان	مخزول مذال	ت کو ساکن کرکے چوتھا حرف گرایا اور وتد مجموع کے دوسرے حرف کے بعد الف بڑھا کر لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔
٧٨	؍؍	مُتْفَعِلُن تُن	مُفتَعِلاتُن	مخزول مرفل	ت کو ساکن کیا چوتھا حرف گرایا اور وتد مجموع کے بعد ایک سبب خفیف بڑھا کر لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔
٧٩	فاعِلاتُن	فَعِلاتن	فَعِلاتن	مخبون	دوسرا حرف ساقط ہوا۔
٨٠	؍؍	فاعلاتُ	فاعلاتُ	مکفوف	ساتواں حرف ساقط ہوا فاعلاتُ بضم تا باقی رہا۔
٨١	؍؍	فَعِلاتُ	فَعِلاتُ	مشکول	دوسرا اور ساتواں حرف گر کر فعلات (بکسرِ عین وضمہ ت) باقی رہا۔
٨٢	؍؍	فاعِلاتْ	فاعِلاتْ بدل فاعلان	مقصور	ساتواں حرف ساقط اور ماقبل ساکن ہوا۔ ت ساکن ہے۔ بدل فاعلان

نمبر شمار	رکن سالم	حالت رکن بعد عمل زحاف	لفظ مانوس	نام زحاف	کیفیت
۸۳	فاعلاتُ	فاعِلا	فاعلن	محذوف	پورا سبب خفیف آخر ساقط ہوکر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔ (عین مکسور ہے)۔
۸۴	〃	فاعلاتان	فاعلیّان	مسبغ	سبب خفیف کے درمیان الف بڑھایا اور اشتباہ تائے تانیث کی وجہ سے ی سے تبدیل کیا۔
۸۵	〃	فاعِلُ	فِعْلُن	ابتر	پورا سبب خفیف آخری گرایا اور وتد مجموع کا حرف آخر بھی گرا کر ماقبل ساکن کیا اور لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔
۸۶	〃	فالاتن یا فاعاتن	مفعولن	مشعث	وتد مجموع کا ایک حرف متحرک ساقط ہوکر لفظ ہموزن مانوس سے تبدیل ہوا۔
۸۷	〃	تن	فع	مجحوف	دوسرا حرف گر کر فعلاتن رہا بعدہٗ پورا فاصلہ صغریٰ ساقط ہوکر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۸۸	〃	فَعِلُ	فَعَلْ	مربوع	مخبون ہوکر فعلاتن رہا مقطوع ہوکر فعِلْتن اور محذوف فَعِلُ رہا۔
۸۹	〃	فَعُلْ	فاع	مدروس	مخبون ہوکر فعلاتن محذوف ہوکر فعلا رہا حرف آخر کو گرا کر عین و لام کو ساکن کیا۔

نمبر شمار	رکن سالم	حالت بعد عمل زحاف	لفظ مانوس	نام زحاف	کیفیت
۹۰	فاعلاتن	فَعِلاتُ	فَعِلاتُ یا فَعِلانْ	مجنون مقصور	دوسرا حرف گرا اور ساتواں حرف گرا کر ماقبل ساکن ہوا۔
۹۱	"	فَعِلا	فَعِلُن	مجنون محذوف	دوسرا حرف اور پورا سبب خفیف ساقط ہوکر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۹۲	"	فَعِلاتان	فَعِلّان	مجنون مسبغ	دوسرا حرف گرا کر سبب خفیف آخر کے درمیان الف بڑھایا گیا۔
۹۳	"	فالاتُ یا فاعات	فَعْلان	مشعث مقصور	وتد مجموع کا حرف متحرک ساقط بعدہٗ ساتواں حرف ساقط ہوکر ماقبل ساکن ہوا۔
۹۴	"	فالاتان یا فاعاتان	مفعولان	مشعث مسبغ	وتد مجموع کا حرف متحرک ساقط ہوکر سبب خفیف کے درمیان الف بڑھایا گیا۔
۹۵	مفعولاتُ	مَعُولاتُ	فَعُولاتُ یا مفاعیلُ	مجنون	دوسرا حرف ساقط ہوکر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۹۶	"	معولاتْ	مفاعیل	مجنون موقوف	دوسرا حرف اور حرف آخر یعنی تا ساکن ہوئی۔
۹۷	"	مَفْعَلاتُ	فاعلاتُ	مطوی	چوتھا حرف ساقط ہوکر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۹۸	"	مَعُلاتُ	فَعِلاتُ	مجنول	دوسرا اور چوتھا حرف ساقط ہوکر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔

نمبر شمار	رکن سالم	حالت رکن بعد عمل زحاف	لفظ مانوس	نام زحاف	کیفیت
٩٩	مفعولاتُ	مفعولاتْ	مفعولان یا مفعولات	موقوف	تائے مفعولات ساکن ہوئی۔ بجائے اُسکے لفظ با تنوین رکھا گیا یا بجنسہ رکھا گیا۔
١٠٠	″	مفعولا	مفعولن	مکسوف	تائے مفعولات ساقط ہوئی ″
١٠١	″	عولات یا مفلات	مفعولُ	مرفوع	سبب خفیف ساقط ہوکر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
١٠٢	″	مَفعُو	فِعْلُن	اصلم	پورا وتد مفروق ساقط ہوکر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا اگر بقول محقق طوسی یہ اصلم نہیں ہے بلکہ مخبول مکسوف مسکن ہے۔ یعنی دوسرا اور چوتھا حرف گر کے عین ساکن ہوا اور ت کسف سے ساقط ہوکر مُعْلا جو ہموزن فعلن ہے۔
١٠٣	″	لات	فاع	مجدوع	دونوں سبب خفیف ساقط ہوکر ت ساکن ہوئی اور لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔
١٠٤	″	لا	فع	منحور	دونوں سبب خفیف اور ت ساقط ہوکر لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔
١٠٥	″	مُعُولات	فعولان	مخبون موقوف	دوسرا حرف ساقط اور ت ساکن ہوئی لفظ با تنوین سے تبدیل کیا۔

نمبر شمار	رکن سالم	علامت رکن بعد عمل زحاف	لفظ مانوس	نام مزاحف	کیفیت
۱۰۶	مفعولاتُ	مَفْعُلاتُ	فاعلان یا فاعِلاتْ	مطوی موقوف	چوتھا حرف ساقط اور تِ ساکن ہوئی۔ لفظ باتنوین سے تبدیل کیا۔
۱۰۷	〃	مَعُلاتْ	فَعِلانْ یا فَعِلاتْ	مخبول موقوف	دوسرا حرف ساقط اور تِ ساکن ہوئی۔ لفظ باتنوین سے تبدیل کیا۔
۱۰۸	〃	مَعُولاَ	فعولن	مخبون مکسوف	دوسرا حرف گرا اور تِ بھی ساقط ہوئی 〃
۱۰۹	〃	مَفْعِلاَ	فاعلن	مطوی مکسوف	چوتھا حرف گرا اور تِ بھی ساقط ہوئی لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔
۱۱۰	〃	مَعِلا	فَعِلُن	مخبول مکسوف	دوسرا اور چوتھا حرف اور نیز تِ بھی ساقط ہوئی۔ لفظ مانوس سے تبدیل کیا۔
۱۱۱	مُس تَفعِ لُن	مُتَفْعِ لُن	مفاعِلُن	مخبون	دوسرا حرف ساقط ہو کر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔
۱۱۲	〃	مُتَفْعِ لُ	مَفَاعِلُ	مشکول	دوسرا اور ساتواں حرف ساقط ہو کر لفظ مانوس سے تبدیل ہوا (لام مضموم ہے)۔
۱۱۳	〃	مُس تَفعِ لُ	مستفعِلُ	مکفوف	ساتواں حرف ساقط ہوا (لام مضموم ہے)۔
۱۱۴	〃	مُسْتَفْعِلْ	مفعولن	مقصور	سببِ خفیفِ آخر کا حرف ساکن ساقط ہو کر ماقبل ساکن ہوا اور لفظ مانوس سے تبدیل ہوا۔

نمبر شمار	رکن سالم	حالت رکن بعد عمل زحاف	لفظ مانوس	نام زحاف	کیفیت
۱۱۵	مس تفع لن	مُتَفْعِلُ	فعولن	مقصور مخبون	بشرح صدر نیز دوسرا حرف بھی ساقط ہوا۔
۱۱۶	فاع لاتن	فاعِ لاتُ	فاعِ لاتُ	مکفوف	ساتواں حرف ساقط ہوا۔
۱۱۷	//	فاعِ لاتْ	فاعِ لاتْ	مقصور	آخر حرف ساقط اور ماقبل ساکن ہوا۔
۱۱۸	//	فاعِ لا	فاعِ لن	محذوف	پورا سبب خفیف آخری ساقط ہوا۔
۱۱۹	//	فاع لاتان	فاع لیان	مسبغ	سبب خفیف آخری کے درمیان الف بڑھایا گیا۔
۱۲۰	//	فاعِلْ	فِعْلُن	محذوف مقصور	پورا سبب آخر اور نیز حرف آخر ساقط ہوکر ماقبل ساکن ہوا۔
۱۲۱	//	فاع	فاع	مسلوخ	دونوں سبب گراکر عین کی حرکت کو ساکن کیا۔
۱۲۲	//	فع	فع	مطموس	بشرح صدر عین کو ساقط کیا۔

تعداد زحافات مندرجہ نقشہ بالا ۱۲۲ ہے۔ مگر ان میں بعض زحاف ایسے ہیں جو کئی کئی ارکان میں شامل ہیں مثلاً فِعْلُن (بسکون عین) فعولن[۱] اثلم۔ فاعلن[۲] مقطوع۔ مفاعیلن[۳] اخرم محذوف۔ مستفعلن[۴] احذ۔ متفاعلن[۵] مضمر احذ۔ فاعلاتن[۶] ابتر۔ مفعولات[۷] اصلم۔ فاع لاتن[۸] محذوف مقصور ہے۔ یعنی آٹھ ارکان میں شامل ہے۔ اسی طرح بعض اور زحافات کی بھی حالت ہے۔ لہٰذا

ایسے مزاحفات کو اگر صرف ایک ہی جگہ شمار کیا جائے تو کل تعداد ۳۵ رہ جاتی ہے۔ دس ارکان سالم کو بھی شامل کیا جائے تو کل تعداد سالم و متغیرہ ارکان کی ۴۵ ہو جاتی ہے۔ ان میں سے جو ارکان یا مزاحفات ایسے ہیں جن کا حرف آخر متحرک ہے۔ وہ فارسی و اُردو میں آخر بیت میں نہیں آسکتے۔ کیونکہ دونوں زبانوں میں کوئی لفظ متحرک الآخر نہیں ہے۔ لہذا وہ بیت کے شروع میں آتے ہیں۔ البتہ ایک فروع فعلاتن ایسی ہے جو باوجود ساکن الآخر ہونے کے شروع میں آتی ہے۔ باستثنائے رکن مفعولاتُ بقیہ سات ارکان سالم و نیز فروعات فعلن۔ فعْلن۔ فعلاتن۔ مفاعلن۔ مفعولن و مفتعلن عام ہیں جو شروع میں بھی آتے ہیں اور آخر میں بھی۔ بقیہ فروعات ساکن الآخر ہیں اور بیت کے آخر میں آتی ہیں۔

اوراق آئندہ میں بیان اوزان بحور و فروعات کیا جاتا ہے۔ ترتیب بحور مطابق ارکان عشرہ رکھی گئی ہے۔ باستثنائے چند اکثر بحور و فروعات بحور یا تو اہلِ عرب سے مخصوص ہیں یا اہلِ فارس سے اُردو شعرا میں نہ مروّج ہیں اور نہ وہ ہمارے کانوں کو بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ بلکہ اشعار موزوں نثر کے فقرے سے معلوم ہوتے ہیں۔ مگر تکمیل فن کے لئے اُن اوزان کا جاننا بھی ضروری تھا۔ اس لئے اُن میں بھی اُردو کے اشعار بغرض سمجھانے وزن کے شامل کر دئے گئے ہیں۔

بعض فروعات بحور بوجہ عمل زحافات مشتبہ ہو گئی ہیں۔ مثلاً بحر ہزج مثمن مقبوض مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن ہے۔ اور

بحر رجز مثمن مخبون کے ارکان بھی مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن ہیں۔ چونکہ بحر ہزج میں مفاعیلن سے مفاعلن براہ راست زحاف قبض لگانے سے بن جاتا ہے اور بحر رجز میں مخبون ہو کر متفعلن بنتا ہے جس کا ہموزن مفاعلن ہے اس لئے ایسی صورت میں جس رکن سالم سے جو ارکان مزاحف بآسانی اور بلا بدل حاصل ہوں اُسی رکن اور اُسی بحر سے جس میں وہ رکن ہو متعلق ہونا چاہئیں۔

شعرائے اُردو نے ہندی اوزان میں بھی اُردو کی نظمیں تحریر کی ہیں۔ مثلاً ہولیاں۔ بسنت۔ ٹھمریاں۔ دادرے وغیرہ ان چیزوں کو اگر بحور مقرّرہ کے اوزان سے جانچ کیا جائے تو یہ بحریں بیکار اور ناقص ثابت ہوتی ہیں۔ اور اگر کھینچ تان کر ارکان عشرہ سے اُن کو مطابق بھی کیا جائے تو وہ ارکان بحور مقرّرہ کے مطابق نہیں ہوتے اور بحروں کی نئی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ مقرّرہ بحریں ہماری موجودہ شاعری کے لئے کافی نہیں ہیں۔ اور جس طرح شعراء فارس کو جدید بحریں ایجاد کرنی پڑیں ہم کو بھی نئی بحریں ایجاد کرنے کی ضرورت ہے۔

بیان اوزان وامثال فروعات بحور

۱- بحر متقارب

یہ بحر اُردو میں غزل اور مثنوی دونوں میں مروّج ہے۔ اس بحر میں سالم و مسبغ مقصور و محذوف کا اجتماع عروض و ضرب میں جائز ہے۔ ایسا اجتماع دیگر بحور میں بھی جن کے آخر میں سبب خفیف ہو سکتا ہے۔ زحافات اس کے قبض۔ ثرم۔ ثلم۔ قصر۔ حذف۔ تسبیغ اور بتر ہیں۔ اس بحر میں شانزدہ رکنی اشعار بھی لکھے جاتے ہیں۔

نام بحر یا فرع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ		
متقارب مثمن سالم	فعولن فعولن فعولن فعولن	نہ ہو رشک سے کوئی دشمن کسی کا ہوا ہے نہ ہوگا وہ پُرفن کسی کا	[illegible]	اجتماع عروض و ضرب
" " مسبغ	فعولن فعولن فعولن فعولان	ہیں باہم دو ترے قبلہ پاک بلینان ہیں غمزے ترے رہبر ناز ظبنان	[illegible]	
" " مسبغ " " سالم	" " " فعولان " " " فعولن	کردں اپڑی چوٹی پہ غیروں کو قرباں بڑے لینے والے بلائیں تمھاری	[illegible]	[illegible]
" " مقصور " " محذوف	فعولن فعولن فعولن فَعُولْ " " " فَعَلْ	جو پوچھا کہ بیمار آنکھیں ہیں کیوں تو کہنے ہیں تیری نظر ہو گئی	[illegible]	اجتماع عروض و ضرب

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ	
متقارب مثمن اثلم	فعلن فعولن فعلن فعولن	شب کو ہے مستی دن کو ہے توبہ استغفر اللہ استغفر اللہ	ناظم
" " "	فعلن فعلن فعلن فعلن	شب کو مستی دن کو توبہ ایسی توبہ سے ہے توبہ	ناظم آبادی
" " اثرم مقصور " " اثرم محذوف	فعلُ فعولن فعلُ فعولن فاع فعولن فاع فعول فاع فعولن فاع فعل	وعدہ بھی رات بنائی۔ بزم میں اسکی بار نہ پائی رات رہیگی رات ضرور۔ آج نہ ہوگی آہ سحر	جگر
" مقبوض اثلم	فعولُ فعلن فعولُ فعلن	قصور میرا حضور بخشو ضرور بخشو ضرور بخشو	جوہر
متقارب سالم شانزدہ رکنی	فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن	تمنا نہیں ہے کہ امداد دل کو تپش کا صلہ ہو کہ مزد قلق ہو یہی حق ہے قاتل اگر حق دلائے یہ بسمل ترے پاؤں پر جاں بحق ہو	درد

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
متقارب اثرم شانزدہ رکنی	فعل فعولن فعل فعولن فعل فعولن فعل فعولن	رقص کی محفل چار گھڑی کی باغ و بہاری ایک گھڑی کی مال لٹانا مفت گنوانا۔ رسم یہ کس سے خلق نے سیکھی
متقارب مقبوض اثلم شانزدہ رکنی	فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن	کبھی جو اُن کو حجاب آیا عدو کے دامن سے منہ چھپایا حیا کے پردہ میں بے حیائی یہ بے حجابی حجاب میں ہے
متقارب مسدس سالم ,, ,, مسبغ	فعولن فعولن فعولن ,, ,, فعولان ,, ,, فعولن ,, ,, فعولان	نہ ہو کوئی دشمن کسی کا۔ نہ ہو گا وہ یرفن کسی کا وہ رخسار ہیں ماہ تاباں۔ وہ لب ہیں کہ لعل بدخشاں مثال اجتماع: وہ رخسار ہیں ماہ روشن وہ لب ہیں کہ لعل بدخشاں
,, ,, مقصور ,, ,, محذوف	فعولن فعولن فعول ,, ,, فعل	نہ اُس گل کی الفت پہ پھول دلا اس کا غم ہے فضول ,,

۲۔ بحر طویل

یہ بحر اہل عرب سے مخصوص ہے اُردو میں اس بحر یا فروعات بحر میں کوشش بھی کی جائے تو دلچسپ شعر نہیں نکلتے ہیں۔ اس لئے اُردو میں مستعمل نہیں ہے۔ زحافات اس کے کف۔ قبض۔ قصر۔ حذف۔ ثلم۔ ثرم اور تسبیغ ہیں۔

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ	
طویل مثمن سالم	فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن	وہ آئے سحر ہوتے غنیمت ہوا یہ بھی سدھاری شب فرقت مجھے بھی بلا یہ بھی	[illegible]
" " مقبوض	فعولن مفاعیلن فعولن مفاعلن فعولن مفاعلن فعولن مفاعلن	کسی سے وفاداری کسی پر ستمگری کسی سے موانست کسی سے مخالفت	[illegible]
" " مکفوف	فعولن مفاعیلُ فعولن مفاعیلُ	رکن آخر کا حرف آخر متحرک ہے جو اُردو میں ناممکن ہے۔ اس لئے مثال معدوم ہے۔	
" " مقصور	فعولن مفاعیل فعولن مفاعیل	کسی دن ستمگار کرے گا عنایات کبھی تو جفاکار سنے گا مری بات	مؤلف

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ	
طویل مثمن اثلم	فِعْلُنْ مفاعیلن فِعْلُنْ مفاعیلن	آیا وہ مہ طلعت۔ رخصت سیہ بختی چمپت مرے گھر سے۔ کلفت ہمہ وقتی	جوہر
” ” اثرم	فِعْلُنْ مفاعیلن فِعْلُنْ مفاعیلن فاع مفاعیلن فاع مفاعیلن	جام لنڈھاتا ہو یار شب وصلت دور رہے جاری دُور غم فرقت	”
” ” مسبغ بصورت	فعولن مفاعیلان فعولن مفاعیلان	کرم کر شب ہجراں مرے گھر شہ خوباں نہ رکھ اب مجھے گریاں کبھی اے گل خنداں	”
” ” ”	فعولان مفاعیلن فعولان مفاعیلن	گلستاں رُخ زیبا شبستاں خط و گیسو بدخشاں لب احمر صفاہاں خم ابرو	”
” ” مسبغ بصورت	فعولان مفاعیلان فعولان مفاعیلان	گلستاں رُخ رنگیں بدخشاں لب لعلیں خیاباں خط جاناں نمکداں رُخ نمکیں	”

اس بحر میں شعرائے عرب نے عموماً اور شعرائے فارس نے کمتر اجتماع سالم و مسبغ۔ مقبوض اور محذوف کا جائز رکھا ہے۔ مگر شعرائے اردو نے اس لئے جرأت نہیں کی ہے کہ یہ بحر اہل عرب سے مخصوص ہے۔ لہٰذا وزن میں تکلف اور زحاف میں بھی تکلف ہوگا۔ جو باعث نفرت ہوگا۔ جو شعر مثال میں دیئے گئے ہیں وہ بھی تکلف سے خالی نہیں ہیں مگر محض اوزان سمجھانا ان سے مقصود ہے۔

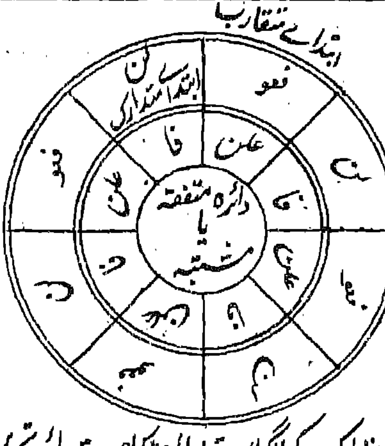
۳- بحر متدارک

یہ بحر اُردو میں مستعمل ہے مگر شانزدہ رکنی اشعار زیادہ لکھے جاتے ہیں۔
اس بحر میں مخبون و مقطوع کا اجتماع جائز ہے۔

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ	
متدارک مثمن سالم و شانزدہ رکنی	فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن " " " "	جب عرب کے چمن سے وہ نورِ خدا ہر طرف اپنا جلوہ دکھانے لگا کفر غارت ہوا بُت گرے ٹوٹ کر مُنہ پہاڑوں میں شیطاں چھپانے لگا	[illegible]
متدارک مثمن مخبون	فَعِلُن فَعِلُن فَعِلُن فَعِلُن	ترا رُخ ہے صنم گلِ باغِ ارم ترا قد ہے مگر قدِ سروِ چمن	ماخوذ
" " مقطوع یا مخبون مسکن	فِعْلُن فِعْلُن فِعْلُن فِعْلُن	زہد زاہد لا حاصل ہے بیگاری کو اُجرت کیسی	[illegible]
" " مذال	فاعلن فاعلن فاعلن فاعلان	تو بھی اُکتا گیا کیا مرے رازداں اور کس سے کہوں درد کی داستاں	جوہر

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
متدارک مثمن مخلع	فاعلن فعَل فاعلن فعَل	رات دن دلا۔ تو الم نہ کر یہ ستم نہ کر۔ یہ ستم نہ کر } جوہر
״ ״ مقطوع مخلع	فعلن فعَل۔ فعلن فعَل	جب سے گیا۔ دلبر صنم دل کو رہا۔ ہر دم الم } ״
متدارک مثمن احذ	فاعلن فاعلن فاعلن فع	ہیں تو پہلے ہی کہتا تھا اے دل راہ ہے عشق کی سخت مشکل } ״
״ ״ مخبون شانزدہ رکنی	فَعِلن فَعِلن فَعِلن فَعِلن۔ فَعِلن فَعِلن فَعِلن فَعِلن	شب وعدہ آتے ہی جانے لگا کئی لاکھ جتن سے جلن نہ رہا نہ رہا بت عہد شکن نہ رہا نہ رہا بت عہد شکن نہ رہا } ״
״ ״ مقطوع شانزدہ رکنی	فعلن فعلن فعلن فعلن۔ فعلن فعلن فعلن فعلن	ہم مرتے ہیں اس فرقت میں آجا پیارے آجا پیارے جی تڑپے ہے کیسا کیسا جان نچھڑ کر کیا کیا پیارے جوہر

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
متدارک مثمن مخبون مقطوع مجتمع شانزدہ رکنی	فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن	جوہر معشوق ہیں لاکھوں دنیا میں کہدُں میں کیونکر کوئی نہیں جس شان کا میرا دلبر ہے اُس شان کا دلبر کوئی نہیں قتال جہاں معشوق جو تھے سوتے ہیں پڑے مرقد اُنکے یا لاکھوں مرنے والے تھے یا رونے والا کوئی نہیں آرزوئے لکھنوی
متدارک مسدس سالم	فاعلن فاعلن فاعلن	اپنی صورت دکھا دے صنم تا ہو خدارا بہ مجھپر کرم } جوہر



موجد فن خلیل بن احمد نے بحر متقارب وضع کی تھی۔ ابوالحسن اخفش نے اُسی بحر کے ارکان کے اجزا بدل کر اس بحر کا استخراج کیا۔ کیونکہ اگر فعولن فعولن کو لن فعو لن فعو بنائیں تو وزن فاعلن فاعلن حاصل ہوتا ہے۔ خلیل نے اسکا نام بحر مقلوب رکھا تھا۔ اخفش نے اسکا نام متدارک رکھا اگر اس تبادلۂ اجزا کو بصورت دائرہ تحریر کریں تو اس دائرہ کو دائرہ متفقہ کہا جاتا ہے اور بعض نے دائرہ مشتبہ بھی کہا ہے۔

طریق ثانی بصورت بسیط

نام بحر	اوزان اصلی	اوزان متخرجہ	شعر مثالی
متقارب	فعولن فعولن فعولن فعولن	×	کرم ہو کرم ہو کرم ہو کرم ہو
متدارک	لن فعولن فعولن فعولن فعو	فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن	ہو کرم ہو کرم ہو کرم ہو کرم

۴۔ بحر ہزج

یہ بحر اُردو میں کثیرالاستعمال ہے۔ اس بحر میں اجتماع قصر و حذف کا عروض و ضرب میں درست ہے نیز سالم و مسبغ کا اجتماع بھی عروض و ضرب میں جائز ہے۔ شعر میں اگر ایک جگہ مفاعیلُ اور دوسری جگہ مفاعیل آئے تو درست ہے۔۔۔۔ اگر ایک جگہ مفاعیلُ اور دوسری جگہ فعولن آئے تب بھی مضائقہ نہیں ہے۔ نیز تسکین اوسط سے اگر مفعولُ مفاعلن مفاعیل کو مفعولن فاعلن مفاعیل یا مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ مفاعیلن کو مفعولُ مفاعیلن مفعولُ مفاعیلن بنالیں۔ تب بھی اجتماع درست سمجھا جائیگا۔

بحر سالم میں بقول محقق طوسی تسبیغ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ حرف مسبغ دائرہ سے باہر ہو جائے گا پس تقطیع میں مسبغ کا الف، دلون مل کر ایک حرف سمجھنا چاہئے۔ ایسی صورت میں بجائے مسبغ کے بصورت مسبغ کہنا مناسب ہے۔

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ	
ہزج مثمن سالم	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن	سوالِ وصل پر ملنا یہ پڑتیرے ابرو کا اشارہ ہے برات عاشقاں برشاخ آہو کا	[illegible]
ہزج مثمن مقصور مسبغ	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلان	ہماری جان جاتی ہے دلا آتا نہیں جاناں تپ فرقت سے جلتے ہیں مگر کوئی نہیں پرساں	[illegible]
" " مسبغ	مفاعیلان	سمجھ کر وہ مجھے تارِ نظر آنکھوں میں رکھتے ہیں	[illegible]
" " سالم	مفاعیلن	مثال ماہ گھٹ کر اسقدر رتبہ بڑھا میرا	
" " مقبوض	مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن	یہ دیکھتے ہو کیا صنم کبھی ادھر کبھی ادھر ہے جاں نثار سامنے کرم سے ہو ادھر نظر	[illegible]
" مقصور مسبغ	مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلان	نہ جو رکا ہے اے صنم جھک دے کاکلیں بیگماں ترا جو رخ ہے پر ضیا اسے بھلا ملا کہاں	[illegible]
	مفاعلن	کبھی گیا میں دیر میں کبھی گیا سوئے حرم	[illegible]
	مفاعلان	کہاں کہاں تلاش کی مگر وہ دلربا تھا نہاں	
" " مقبوض	مفاعلن مفاعیلن مفاعلن مفاعیلن	عجب نشاط سے جلاد کے چلے ہیں ہم آگے کہ اپنے سایہ سے سر پاؤں سے ہے دو قدم آگے	[illegible]

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ	
ہزج مثمن مقبوض	مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن	شب فرقت یہ کیا ہوا نہ آیا وہ قمر لقا سیہ جانہ ہو سکا ہر ار دش غضب ہوا	جوہر
،، ،، مکفوف مقصور	مفاعیلُ مفاعیلُ مفاعیلُ مفاعیل	زہے حسن و زہے روے و زہے نور زہے ناز زہے خط و زہے خال و زہے مو و زہے ماز	
،، ،، محذوف	مفاعیل مفاعیل فعولن	زہے چشم طلبگار و زہے قلب وفا خو برس خوب شب و روز ترس خوب ذرا تو	
،، اخرب مکفوف	مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ مفاعیلُ	ہم تشنہ رہیں غیر پئیں آب دم تیغ	
،، ،، مقصور محذوف	،، ،، ،، فعولن	کمسن ہیں وہ کیا جائیں ابھی اپنا پرایا	
،، ،، مقصور	،، ،، ،، مفاعیل	سودا ترے نالوں سے تو آنکھوں میں کٹی رات	
،، ،، محذوف	،، ،، ،، فعولن	ہونے کو سحر آئی ہے ظالم کہیں مر بھی	
،، اخرب	مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن	کچھ موسم گل میں یہاں ایسے ہی نظر آئی شاید کہ بہار آئی زنجیر نظر آئی	
،، اخرب مکفوف	مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیلن	ہر پھول کا یہ پیش تو جو سامان نظر آیا تابوت ہر تخت سلیماں نظر آیا	

	اشعار مثالیہ	ارکان	نام بحر یا فروع بحر
[illegible]	ذکر اُس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا بن گیا رقیب آخر تھا جو رازداں اپنا	فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن	ہزج مثمن اشتر
[illegible]	زخم دل ہرا ہوا ٹیس میں مزا ملا درد کی دوا کہاں درد لا دوا ملا	فاعلن مفاعلن فاعلن مفاعلن	" " اشتر مقبوض
مؤلف	آغاز شکایات یہ بیکار ملول اے جان نہو آپ سنیں قصۂ غم	مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعول " " " فعل	" " اخرب مکفوف اہتم " " " " مجبوب
"	مرغوب شب و روز ہے عاشق کا قتل ہوا آج دل زار ہمارا بسمل	مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلن فاع " " " فع	" " " " ازل " " " " ابتر
مؤلف	محبت ایک نعمت ہے اگر جانو کدورت سخت آفت ہے اگر مانو	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن	ہزج مسدس سالم
مؤلف	سراپا خوب اے جوہر ہے وہ شوخ نہیں کوئی بُرائی سر سے پا تک	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل یا فعولان " " " فعولن	" " مقصور " " محذوف

[illegible] (vertical marginal note beside the rows " " اخرب مکفوف اہتم to " " " " ابتر)

[illegible] (marginal note beside the last row)

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ	
ہزج مسدس مکفوف مقصور " " " محذوف	مفاعیلُ مفاعیلُ مفاعیلُ " " فعولن	بت شوخ و جفا کار و ستمگار نہ کر جور سر بزم کسی پر	عروض اجتماع جائز
" " اخرب مکفوف " " " مسبغ	مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلن " " مفاعیلان	بس ذکر شب و روز تمہارا ہے مرغوب کوئی چیز نہیں اے جاں	" "
" " اخرب مقبوض " " " مسبغ	مفعول مفاعلن مفاعیلن " " مفاعیلان	مقصود مرے لئے تری صورت موجود ہے عدو بصد ساماں	" "
ہزج مسدس اخرب مکفوف مقصور ہزج مسدس اخرب مکفوف محذوف	مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ " " فعولن	مذکور بصد شوق ترا یار ہر وقت یہی شغل مرا ہے	" "
ہزج مسدس اخرب مکفوف اہتم " " " " مجبوب	مفعولُ مفاعیلُ فعولُ " " فعَل	ہے آج بہت حال خراب اُس کو نہیں افسوس خبر	" "
" " " اخرب ازل " " " ابتر	مفعولُ مفاعیلن فاع " " فع	ہر دم ہے حسینوں کا ذکر اس طرح بہلتا ہے دل	" "

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ	
ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور	مفعولُ مفاعلن مفاعیل	خالق نے دیئے تھے چار فرزند	[illegible]
〃 〃 اخرم اشتر مقصور	مفعولن فاعلن مفاعیل	دانا عاقل ذکی خرد مند	
〃 〃 اخرب مقبوض محذوف	مفعولُ مفاعلن فعولن	گل کا جو الم چمن چمن ہے	〃
〃 〃 اخرم اشتر محذوف	مفعولن فاعلن فعولن	یوں بلبل خامہ نعرہ زن ہے	
〃 〃 اخرب مقبوض محذوف	مفعولُ مفاعلن فعولن	وحشت نے قبا میں گل کھلایا	[illegible]
〃 〃 اخرم اشتر محذوف	مفعولن فاعلن فعولن	پرزے پرزے کلی کلی کی	

۵۔ بحر مضارع

اس بحر کی بعض فروعات اُردو میں مستعمل اور بعض غیر مستعمل ہیں ۔
اس بحر میں اگر ایک جگہ مفاعیلن سالم اور دوسری جگہ مکفوف حشو میں آئے۔
اس طرح اگر ایک جگہ فاع لاتن سالم اور دوسری جگہ مکفوف آئے تو اجتماع جائز ہے ۔ مقصور و محذوف کا اجتماع بھی عروض و ضرب میں درست ہے ۔

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
مضارع مثمن سالم	مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن	مجھے ساقی ساغر مے مجھے ساقی ساغر مے بھلا ہوگا ترا ساقی ہے اک باقی ساغر مے [illegible]
" " اخرب	مفعول فاع لاتن مفعول فاع لاتن	ہیں اور بزم مے سے یوں تشنہ کام آؤں گر میں نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا [illegible]
" " اخرب مسبغ	مفعول فاع لاتن مفعول فاعلیان	عاجز دہن سے تیرے ہے فہم نکتہ داں ناکام تیرے لب سے ہے کام شکر دہاں [illegible]
" " اخرب مقصور " " اخرب محذوف	مفعول فاعلات مفعول فاعلات " " " فاعلن	ہے وصل ہجر عالم تمکین و ضبط میں معشوق شوخ و عاشق دیوانہ چاہیے [illegible]
" " اخرب مکفوف	مفعول فاعلات مفاعیل فاع لاتن	مشتاق اس سے آج ملاقات کیجیے گا نہ کر روادار آپ شفا بات سنیئے گا [illegible]
" " اخرب مکفوف محذوف " " مکفوف مقصور	مفعول فاعلات مفاعیل فاع لن " " " فاع لات	غالب چھٹی شراب پر اب بھی کبھی کبھی پیتا ہوں روز ابر و شب ماہتاب میں [illegible]

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
مضارع مثمن اخرب مکفوف مقصور	مفعول فاع لات مفاعیل فاع لن	مالی نے رنگ شام شفق کا دکھا دیا سرخی سے زلف یار کی تصویر کھینچ کر [illegible]
" " مقصور	مفاعیل فاع لات مفاعیل فاع لات	قد یار نخل سرخ یار ماہتاب لب سرخ لعل سرخ۔ تن نرم برگ گل مؤلف
" " محذوف	" " " فاع لن	
" اخرب مکفوف مسبوغ	مفعول فاعلات مفاعیل فاع	آیا نہ رات حیف وہ عیار یار گویا شب فراق مری دوست تھی "
" اخرب مکفوف مطموس	" " " فع	
مضارع مسدس سالم	مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن	نہیں بھاتا تیرا دم بھر جدا ہونا قیامت ہے یار تیرا خفا ہونا ماخوذ
" " مقبوض	مفاعلن فاع لاتن مفاعلن	جدا ہوا یار مجھ سے ہوا ستم ذرا ٹھہر درد فرقت کرم کرم مؤلف
" مکفوف محذوف	مفاعیل فاع لات فعولن	خوشا جلوہ جمال صنم ہے خوشا شیوہ وصال صنم ہے ماخوذ

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ	
مضارع مسدس اخرب مکفوف ومقصور	مفعولُ فاع لات مفاعیلن	اے یار لاجواب و پری پیکر فرماؤ لطف خاص کبھی مجھ پر	مؤلف
″ ″ اخرم محذوف	مفعولن فلع لاتن فعلن	خو کردہ دردِ فرقت ہے دل جویندہ روز وصلت ہے دل	″
″ اخرم مقصور و محذوف	مفعولن فاع لاتُ فعلن	جویندۂ وصل یار دل ہے شرمندۂ روزگار دل ہے	″
″ اخرب اخرم محذوف	مفعولُ فاع لاتن فعلن	تسکین دردِ فرقت تو ہے تعبیر خواب وصلت تو ہے	″

۱۶- بحر قریب

یہ بحر اہل فارس سے مخصوص ہے اتفاقیہ اُردو میں استعمال ہوتی ہے۔ یوسف نیشاپوری کی مستخرجہ ہے۔ ارکان بحر مضارع سے ملتے ہوئے ہیں۔ مقصور و محذوف کا اجتماع عروض و ضرب میں جائز ہے۔

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ	
قریب مسدس سالم	مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن	ترا رُخ ہے گلِ خنداں شاد ہر دم نہ آئے کیوں شبِ فرقت یاد ہر دم	مؤلف
		مجھے بھی دے تو ساقی اک بار بادہ در میخانہ پر ہوں میں بھی فتادہ	〃
〃 〃 مکفوف	مفاعیلُ مفاعیلُ فاع لاتن	خداوند جہاں بخش شاہ عادل شہنشاہ جواں بخت زاد کامل	سیفی
〃 〃 مکفوف مقصور	مفاعیلُ مفاعیلُ فاع لاتْ	تری جعد سیہ فام دمشک بیز شب ہجر و شب وصل لطف خیز	مؤلف
〃 〃 〃 محذوف	〃 〃 فاع لن	تہ چشم فسوں ساز دلربا گہے سحر و گہے جام باہرا	〃
〃 〃 اخرب	مفعولُ مفعولُ فاع لاتن	اے شوخِ پُرنور و شمعِ محفل اے رشکِ انوارِ ماہِ کامل	〃
〃 〃 〃 مسبغ	〃 〃 فاع لیّان	اے شمعِ پُرنورِ بزمِ خوباں اے رشکِ تنویرِ ماہ رویاں	〃

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ	
ترنم مسدس اخرب مکفوف	مفعول مفاعیل فاع لاتن	اے یار پریزاد و حور و پیکر فرماؤ کرم خاص گاہ مجھ پر	مؤلف
〃 اخرب مکفوف و مقصور	مفعول مفاعیل فاع لات یا فاعلان	بلبل جو ہے ہر وقت اشک ریز گلزار ہے میدان رستخیز	〃
〃 〃 محذوف	〃 〃 فاعلن	بلبل نہ کرے شور روز گر تو گل پہ نہ ہو خاک بھی اثر	〃
〃 〃 اشتر	فاعلن فاعلن فاع لاتن	رن میں کرنے وغا ہائے جاسم دولہ بن کر گیا ہائے جاسم	راغب مرادآبادی

۷۔ بحر رجز

یہ بحر اردو میں مستعمل ہے۔ اس بحر میں سالم و مذال۔ مخبون و مطوی کا اجتماع جائز ہے۔

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ	
رجز مثمن سالم	مُستفعلن مُستفعلن مستفعلن مستفعلن	عالم کی آمد نے سپہر کی مجکو جو خوش آیا سو تو	[illegible]
" " مذال بصورت	" " " مستفعلان	سب سے رہا محظوظ تو تجکو نہ بھایا ایک میں	
" " مقطوع	مستفعلن مستفعلن مستفعلن مفعولن	کب تک سہے تیرے ستم یہ عاشق بیچارہ اک دن جنون عشق سے ہو جائیگا آوارہ	[illegible]
" " اعرج	" " " مفعولان	کب تک سہے ظلم و ستم یہ عاشق سرگرداں کب تک بھرے یہ اشک سے تر آستین و داماں	[illegible]
" " مُطوّی	مفتعلن مفتعلن مفتعلن مفتعلن	جان نہ بچے پاکے بچے دل نہ بچے پاکے رہے بے طلبی آ سکے یہاں میں نہ جاؤنگا کبھی	مؤلف
" مُطوّی مخبون	مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن	جو یہ کہے کہ ریختہ کیونکہ ہو رشک فارسی گفتۂ غالب ایکبار پڑھ کے اسے سنا کہ یوں	غالب
" مخبون مُطوّی	مفاعلن مفتعلن مفاعلن مفتعلن	شب الم ہجر یار ہی تجھے تا سحر ستمگر اتنا بھی سہے ستم تفتہ جگر	[illegible]

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
رجز مثمن مطوی مخبون مقطوع	مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفعولن	وہ شب غم جو آگیا ہجر کی رخصت ہو نخل مراد ہے پھلا بے ثمری چھپت ہو } مؤلف
" مطوی مخبون اعرج	مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفعولان	وہ شب غم جو آگیا دل بخدا ہے شادماں ہجر کی رواں ہوئی گل چمن ہے خنداں } "
" " مخبون مرفل	مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن	ملی ہے جنکو بساط تھوڑی وہ رکھتے ہیں شوق سربلندی ہوائیں بھر جاتے ہیں ذرا سی سر اٹھاتے حباب کیسے مؤلف
" " مطوی مرفل	مفتعلاتن مفتعلاتن مفتعلاتن مفتعلاتن	اُس گل تر کو حال سے میرے بے خبری سی بے خبری ہے اسکی خطا کیا جذبۂ دل میں اثر ہی سی بے اثری ہے مؤلف
رجز مسدس سالم	مستفعلن مستفعلن مستفعلن	تشریف گا ہے لائیے اے دلربا لطف و کرم فرمائیے اے مہ لقا } مؤلف
" " مذال	مستفعلن مستفعلن مستفعلان	لطف و کرم فرمائیے اے جان جاں تشریف گا ہے لائیے اے مہرباں } "

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ	
رجز مسدس مقطوع	مستفعلن مستفعلن مفعولن	اے دلربا مجھ سے نہ کر عیاری منظور کیوں ہے میری خونخواری	مؤلف
" " اعرج	" " مفعولان	اے دلربا اے رہبر عیاراں اے پُر جفا رشک ہمہ خونخواراں	"
" " مطوی	مفتعلن مفتعلن مفتعلن	تم نہ رہے دل نہ رہا دم نہ رہا دم نہ رہا کچھ نہ رہا غم نہ رہا	"
" " مطوی مرفوع	مفتعلن مفتعلن فاعلن	دیکھا دم نزع دلا رام کو عید ہوئی ذوق وے شام کو	ذوق
" مربع مطوی مرفل	مفتعلاتن مفتعلاتن	اس گل تر کو نہ بے خبری ہے نخل طرب میں بے ثمری ہے راغب خستہ تجھ پہ فدا ہے رنج و الم سے حال بُرا ہے	مؤلف راغب مراد آبادی

اس بحر میں بھی مذال کی بابت محقق طوسی کا وہی قول ہے جو بحر ہزج مثمن مسبغ میں بیان ہوا۔ لہذا اس بحر میں بھی مذال بصورت لکھنا مناسب ہے اور الف و نون کو ایک حرف شمار کرنا بہتر ہے۔

۸۔ بحر بسیط

یہ بحر شعرائے عرب سے مخصوص ہے مگر اس کی بعض فروعات اُردو میں بھی مستعمل ہیں مگر وہ بھی تکلّف سے خالی نہیں ہیں۔

نام بحر یا فرع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
بسیط مثمن سالم	مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن	اے بے خبر بے خبر کر اب تو طلب بے وفا بیدل ہے عشق میں دلربا۔ ناخوش ہے عشق میں خوش ادا [illegible]
" مخبون رکن ثانی	مُستَفعِلُن فَعِلُن مستفعلن فَعِلُن	شور و شغب نہ کرے گر بلبل سحری گر گوش گل نہ سنے بیکار دردسری — مؤلف
" مخبون رکن اوّل و دوم	مفاعلن فَعِلن مفاعلن فَعِلن	ستم تو نہ دو۔ دوا اگر نہ کرو جفا روا نہ رکھو۔ وفا اگر نہ کرو — مؤلف
" " مطوی	مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن	تو صنم تند خو گر نہ لڑے ایک دن دل نہ رہے چین سے گل نہ چڑھے ایک دن — مؤلف
" مقطوع رکن اوّل	مفعولن فاعلن مفعولن فاعلن	مقصود ہم وصل او مطلوب ہے وفا مرغوب ہم لطف او مجبور ہم جفا — مؤلف

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ	
بسیط مثمن مقطوع رکن دوم	مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن	تیرا کرم یارب - مجھ پر رہے دائم جبتک رہے سر پر - یہ چرخ کہن قائم	مؤلف
" " ہر دو رکن	مفعولن فعلن مفعولن فعلن	مقصودم وصلت - مطلوبم حیرت مرغوبم جورت - محبوبم تہمت	"
" " احذ رکن اول	فعلن فاعلن فعلن فاعلن	یارب فضل کر - یارب کر کرم عاصی ہوں بہت - خاطی یک قلم	"
" " احذ ہر دو رکنی	فعلن فع - فعلن فع	کو کو کو - کو کو کو تو ہی تو - تو ہی تو	"
" " مخلع	مستفعلن فعولن مستفعلن فعولن	زیبا نہیں سدا - عشاق پر ستم اے بیوفا کبھی - مجھ پر بھی ہو کرم	"
بسیط مسدس سالم	مستفعلن فاعلن مستفعلن	بے اب خبر بے خبر - کر اب تو وفا بے دل ہوں میں دلربا - مت کر جفا	"
" " مطوی	مفتعلن فاعلن مفتعلن	تو صنم تند خو مگر نہ لڑ دل نہ رہے چین سے	"

۹- بحر منسرح

اس بحر کا استعمال اُردو میں کم ہے۔ بحر سالم میں چونکہ رکن آخر متحرک ہے۔ اس لئے اُردو میں بحر سالم میں شعر ناممکن ہے۔ اس بحر میں اگر بمقابلہ مفتعلن عروض و ضرب میں فاعلن آوے یا مفعولن آوے تو جائز ہے۔ اسی طرح اگر بمقابلہ مفتعلن فاع کے مفتعلن فع آوے تو بھی درست ہے نیز مفتعلن کے مقابلہ میں مفاعلن اور مستفعلن بھی آسکتا ہے۔ مثلاً

خاقانی

کیست کہ پیغام من بشہر شرواں برد	مفتعلن فاعلن مفاعلن فاعلن
یک سخن از من بداں مردِ سخنداں برد	مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن
گوید خاقانیا ایں ہمہ آشوب چیست	مفعولن فاعلن مفتعلن فاعلات
نہ ہر کہ گوید دو بیت نسبت بخاقاں برد	مفاعلن فاعلات مستفعلن فاعلن

اس بحر میں بذریعہ تسکین اوسط مفتعلن کو جہاں چاہیں مفعولن بنا سکتے ہیں۔ اُردو کے شاعروں کو قطعۂ بالا کی پیروی فی زمانہ نہ کرنا اولیٰ ہے۔ گو اہلِ فارس نے جائز رکھا ہے۔

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
منسرح مثمن سالم	مستفعلن مفعولات مستفعلن مفعولات	چونکہ رکن آخر متحرک ہے اُردو میں استعمال نہیں ہوسکتی ہے۔
〃 〃 موقوف	مستفعلن مفعولات مستفعلن مفعولاتْ	آجا کبھی پاس اے دلدار۔ دکھلا مجھے وہ رخسار گل رشک سے کھائے خار۔ ہو زندگی اسکو بار } مؤلف
〃 مطوی موقوف رکن ثانی	مستفعلن فاعلات مستفعلن فاعلاتْ	عشاق پر ہے عتاب ہر روز و شب بیگناہ اغیار سے بے حجاب رکھنا ہے وہ رسم و راہ } 〃
〃 〃 مطوی موقوف ہر دو ارکان یا	مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلان مفتعلن فاعلان یا	خانۂ دل ہو جناں روح کو آئے سرور تو جو کبھی آئے پاس۔ اے صنم رشکِ حور } 〃
〃 〃 مطوی مکسوف ہر دو ارکان یا	مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلن 〃 فاعلن 〃 فاعلن	گیسو و رخسار یار پھرتے ہیں آنکھوں میں اب میرے لیے بلبل بہار دیکھئے کیا تاب رہے } [illegible] اور تو باتیں تری چھٹ گئیں سب جلنے جی آنکھ منہ سے پر چھٹا ایک مگر دیکھنا } [illegible] اجتماع جائز ہے

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
منسرح مثمن مخبون مطوی موقوف یا	مفاعلن فاعلان مفاعلن فاعلان " فاعلات " فاعلات	کبھی ترا ہے وصال کبھی ترا ہے عتاب کبھی مجھے ہے ثواب کبھی مجھے ہی عذاب
" مطوی مجدوع " " منحور	مفتعلن فاعلات مفتعلن فاع " " " فع	گل چمن کا ظہور ہو بخدا آج وہ گل تر پُر غرور دے جو سنگھا ہو
منسرح مسدس مطوی موقوف " " " مذال	مفتعلن فاعلات مفتعلن " " مفتعلان	گل چمن کا ظہور ہو بخدا وہ گل سر پُر غرور ہو جو بہار
" " " مقطوع " " " اعرج	مفتعلن فاعلات مفعولن " " مفعولان	گر نہ رہوں بیقرار مشکل ہے ہو گئی ہے جانِ زار آفت میں
" " مخبون مطوی	مفاعلن فاعلات مفتعلن	نگار تو لاجواب ہے ۔ بخدا نہ کر ستم بے حساب دل نہ دکھا

۱۰- بحر سریع

یہ بحر اُردو میں بہت کم مستعمل ہے ۔ بحر سالم کا استعمال بوجہ متحرک الآخر ہونے کے قطعی ناممکن ہے ۔ فارسی و اُردو میں اس بحر میں رکن مطوی استعمال ہوتا ہے ۔ لیکن سالم کمتر اور بہ تکلف استعمال ہوتا ہے ۔

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
سریع مسدس سالم	مُستفعِلن مستفعلن مفعولاتُ	متحرک الآخر ہونے کی وجہ سے مثال معدوم ہے
" " موقوف " " مکسوف	مستفعلن مستفعلن مفعولاتْ یا مفعولانْ " " مفعولن	چاہوں تجھے دیکھوں تجھے اے جان سمجھے نہ گر تو بھی مجھے بیگانہ [illegible]
" " مطوی موقوف " " مکسوف	مفتعلن مفتعلن فاعلاتْ یا فاعلان " " فاعلن	دل سے سنو دوستو یہ داستاں کہتا ہے یوں راوی رنگیں بیاں [illegible] شیفتہ کاکل شب فام کو زلف جو یاد آئی چلا شام کو [illegible]
" مخبون مکسوف	مستفعلن مستفعلن فعولن	اے دلربا میری طرف نظر ہو میرے بھی گھر گاہے گہے گذر ہو (مؤلف)
" مطوی مقطوع مجدوع " " " مخور	مفتعلن مفعولن فاع " " فع	ہجر صنم ہے بس جاں کاہ وصل صنم ہے دل خوش کن "
" مخبون مطوی مکسوف " " " موقوف	مفاعلن مفاعلن فاعلن " " فاعلان	کرم نماہوا تھا گوشہ شام کو بوقت شب رہا نہ وہ بدگماں "

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
سریع مسدس مقطوع مجدوع	مفعولن مفعولن فاع	اُس کا غم ہے غم جانکاہ / اُس کا رُخ ہے دل خوش کن } مؤلف
؍؍ ؍؍ منحور	؍؍ ؍؍ فع	

اس بحر میں مفتعلن کے مقابل مفعولن اور فاعلات یا فاعلان کے مقابل فاعِلن اور فعِلن ۔ فاع کے مقابل فع یفعولن کے مقابل مفعولان اساتذہ کے یہاں موجود ہے لہذا جائز ہے ۔ مثلاً ۔

نظامی

هست کلید درِ گنج حکیم — مفتعلن مفتعلن فاعِلان
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — مفعولن مفعولن فاعِلان

خاقانی

حلقۂ گم گم شود از زلف تو — مفتعلن مفتعلن فاعِلن
خاتم جم خواہی تا وان آں — مفتعلن مفعولن فاعِلان

۱۱۔ بحرِ وافر

یہ بحر اہلِ عرب سے مخصوص ہے۔ فارسی میں کم اور اردو میں اور بھی کم مستعمل ہے۔ اہلِ عرب نے مسدّس مانا ہے۔ مگر اہلِ فارس نے مثمّن کر لیا ہے جس کا تتبع اردو میں موجود ہے۔

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ	
وافر مثمن سالم	مُفَاعَلَتُن مُفَاعَلَتُن مُفَاعَلَتُن مُفَاعَلَتُن	خفا جو ہوا چلا وہ گیا کہا تو بہت صنم نہ رہا جفا یہ ہوئی سزا یہ ملی نظر تو پھری کرم نہ رہا	[illegible]
" " معصوب	مُفَاعَلَتُن مُفَاعِیلُن مُفَاعَلَتُن مُفَاعِیلُن	خفا جو گیا صنم میرا غضب ہی ہوا دلا مجھ پر خدا نہ کرے رہے ناخوش جفا نہ کرے جفا پرور	"
" " "	مُفَاعِیلُن مُفَاعَلَتُن مُفَاعِیلُن مُفَاعَلَتُن	مرا دلبر ستائے مجھے مرا ہمدم جلائے مجھے لگی کو پھر بجھائے وہی اگر روٹھوں منائے مجھے	"
" " معقول رکن ثانی	مُفَاعَلَتُن مُفَاعِلُن مُفَاعَلَتُن مُفَاعِلُن	بلا طلبی وہ آ گیا الم نہ رہا بھرم نہ رہا جفا نہ کرے یہ خوف تھا جفا نہ ہوئی کرم رہا	"
" " معقول رکن اول	مُفَاعِلُن مُفَاعَلَتُن مُفَاعِلُن مُفَاعَلَتُن	بھرم رہا الم نہ رہا وہ آ گیا بلا طلبی یہ خوف تھا جفا نہ کرے کرم رہا جفا نہ ہوئی	"
" " اعصب معصوب	مفتعلن مفاعیلن مفتعلن مفاعیلن	تو بخدا اگر آئے اے صنم جفا پرور در بصدف ہو میرا دل گل بہ چمن ہو میرا گھر	"

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
وافر مسدس سالم	مُفَاعِلَتُن مُفَاعِلَتُن مُفَاعِلَتُن	خفا جو ہوا سزا یہ ملی کرم نہ رہا کہا تو بہت مگر نہ رہا صنم نہ رہا } مؤلف
" " معصوب	مُفَاعِلَتُن مُفَاعِلَتُن مُفَاعِیلن	ستائے مجھے خدا نہ کرے صنم میرا ستم نہ کرے جفا نہ کرے صنم میرا } "
" " معصوب مقطوف	مفاعِلَتُن مفاعیلن فعولن	بلا طلبی کبھی مجھ پر کرم ہو کہ بے خبری مری ہر دم کی کم ہو } "
" " اقصم	مفاعِلَتُن مفاعلتن مفعولن	نہ عربی رسول خدا حق پرور کرم کی نظر بروز جزا ہو مجھ پر } [illegible]

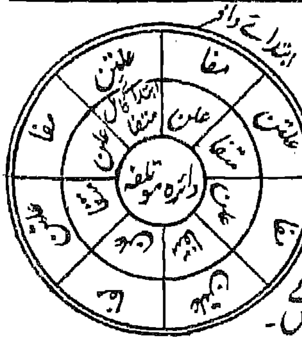
اس بحر میں سوائے معصوب و مقطوف کے دیگر مزاحفات سے حتی الامکان کام نہ لینا چاہئے اور اگر معصوب لائیں تو کل ارکان معصوب نہ ہوں ورنہ بحر ہزج کا اشتباہ ہو جائے گا۔

۱۳۔ بحر کامل

یہ بحر بھی اہل عرب سے مخصوص ہے جس کے ارکان مسدس ہیں۔ فارسیوں نے مثمن قرار دیا اور اردو میں بھی مثمن مستعمل ہے مگر بحر سالم اہل اردو کو زیادہ مرغوب ہے۔ فروعات کم مستعمل ہیں۔ اس بحر میں سالم و مضمر کا اجتماع جائز ہے۔ مثلاً بلغ العلےٰ بکمالہ بروزن متفاعلن متفاعلن ہے مگر صلوا علیہ و آلہ کا وزن مستفعلن متفاعلن ہے۔

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
کامل مثمن سالم	متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن	مرے دلکو شوقِ فغاں نہیں مرے لب تک آتی دعا نہیں وہ دہن ہوں جسمیں زباں نہیں وہ جرس ہوں جسمیں صدا نہیں آتش
" " مذال	" " " متفاعلان	خط سبز سبزۂ دلکشا تن نرم راحتِ دل و جاں لبِ سُرخ صورتِ برگِ گل رُخِ یار غیرتِ گلستاں ماخوذ
" مضمر رکنِ ثانی	متفاعلن مستفعلن متفاعلن مستفعلن	مہِ چاردہ گویا بنا بتِ سمرقند رشکِ پری سرِ شام کا ہے مشغلہ کہ ہو بام پر جلوہ گری جوہر
" " " رکنِ اوّل	مستفعلن متفاعلن مستفعلن متفاعلن	سروِ چمن قدِ دلربا بشگفتہ گل رخ پُرضیا ہے در بغل لب احمری عنبر بکف خطِ خوشنما "
کامل مثمن موقوص مذال موقوص	متفاعلن مفاعلن متفاعلن مفاعلان مفاعلن " " "	یہی آرزوئے ہمنفس یہی مدعائے ہمنشیں رخِ یار کی ہو دید بس شب و روز ہے یہی ہم سخن ایضاً
" " "	مفاعلن متفاعلن مفاعلن متفاعلن	ہو دید بس رخِ یار کی یہ ہی ہوس یہی جستجو ہے ہمنفس یہی مدعائے ہمنشیں یہی آرزو ایضاً
کامل مسدس سالم	متفاعلن متفاعلن متفاعلن	ہوں گل کی طرح کل آج بھی وہی دلربا شب و روز مجھکو ہے بیکلی تو عجب ہے کیا جوہر
" " مذال	" " متفاعلان	لبِ سرخ صورتِ برگِ گل ہوئے دلستاں نہ کہوں میں کیوں رخِ جاں ہے غیرتِ بوستاں "

اشعار مثالیہ	ارکان	نام بحر یا فروع بحر
بتِ خوش ادا مہِ پُرضیا آرامِ جاں مرے گھر کبھی کبھی آئے یہ قسمت کہاں	متفاعلن متفاعلن مستفعلان	کامل مسدس مضمر مذال
بتِ حیلہ جو بتِ تند خو مجھکو ملا مرے کوئی گر رہے زندہ یا غم اسکو کیا	” ” مستفعلن	” ” مضمر
سرِ راہ گر مجھکو ملا آرامِ جاں مجھے دیکھکر کترا گیا وہ دلستاں	متفاعلن مستفعلن مستفعلان	” ” مضمر مذال
سرِ راہ گر مجھکو ملا بتِ مہرباں مجھے دیکھکر کہنے لگا کہ اِدھر کہاں	متفاعلن مستفعلن متفاعلان	” ” ” ”
رُخِ یار کی ہو دید بس یہی ہے ہوس یہی آرزو ستائے ہے مجھے ہمنفس (جوہر)	متفاعلن مفاعلن متفاعلن	کامل مسدس موقوص
مجھے ملے بتِ حیلہ جو اگر کہیں کہوں کہ ہو شبِ تار کی سحر کہیں	مفاعلن متفاعلن مفاعلن	” ” ”



گذشتہ دو بحریں وافر اور کامل ایک دوسرے سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً اگر متفاعلن کو علتن متفا بنائیں تو وزن مفاعلتن پیدا ہوجائے گا اور اگر مفاعلتن کو علتن مفا بنائیں تو وزن متفاعلن حاصل ہوجائیگا۔ دائرہ پر یہ عمل کیا جائے تو اسکو دائرہ مؤتلفہ کہیں گے۔

طریق ثانی

بحر	اوزان اصلی	اوزان مستخرجہ	مثال
وافر	مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن		کرم نہوا کرم نہوا کرم نہوا کرم نہوا
کامل	علتن مفاعلتن مفاعلتن مفا	متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن	نہوا کرم نہوا کرم نہوا کرم نہوا کرم

۱۳۔ بحر رمل

یہ بحر اُردو میں کثیر الاستعمال ہے۔ اس بحر میں اجتماع سالم و مخبون کا صدر وابتدا میں بے تکلف ہو سکتا ہے اور جملہ اساتذہ کے یہاں موجود ہے۔ اس طرح اجتماع مقصور و محذوف کا عروض و ضرب میں جائز ہے مسبغ اور سالم کا اجتماع بھی درست ہے۔ فَعِلات۔ فَعِلن۔ فِعْلن۔ فِعْلان اور فَعِلاتُن و مفعولن جمع ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ تسکین اوسط سے فَعِلاتن کو ہر جگہ مفعولن بنا سکتے ہیں۔ اگر ایک جگہ فَعِلاتن اور دوسری جگہ مفعولن ہو تو جائز ہے۔

نام بحر یا فرع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
رمل مثمن سالم	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن	کاتب قدرت نے لکھی سرنوشت اس دم ہماری لکھتے لکھتے قط قلم کا جبکہ ٹیڑھا ہو گیا تسلیم سہسوانی

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
رمل مثمن مسبغ	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلیان	رورہا ہوں یاد رخ میں مثل ابر نوبہاراں جان لے گا فصل گل میں یہ فراق گلعذاراں ماخوذ از فارسی
" " مقصور	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات یا فاعلان	چھوٹتا دم بھر نہیں لب سے ترے جام شراب خون دل پیتے ہیں رنج و غم سے ناکام شراب مؤلف
رمل مثمن محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن	قتل پر میرے جو آمادہ ستمگر ہوگیا اوچھے پن سے نیمچہ جامہ سے باہر ہوگیا مؤلف
" " "	" " " فاعلن " " " فاعلات	ایدل ناعاقبت اندیش ضبط شوق کر کون لاسکتا ہی تاب جلوۂ دیدار دوست غالب
" " مخبون	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن	دید نے یار کی دی مجکو حیات ابدی ہے نہ کہو تیر قضا اسکو نہایت غلطی ہے مؤلف

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
؍؍ ؍؍ مخبون مقصور	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات یا فعلان	رات دن رہتا ہے دلکو مرے سب یہ عذاب دیکھنے کو نہیں ملتی رخِ روشن کی کتاب مؤلف
؍؍ ؍؍ مخبون محذوف	؍؍ ؍؍ ؍؍ فعلن	لیلۃ القدر کنا یہ شبِ وصلت سے ہوا اسکا افسانہ میانِ رمضاں ہے کہ جو تھا آتش
رمل مثمن مخبون ابتر	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن	انکے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے
	؍؍ ؍؍ ؍؍ فعلات	بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر وقت نگاہ
	؍؍ ؍؍ ؍؍ فعلن	جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے
	؍؍ ؍؍ ؍؍ فعلن	اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا
	؍؍ ؍؍ ؍؍ فعلن	ساغرِ جم سے مرا جامِ سفال اچھا ہے غالب
	؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍	قیس کو دشت میں ہرگز نہ مرے آنے دو حشر ہو گا جو الجھ جائیں گے دیوانے دو فروغ بدایونی

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
رمل مثمن مخبون مقصور	فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلات یا فعلان	سحر وصل گیا حیف وہ ماہِ تاباں شب غم صبح کو آئی ہوا تاریک جہاں
״ ״ مخبون محذوف	״ ״ ״ فَعِلن	ید رنگیں خم ابرو رخ زیبائے صنم کف مرجاں بہ اوّل گل گلزارِ ارم
״ ״ مخبون ابتر	״ ״ ״ فِعْلُن	خبر آمد جاناں سے کھلا دل اپنا گل گلدستۂ امید بنا دل اپنا مؤلف
״ ״ ״ ״	فاعلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلات	پیشہ میں عیب نہیں رکھئے نہ فرہاد کو نام
	״ ״ ״ فَعِلُن	ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا
	״ ״ ״ فِعْلُن	پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
	״ ״ ״ فَعِلُن	آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا
״ ״ مقصور	״ ״ ״ فَعِلات یا فَعِلان	تو مجھے بھول گیا ہو تو پتہ بتلا دوں
״ ״ محذوف	فعلاتن ״ ״ فَعِلن	کبھی فتراک میں تیرے کوئی نخچیر بھی تھا غالب
״ مشکول	فَعِلات فاعِلاتن فَعِلات فاعِلاتن	یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

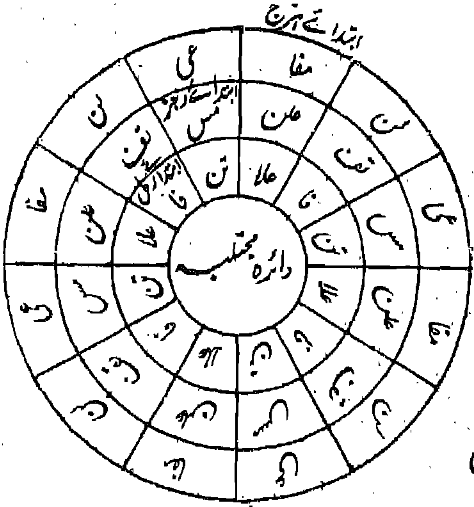
نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
رمل مثمن مشکول مسبغ	فَعِلات فاعلاتن فَعِلات فاعلیّان	مری چشم تر بنی ہے رگ ابر تو بہاراں گل تو کھلائیگا کیا غم عشق گلعذاراں
" " مشعث	مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن	مرتا ہے مرتا ہے کیوں اے دل کیوں اے دل وہ آیا وہ آیا اے بے دل اے بسمل
" " مسبغ	" " " مفعولان	وحشت میں پھرتا ہوں آوارہ سرگرداں بیماری دل کی ہے بے دارو بے درماں
رمل مثمن مجحوف	فاعلاتن فع۔ فاعلاتن فع	یار تو گل ہے اور ہیں شبنم کوئی ہنستا ہے۔ کوئی روتا ہے یہ شعر بحر خفیف مخبون ابتر میں بھی آسکتا ہے۔
" " مخبون " " مجحوف	فَعِلاتن فع۔ فَعِلاتن فع	بط بادہ ہو۔ لب دریا ہو مہ روشن ہو۔ بہت ترسا ہو یہ شعر بحر ہزج مثمن ابتر میں بھی آسکتا ہے۔

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ	
رمل مسدس سالم	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن	میرے پہلو سے ہوا دل جب سے رخصت	[illegible]
" " مسبغ	" " فاعلیان	زندگانی کا نہیں ہے کوئی ساماں	
" " مقصور	فاعلاتن فاعلاتن فاعلات	شعر حی گویم بہ از آب حیات	[illegible]
		من نہ دانم فاعلاتن فاعلات	
" " محذوف	" " فاعلن	قطع ہم سے رسم اے جاں کیجئے	[illegible]
		یا علاجِ دردِ ہجراں کیجئے	
"	" " فاعلات	لاکھ عقدے دل میں تھے لیکن ہر ایک	[illegible]
"	" " فاعلن	میری حدِّ وسع سے باہر کھلا	
		غالب	
" مجنون مقصور	فاعلاتن فعلاتن فعلات	یار کا لب شرفِ قند و نبات	[illegible]
	فعلاتن فعلاتن فعلات	رُخِ زیبا گُلِ گلزارِ حیات	
" " محذوف	فاعلاتن فعلاتن فعلن	اب تو آئے ہیں تامل نہ کرو	"
	فعلاتن فعلاتن فعلن	نہ کرو مجھ سے تغافل نہ کرو	

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
رمل مسدس ابتر	فاعلاتن فعلاتن فِعْلُن	وصل کی صبح اگر جاؤ گے
" " " "	فَعِلاتُن فعِلاتن فِعْلُن	نہ تُربت ہی مجھے پاؤ گے
	فاعلاتن " فعلان	ہم کوئی ترک وفا کرتے ہیں
	فعلاتن " فَعِلُن	نہ سہی عشق مصیبت ہی سہی
	فاعلاتن " "	قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
	فعلاتن " فَعِلن	نہ سہی عشق عداوت ہی سہی
" مشعث مقصور	فاعلاتن " فِعلان	ہم کوئی ترک وفا کرتے ہیں
		آپ گو ہم پہ جفا کرتے ہیں

بعض شعرائے فارس نے اس بحر میں شانزدہ رکنی اشعار بھی تحریر کئے ہیں۔ خواجہ عصمت اللہ بخاری کا حسب ذیل شعر بطور مثال ہے۔

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
رمل مخبون شانزدہ رکنی	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن	از رنگ و رخسار و دو گوش و خط و خد و قد و عارض و خال و لبت ای سرو پری روی سمن بر
	فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن	شفق و کوکب و شام و سحر و طوبی و گلزار بہشت است و ہلال و طرف چشمہ و کوثر



بحر ہزج و رمل و رجز
ایک دوسرے کے
تبادلہ اجزا ارکان سے
پیدا ہوتی ہیں مثلاً
مفاعیلن رکن بحر ہزج
کو اگر عیلن مفا بنائیں تو
وزن مستفعلن پیدا ہوگا
جو بحر رجز ہے اور اگر
لن مفاعی بنائیں تو وزن
فاعلاتن پیدا ہوگا۔ جو
بحر رمل ہے اسی طرح اگر مستفعلن کو علن مستف بنائیں تو وزن مفاعیلن پیدا ہوگا۔
جو بحر ہزج ہے اور فاعلاتن کو اگر تن فاعلا بنائیں تو وزن مستفعلن پیدا ہوگا جو
بحر رجز ہے اور اگر علاتن فا بنائیں تو وزن مفاعیلن حاصل ہوگا۔ جو بحر ہزج ہے
اس کا عمل اگر بشکل دائرہ کیا جائے تو اس کو دائرہ مجتلبہ کہیں گے۔

طریق ثانی

بحر	اوزان اصلی	اوزان مستخرجہ	مثال
رجز	مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن	×	کر اب کرم کر اب کرم کر اب کرم کر اب کرم
رمل	تفعلن مستفعلن مستفعلن مس	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن	اب کرم کر اب کرم کر اب کرم کر اب کرم کر
ہزج	علن مستفعلن مستفعلن مستف	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن	کرم کر اب کرم کر اب کرم کر اب کرم کر اب

۱۴۔ بحر مدید

یہ بحر اہل عرب سے مخصوص ہے، اُردو میں کم استعمال ہوتی ہے چونکہ بحر رمل میں فاعلاتن چار بار آتا ہے اُردو میں زیادہ مستعمل ہے اور اُس کے اوزان کانوں میں سمائے ہوئے ہیں۔ لہذا یہ بحر جس میں دو ارکان بدلے ہوئے ہیں غیر مانوس سی معلوم ہوتی ہے اس وجہ سے اُردو میں اس کا استعمال کم ہے۔
اس بحر میں مذال و مسبغ کا اجتماع عروض و ضرب میں بمقابلہ سالم جائز ہے۔ مخبون و سالم بھی عروض و ضرب میں اور صدر و ابتدا میں جمع ہو سکتے ہیں مذال و سالم کا اجتماع مثمن میں اور مسبغ و سالم کا اجتماع مسدس میں عروض و ضرب میں ہوتا ہے۔

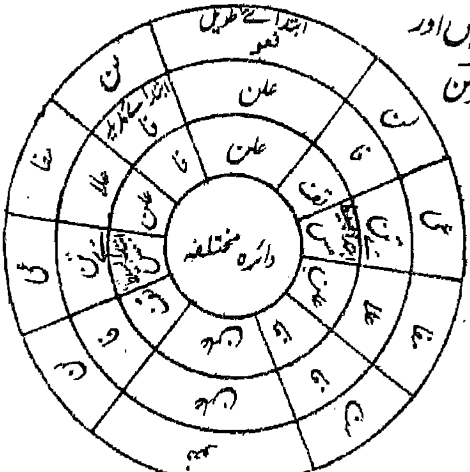
	اشعار مثالیہ	ارکان	نام بحر یا فروع بحر
[illegible]	ابیات: بلبل دل زار ہے زندگانی خار ہے / وہ گل تر ہے خفا میرا ملنا بار ہے	فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن	مدید مثمن سالم
	وہ گل تر ہے خفا ہے یہاں آنا گراں / بلبل دل زار ہے چاہیئے چلنا وہاں	" " " فاعلان	" " مذال
[illegible]	اُس نے دیکھا جب مجھے کھب گیا تیر نظر / زخم کیسا یہ لگا کچھ نہیں جس کا نشاں	" " " فاعلن / " " " فاعلان	

نام بحر یا فرع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
مدید مثمن مخبون	فاعلاتن فَعِلن فاعلاتن فَعِلن یا فاعلن فَعِلاتن فَعِلن فَعِلاتن فَعِلن یا فاعلن	دردِ دل کا شبِ غم۔ تم مداوا تو کرو فکر بیمار الم۔ رشکِ عیسیٰ ہو کرو 〃
〃 〃 مخبون مذال	〃 〃 〃 فَعِلن 〃 〃 〃 فَعِلان	خمِ ابروِ مہِ نو۔ رخِ زیبا گلِ تر تنِ دلبر رگِ گل ہُنو خور نورِ جبیں 〃
〃 〃 مکفوف	فاعلاتُ فاعلن فاعلاتُ فاعلن	دے طفیلِ میکدہ مے فروش مہ لقا جامِ دُرد با مزہ۔ جائے فکرِ ماسوا 〃
〃 〃 مقطوع	فاعلاتن فعْلُن فاعلاتن فعْلُن	دردِ دل کا کم کم۔ ہو گیا تھا بلبل پھر فزوں ہے اُف اُف۔ تو نے کہا سب گل گل 〃

واضح ہو کہ تین بحریں طویل۔ بسیط اور مدید ایک دوسرے سے پیدا ہوتی ہیں مثلاً بحرِ طویل کے ارکان فعولن مفاعیلن کو اگر عیلن مفاالن فعو بنایا جائے تو وزن مستفعلن فاعلن پیدا ہوگا جو بحر بسیط ہے۔

اگر مفاعیلن فعولن کو لن مفاعی لن فعو بنائیں تو وزن فاعلاتن فاعلن پیدا ہوگا پس فاعلاتن فاعلن ارکان بحر مدید ہیں۔

اگر فاعلاتن کو تن فاعلا بنائیں تو وزن مستفعلن اور فعولن کو لن فعو بنائیں تو فاعلن حاصل ہوگا۔ پس مستفعلن فاعلن۔ بحر بسیط ہے۔ اگر



مستفعلن کو علن مستفف بنائیں اور
فاعلن کو علن فا۔ تو اوزان فعولن
مفاعیلن پیدا ہوں گے جو
بحر طویل ہے۔ اگر
یہ عمل بہ شکل دائرہ کیا
جائے تو اُسے دائرہ
مختلفہ کہیں گے۔

طریق ثانی

[illegible]	اوزان اصلی	اوزان مستخرجہ	مثال
طویل	فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن	فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن	کرم ہو صنم اب تو کرم ہو صنم اب تو
مدید	لن مفاعی لن فعولن مفاعی لن فعو	مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن	ہو صنم اب تو کرم ہو صنم اب تو کرم
بسیط	عی لن مفاعی لن فعو عی لن مفاعی لن فعو		اب تو کرم ہو صنم اب تو کرم ہو صنم

بحر خفیف

۱۵۔ بحر بدرجہ اوسط اردو میں مستعمل ہے۔ بعض فروعات اہل اردو کو مرغوب
یہ
بعض نامرغوب ہیں۔ جن ارکان میں اجتماع جائز ہے اُن کے محاذ میں تحریک
ہے۔ اس بحر میں بلحاظ زحاف کے ہر رکن میں خبن روا ہے۔ پس فاعلاتن
فعلاتن اور مس تفع لن مفاع لن ہوگا۔ اس بحر میں بھی متحرکات میں تسکین

اوسط کا عمل جائز ہے فعلاتن اور مفعولن کا اجتماع ہر جگہ درست ہے۔

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ	
خفیف مسدس سالم	فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن	دیکھکر میں چہرہ ترا ماہِ طلعت ہو گیا ہوں آئینہ سا محوِ حیرت	ماخوذ
" مخبون	فاعلاتن مفاعلن فاعلاتن	کاش دلبر کبھی کبھی یاد کرتا گاہ گاہ ہے رواردی شاد کرتا	تسلیم — ازمؤلف رسالہ ہذا
" " "	" " فعلاتن	کاش دلبر کبھی کبھی ادھر آتا گاہ گاہ ہے رواردی ادھر آتا	"
	فعلاتن مفاعلن فعلاتن	شب فرقت تو ہو گئی سحر غم مگر آئے حضور جب نہ رہے ہم	"
خفیف مسدس مخبون مشعث	فاعلاتن مفاعلن مفعولن	کاش آتا شبا شبی وہ دلبر تو نہ ہوتا مرا دل کبھی مضطر	لطف تو
" " مخبون مقصور	فاعلاتن مفاعلن فعلات یا فعلان	مانگ اسکی ہے راہ آب حیات	فہیم — ازمؤلف رسالہ ہذا
" " مشعث مقصور	فعلاتن مفاعلن فعلات یا فعلان	نئی تشبیہ ہے یہ جانِ صفات	
" " مخبون محذوف	فاعلاتن مفاعلن فعلن	ہائے کس پر غضب سے آنکھ لگی نہ لگی آنکھ جب سے آنکھ لگی	لائق

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ	
خفیف مسدس مخبون ابتر	فاعلاتن مفاع لن فعْلُن	یاد جب کاکل دوتا آئی سر پہ چوٹی کی اک بلا آئی	[illegible]
〃 〃 مخبون ابتر	فعلاتن مفاع لن فعْلُن	نئی صورت یہ پیش کیا آئی شب فرقت نہیں بلا آئی	[illegible]
〃 〃 〃 〃	فاعلاتن مفاع لن فَعِلان فعلاتن 〃 فِعْلن	میں جو رو دیا تو بولے یہ آواز اُسی خانہ خراب کی سی ہے	[illegible]
〃 〃 〃 〃	فاعلاتن 〃 فِعْلن	نازکی اُسکے لب کی کیا کہیئے پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے	[illegible]
خفیف مسدس مشعث مقصور 〃 〃 ابتر	فاعلاتن مفاع لن فعلان 〃 〃 فِعْلن	میرؔ اُن نیم باز آنکھوں میں ساری مستی شراب کی سی ہے	[illegible]
〃 〃 مخبون مسدس 〃 〃 مجحوف	فاعلاتن مفاع لن فاع فعلاتن مفاع لن فع	خوش ہوا دل جو آیا جاناں شب غم کا گیا زمانہ	مؤلف
خفیف مثمن مخبون	فعلاتن مفاع لن فعلاتن مفاع لن	مری حالت ہوئی ہے یہ کہ ہے زخمی دل زبوں تری فرقت میں کیا عجب گرے آنکھوں سے اشک خوں	〃

یہ بحر عموماً مسدس استعمال ہوتی ہے مگر بعض شعرا رفارس نے مثمن مخبون بھی استعمال کیا ہے۔ لہذا اُس کی مثال فروع آخری ہے۔

۱۶۔ بحر مقتضب

یہ بحر اُردو میں غیر مستعمل ہے۔ اہلِ فارس نے بھی کم استعمال کی ہے۔ یہ بحر مقتضب بحر منسرح کے ارکان سے پیدا ہوئی ہے۔ جس کے ارکان مستفعلن مفعولاتُ ہیں صرف ترتیب ارکان کا فرق ہے۔ یہ بحر اہلِ عرب سے مخصوص ہے جو بطور مسدّس استعمال کرتے ہیں۔ جس کے ارکان دائرہ مفعولات مستفعلن مستفعلن ہیں۔

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ	
مقتضب مثمن سالم	مفعولاتُ مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن	تشریحاتِ اندوہ غم تفسیراتِ ظلم و ستم ملفوظاتِ حسرت فزا مکتوباتِ یاس و الم	[illegible]
" مطوی رکن اول و دوم	فاعلاتُ مفتعلن فاعلاتُ مفتعلن	پیچ و تابِ زلفِ بتاں بیقرار کرنہ مجھے سنبلِ ریاضِ جناں بیقرار کرنہ مجھے	[illegible]
" مطوی مع موقوف مقطوع	فاعلاتُ مفعولن فاعلاتُ مفعولن	ذکرِ یار دل خوش کن۔ شوقِ دید لاحاصل عرضِ حال بے معنی۔ فکرِ وصل لاطائل	[illegible]
" " مطوی مقطوع	فاعلاتُ مفعولن فاعلاتُ مفعولن	ذکرِ یار لا پروا گفتگو سے بے معنی شوقِ دید خود آرا۔ اشتیاقِ لایعنی	مؤلف

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
مقتضب مثمن مقطوع	مفعولاتُ مفعولن مفعولاتُ مفعولن	میرا اشک بے قیمت۔ ہے بارانِ بے موسم میرا اثر کہ لا پروا۔ ہے جراح بے مرہم } مؤلف
〃 مکسوف مخبون	مفعولن مفاعلن مفعولن مفاعلن	در در دل لیے پھرا۔ اُس کا گھر نہیں ملا پھر پھر کر تھکا دیا۔ پہ دلبر نہیں ملا } 〃
مقتضب مثمن مکسوف احذ محذوف	مفعولن فع مفعولن فع	یا رب* یا رب یا رب یا رب اب ہو حاصل میرا مطلب } مؤلف
مقتضب مسدس سالم	مفعولاتُ مستفعلن مستفعلن	میرا یار رنگین قبا گل پیرہن ہے گلگونہ رشکِ گلِ باغِ عدن } مؤلف

* یہ شعر بحر متقارب مثمن اثلم میں بھی آسکتا ہے جس کا وزن فعلن فعلن فعلن فعلن ہے۔

۱۷۔ بحر مجتث

یہ بحر اُردو میں مستعمل ہے۔ مگر سالم غیر مستعمل ہے۔ فروعات استعمال میں آتی ہیں۔ جن ارکان کا اجتماع جائز ہے اُن کے محاذ میں درج ہے۔ اہل فارس مثمن استعمال کرتے ہیں جس کا تتبع شعرائے اُردو نے کیا ہے مگر اہلِ عرب مسدس استعمال

کرتے ہیں جس کے ارکان دائرہ مس تفع لن فاعلاتن فاعلاتن ہیں -

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
مجتث مثمن سالم	مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن	اُس نرگس کی ضد ہی آئے ہو بند اب سر فروشی فریاد ہے بس فروری - بیکار ہے اب خموشی
" " مخبون	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن	جو ساتھ چلنا ہے آتش تو باندھئے کمر اپنی سفر زیارتِ کعبہ کو ہے ضرور ہمارا
" " مخبون مقصور	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات یا فعلان	تمھارے دل میں نظر آئے خاک صورت یار
" " مخبون ابتر	" " " فعْلن	اِس آئینہ میں تو جو ہر غبار باقی ہے
" " مخبون محذوف	" " " فعْلن	گیا وہ شوخ مگر درد اپنا چھوڑ گیا
" " مخبون ابتر یا مخبون محذوف مسکن	" " " فعْلُن	ہوا سوار روانہ غبار باقی ہے
" " مخبون مشعث مقصور	" " " فعلان	ہوا جو رشتۂ اُمید قطع روتا ہوں
" " مخبون ابتر	" " " فعْلُن	وہ تار ٹوٹ گیا ہے یہ تار باقی ہے
" " مخبون مقصور	" " " فعِلات	کسی کی زلف کا سودا گیا شباب کے ساتھ
" " مخبون ابتر	" " " فعلن	مگر بلا تو یہ ہے مار مار باقی ہے

اشعار مثالیہ	ارکان	نام بحر یا فروع بحر
پلا دے اوک سے ساقی جو مجھ سے نفرت ہے پیالہ گر نہیں دیتا نہ دے شراب تو دے	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن فَعِلن	مُجتث
〃 وہ چیز جس کے لئے ہو مجھے بہشت عزیز سوائے بادۂ گلفام مشکبو کیا ہے	فعلات فعْلن	
〃 پیوں شراب اگر خم بھی دیکھ لوں دو چار یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے	فعْلان فعْلن	
[illegible] طریق کس سے یہ سیکھا ہے تو نے جاناں نہ ظاہری ہے محبت نہ غائبانہ	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فاع 〃 〃 〃 فع	مجتث مثمن مخبون مذیل یا مسبغ 〃 〃 مجحوف
〃 〃 ضرور ہے عیاری ملا نہ جاناں رقیب کا ہے فقرہ یہ خاطر انہ	مفاعلن مفعولن مفاعلن فاع 〃 〃 〃 فع	〃 〃 مخبون مشعث مذیل و مسبغ 〃 〃 〃 مجحوف
〃 〃 صنم صنم ہی رٹ ہے شب الم خدا کرے کہیں جائے غم فراق	مفاعلن فعلاتن مفاعلن 〃 〃 مفاعلان	مجتث مسدس مخبون 〃 〃 مذال
〃 مسافر رہِ الفت قدم قدم سطیح دل مضطر بجسد الم	مفاعلُ فعلاتن مفاعلن	〃 〃 مخبون مشکول

واضح ہو کہ چھ بحریں یعنی سریع منسرح خفیف مضارع مقتضب اور مجتث جبکہ

بحالت مسدّس ہوں ایک دوسری سے پیدا ہوتی ہیں۔ بحر سریع کو جس کے ارکان مستفعلن مستفعلن مفعولات ہیں بطور بنیاد لیا جائے تو حسب ذیل نتیجہ برآمد ہوگا۔

اگر دوسرے مستفعلن سے شروع کیا جاوے تو مستفعلن مفعولات مستفعلن بنے گا جو بحر منسرح مسدّس ہے۔

اگر دوسرے مستفعلن کے جزو تفعلن سے شروع کیا جاوے تو "تفعلن مفعولات مستفعلن مس" بنے گا جو بوزن فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن ہے جو بحر خفیف ہے۔

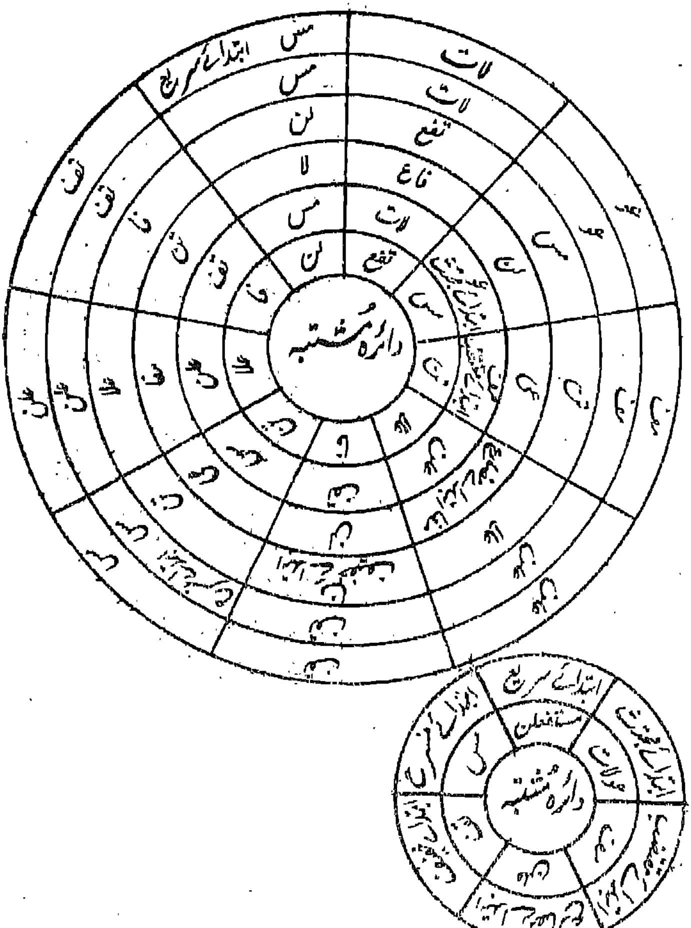
اگر مستفعلن کے جزو علن سے شروع کیا جائے تو "علن مفعولات مستفعلن مستف" بنے گا جو بوزن مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن ہے جو بحر مضارع مسدّس ہے۔

اگر مفعولاتُ سے شروع کیا جاوے تو "مفعولاتُ مستفعلن مستفعلن" بنے گا جو بحر مقتضب مسدّس ہے۔

اگر عولات سے شروع کیا جائے تو "عولات مستفعلن مستفعلن مف" بنے گا جو بوزن مس تفع لن فاعلاتن فاعلاتن ہے جو بحر مجتث مسدّس ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مستفعلن کا جزو تفع جو بحر خفیف اور مجتث میں ہے بجائے لاتن کے واقع ہوا ہے جو وتد مفروق ہے لہذا تفع کو وتد مفروق سمجھنا اور علیحدہ لکھنا چاہیے اس طرح فاعلاتن کا جزو فاع جو بحر مضارع میں ہے بجائے لاتُن کے ہے لہذا اس فاع کو بھی وتد مفروق سمجھنا اور علیحدہ

لکھنا چاہیے بصورت دائرہ صورت ذیل پیدا ہوگی۔ اس دائرہ کو دائرہ مشتبہ کہتے ہیں۔



طبق ثانی یعنی دائرہ مزاحفہ

نام بحر	اوزان اصلی	اوزان مستخرجہ	مثال
سریع	مستفعلن مستفعلن مفعولات	×	ہواب کرم ہواب کرم اے دلدار
منسرح	مستفعلن مفعولات مستفعلن	×	ہواب کرم اے دلدار ہواب کرم
خفیف	تفعلن مفعولات مستفعلن مس	فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن	اب کرم اے دلدار ہواب کرم ہو
مضارع مسدس	علن مفعولات مستفعلن مستف	مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن	کرم اے دلدار ہواب کرم ہواب
مقتضب مسدس	مفعولات مستفعلن مستفعلن	×	اے دلدار ہواب کرم ہواب کرم
مجتث مسدس	عولات مستفعلن مستفعلن مف	مس تفع لن۔ فاعلاتن فاعلاتن	دلدار ہواب کرم ہواب کرم اے

۱۸۔ بحر جدید

یہ بحر بزرجمہر کی نکالی ہوئی ہے فارسی میں بھی کم مستعمل ہے اردو میں سوائے ایک دو فروع کے استعمال میں نہیں ہے۔

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
جدید مسدس سالم	فاع لاتن فاع لاتن مستفعلن	یاد دلبر شغل دل ہے شام و سحر دردِ فرقت روزِ غم ہے بس چارہ گر } جوہر

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
جدید مسدس مرفوع	فاعِ لاتن فاعِ لاتن فاعلن	یادگاری۔ یادگاری۔ یار کی زندگانی۔ زندگانی ہے مری } جوہر
" محذوف	فاع لاتن فاع لن مستفعلن	یادگاری یار ہے ہر دم تری اشک باری روز ہے شاہد مری } "
" مخبون	فَعِلاتن فَعِلاتن مفاعلن	سرِ ناصح اسی غم سے پھرا رہا اُسے چاہے اُسے دیکھے کبھی ذرا } "
" مخبون احذ	فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلُن	عرق اُس کے جو مسوں پر آیا دُرِ غلطاں لبِ ساحل پایا } "

۱۹۔ بحر مشاکل

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
مشاکل مسدس سالم	فاع لاتن مفاعیلن مفاعیلن	مشک سا ہے تری زلفیں ترے کاکل رشک جن سے گلستاں میں کرے سنبل } جوہر

نام بحر یا فروع بحر	ارکان	اشعار مثالیہ
مشاکل مسدس محذوف	فاع لاتن فعولن فعولن	ہائے اکبر کہاں تجھکو پاؤں حال دل کا میں کس کو سناؤں } نوحہ علی اکبر از جوہر
" مکفوف مقصور	فاع لاتُ مفاعیلُ مفاعیل	مشکِ یار تری زلف سیہ فام اشکِ بار مری چشم گہر بار } "
" مکفوف محذوف	فاعلاتُ فعولن فعولن	روز داغِ پسر مجھکو کھانا روز بارِ ستم کا اُٹھانا } نوحہ علی اکبر از جوہر

شعرا فارسی نے بیشتر مثمن اور مسدس بحور سے کام لیا ہے۔ چونکہ اُردو کی شاعری میں فارسی کا تتبع کیا گیا ہے اس لئے اوزان مثمن و مسدس سے ہی کام لیا گیا ہے ورنہ اہل عرب مثلث و مثنیٰ و موحّد سے بھی کام لیتے ہیں۔ اُن کو غیر مانوس سمجھ کر ترک کیا گیا۔ البتہ بعض بحور میں اہل فارس نے شانزدہ رکنی اشعار بھی تحریر کئے ہیں۔ لہذا حسب موقع اُن سے بھی کام لیا گیا ہے۔ علاوہ بحور مندرجہ بالا کے اوزان رباعی اہل فارس نے ایجاد کئے ہیں اور بعض شعرا مثلاً عمر خیام نے انواع شاعری میں صرف رباعیات ہی سے

کام لیا ہے۔ اس لئے رباعی کا بیان بھی لکھنا ضروری سمجھ کر معرض تحریر میں آتا ہے۔

رباعی

متقدمین میں رباعی لکھنے کا دستور نہ تھا۔ یہ گویا اہل فارس کی ایجاد ہے۔ وجہ ایجاد یہ بیان کی جاتی ہے کہ کسی جگہ چند لڑکے گیند سے کھیل رہے تھے۔ ایک ستون حد مقررہ تھا۔ کچھ فاصلہ سے گیند پھینکی جاتی تھی جس کی گیند ستون سے آگے نکل جاتی تھی اسی کی جیت ہوتی تھی۔ ایک لڑکے نے گیند پھینکی جو ستون سے کچھ ادھر ہی رہ گئی۔ مگر اتفاق سے گیند جس جگہ ٹھہرنے کو تھی وہاں سے ستون تک نشیب تھا جس کی وجہ سے گیند خود ستون کی طرف چلی۔ لڑکے کی زبان پر بیساختہ یہ جملہ آیا۔ "غلطاں غلطاں ہمیرود سوے ستون" حسن اتفاق سے رودکی شاعر بھی اُدھر سے گذر رہے تھے۔ انھوں نے یہ جملہ سُنا اور فوراً اُن کے دل میں ایک وزن خاص کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ یہی خیال رباعی کے اوزان کی ایجاد کا باعث ہوا۔ صاحب غیاث "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" کو وزن رباعی قرار دیتے ہیں۔

رباعی کو دوبیتی اور ترانہ بھی کہتے ہیں۔ یہ بحر ہزج میں جسکے ارکان مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن ہیں لکھی جاتی ہے۔ یعنی بحر ہزج کے ارکان و فروعات ارکان استعمال ہوتے ہیں۔ ایک

رکن مفاعیلن سالم آتا ہے۔ باقی نوٗ فروعات استعمال ہوتی ہیں۔ جن کا حال نقشۂ ذیل سے ظاہر ہے۔

نمبر	رکن سالم	نام زحاف	رکن مزاحف	کیفیت
۱	مفاعیلن	برارد	مفاعیلن سالم	
۲	"	قبض	مفاعلن	یہ چاروں ارکان حشو سے مخصوص ہیں دوسری جگہ نہیں آتے۔
۳	"	کف	مفاعیلُ	
۴	"	شتر	فاعلن	
۵	"	خرم	مفعولن	یہ دونوں رکن صدر و ابتدا میں بھی آتے ہیں اور حشو میں بھی مگر عروض و ضرب میں نہیں آتے
۶	"	خرب	مفعول	
۷	"	ہتم	فعول	
۸	"	زلل	فاع	یہ چار ارکان عروض و ضرب سے مخصوص ہیں دوسری جگہ نہیں آتے۔
۹	"	جب	فعَلْ	
۱۰	"	بتر	فع	

رباعی کا پہلا رکن عموماً مفعولُ ہوتا ہے اور دوسرا رکن مفاعِلن ہوتا ہے یا مفاعیلُ۔ تیسرا رکن مفاعیلُ ہوتا ہے اور چوتھا رکن فعولُ ہوتا ہے یا فعلُ۔ تسکین اوسط سے ارکان میں ردّ و بدل بھی کر لیا جاتا ہے۔ مثلاً مفعولُ مُفاعِلن کو مفعولن فاعلن بنا لیتے ہیں اور مفاعیلُ فعولُ کو

مفاعیلف عول یا مفاعیلن فاع کر لیتے ہیں۔

مفعولُ اخرب ہے مفاعیلن کا اور مفعولن اس کا اخرم ہے۔ لہذا اگر پہلا رکن رباعی کا مفعولُ رکھا جائے تو جن اوزان میں مفعول پہلے آئیگا اخرب کہے جائیں گے اور جن میں پہلا رکن مفعولن ہوگا وہ اخرم۔ اہل فن نے رباعی کے ۲۴ اوزان مقرر کر دئے ہیں جن میں سے بارہ[۱۲] اخرب ہیں اور باقی بارہ اخرم۔ ان کے سوا اگر کوئی وزن قائم کیا جائے تو وہ قابل سند نہیں ہے۔ رباعی کے ارکان کی نشست اس طرح ہونی چاہیئے کہ جس کے رکن کے آخر میں سبب ہو تو رکن آئندہ کے ابتدا میں بھی سبب ہونا چاہیئے اور آخر میں وتد ہو تو رکن آئندہ کے شروع میں بھی وتد ہونا چاہیئے۔ کسی نے کہا ہے۔ مصرع

سبب پئے سبب است و وتد پئے وتد است

جن اوزان میں غزل و قصیدہ و مثنوی لکھی جاتی ہے اُن میں رباعی لکھنا درست نہیں۔ البتہ رباعی کے اوزان میں غزل و قصیدہ لکھنا جائز ہے

	بارہ اوزان اخرب کی تفصیل		بارہ اوزان اخرم کی تفصیل
۱	مفعولُ مفاعلن مفاعیلُ فعول	۱	مفعولن فاعلن مفاعیلُ فعول
۲	مفعولُ مفاعلن مفاعیلن فاع	۲	مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع
۳	مفعولُ مفاعلن مفاعیلُ فعَلُ	۳	مفعولن فاعلن مفاعیلُ فعل

	بارہ اوزان اخرب کی تفصیل		بارہ اوزان اخرم کی تفصیل
۴	مفعولُ مفاعلن مفاعیلن فع	۴	مفعولن فاعلن مفاعیلن فع
۵	مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعول	۵	مفعولن مفعولُ مفاعیلُ فعول
۶	مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلن فاع	۶	مفعولن مفعولُ مفاعیلن فاع
۷	مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعل	۷	مفعولن مفعولُ مفاعیلُ فعل
۸	مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلن فع	۸	مفعولن مفعولُ مفاعیلن فع
۹	مفعولُ مفاعیلن مفعولُ فعول	۹	مفعولن مفعولُ مفعولُ فعول
۱۰	مفعولُ مفاعیلن مفعولن فاع	۱۰	مفعولن مفعولن مفعولن فاع
۱۱	مفعولُ مفاعیلن مفعولُ فعل	۱۱	مفعولن مفعولن مفعولُ فعل
۱۲	مفعولُ مفاعیلن مفعولن فع	۱۲	مفعولن مفعولن مفعولن فع

نقشہ مندرجہ بالا میں نمبر ۱ تا ۴ اصل ارکان رباعی کے دکھلائے گئے ہیں۔ مصرع کا آخری رکن نمبر ۱ میں مفاعیلن اہتم۔ نمبر ۲ میں ازل۔ نمبر ۳ میں مجبوب اور نمبر ۴ میں ابتر ہو کر آیا ہے۔ ان چاروں نمبروں میں دوسرا رکن مفاعلن ہے اور تیسرا رکن یا تو مفاعیلُ مجنسہ ہے یا تسکین اوسط سے جزوی بدل گیا ہے چونکہ دوسرا رکن مفاعیلُ بھی ہوتا ہے۔ اس لئے نمبر ۵ لغایتہ ۸ میں اس کو دکھایا گیا ہے۔ نمبر ۹ لغایتہ ۱۲ میں وہی رکن مفاعیلُ بدل کر آیا ہے جس پر تسکین اوسط کا عمل ہوا ہے۔

تیسرا رکن محض مفاعیل ہوتا ہے وہ بھی کہیں اصلی حالت میں اور کہیں تسکین اوسط سے بدل کر مفاعیلن یا مفعولن یا مفعول ہو جاتا ہے۔ چونکہ ہر قسم کی بوجہ زحافات رکن آخر دو بجگہ چار اقسام ہو گئی ہیں۔ اس لئے اگر چار مصرعے مختلف چار اوزان میں ہوں تو اجتماع جائز ہے۔ نیز اگر ایک مصرع قسم اخرب میں ہو اور دوسرا اخرم میں تب بھی اجتماع جائز ہے مثلاً

میر

ہستی نہ کرا سے میر اگر ہے ادراک	مفعولُ مفاعیل مفاعیلن فاع
دامانِ نظر ابد نمط رکھ تو پاک	مفعولُ مفاعیل مفاعیلن فاع
ہے عاریتی جامۂ ہستی تیرا	مفعولُ مفاعیلن مفعولن فع
ہشیار کہ اس پر نہ پڑے گرد و مغاک	مفعولُ مفاعیل مفاعیل فعول

ولہ

ملئے اُس شخص سے جو آدم ہووے	مفعولن فاعلن مفاعیلن فع
ناز اُس کو کمال پر بہت کم ہووے	مفعولُ مفاعلن مفاعیلن فع
ہو گرم سخن تو گرد آئے یک خلق	مفعولُ مفاعلن مفاعیلن فاع
خاموش رہے تو ایک عالم ہووے	مفعولُ مفاعلن مفاعیلن فع

غالب

دُکھ جی کی پسند ہو گیا ہے غالب	مفعولُ مفاعلن مفاعیلن فع
دل رک رک کر بند ہو گیا ہے غالب	مفعولن فاعلن مفاعیلن فع
واللہ کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں	مفعولُ مفاعلن مفاعیلُ فعول
سونا سوگند ہو گیا ہے غالب	مفعولن فاعلن مفاعیلن فع

عروضیانِ فارس نے علاوہ مندرجہ بالا انیس[19] بحروں کے چند اور بحریں بھی بحور بالا سے استخراج کی ہیں۔ جن کا رواج نہیں ہے مگر اس خیال سے کہ کوئی شاعر ممکن ہے ان بحروں میں اشعار لکھے لہٰذا اُس کے جاننے کے لئے نام بحور معہ اوزان ذیل میں درج ہیں۔ جو سب مسدّس ہیں۔

نمبر شمار	نام بحر	ارکان بحر
۱	بحر صریم	مفاعیلن فاعلاتن فاعلاتن
۲	بحر بدیل	مس تفع لن مس تفع لن فاعلاتن
۳	بحر اصم	فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن
۴	بحر قلیب	فاع لاتن فاع لاتن مفاعیلن
۵	بحر حمیم	فاع لاتن مستفعلن مستفعلن
۶	بحر صغیر	مستفعلن مستفعلن مفعولات
۷	بحر سلیم	مستفعلن مفعولات مفعولات
۸	بحر حمید	مفعولات مستفعلن مفعولات
۹	بحر کبیر	مفعولات مفعولات مستفعلن

انیس[19] بحریں جو مشہور عام ہیں عربی و فارسی میں بے تکلف یا بہ تکلف استعمال ہوتی ہیں اور فارسیوں نے جو ۹ بحریں انھیں بحروں

سے استخراج کی ہیں وہ بغیر مستعمل ہیں۔ محقق طوسی معیار الاشعار میں فرماتے ہیں کہ علاوہ ان بحور کے دیگر زبانوں میں اور بحور بھی ہوں۔ یا ہماری ہی زبان میں آئندہ اور بحریں پیدا ہو جائیں۔ یہ قول بالکل درست ہے کیونکہ زبان اردو میں اُستاد مسلم الثبوت میر تقی میر کے یہاں بکثرت ایسے اشعار ہیں کہ اُن کی تقطیع بحور مروّجہ سے بہ تکلّف ہوتی ہے اور بعض جگہ تکلّف سے بھی کام نہیں چلتا۔ اس لئے ایسے اشعار کی تقطیع کے لئے سہل الاصول اوزان کی ضرورت ہے محقق موصوف نے ایک بحر کا نام اورامن تحریر کیا ہے۔ جو زبان پہلوی میں رائج ہے اور جس کو اورامہ کے خُنیاگر استعمال کرتے ہیں۔ اس بحر کا ایک رکن مفعولاتن ہے جو چار اسباب خفیف سے مرکّب ہے۔ یہ سالم بھی مستعمل ہے اور مزاحف بھی۔ اس رکن کے توالی سے اگر ایک بحر قائم کی جائے تو ایسے اشعار کی تقطیع میں سہولت ہو سکتی ہے۔ اشعار مندرجہ تحت کی تقطیع میں بحالت موجودہ متقارب شانزدہ رکنی سے کام چلایا جاتا ہے جس میں یہ تکلّف کرنا پڑتا ہے کہ کہیں رکن مخبون اور کہیں مقطوع استعمال کیا جاتا ہے اور اُن اشعار کی تقطیع میں جن میں عروض یا ضرب مزاحف ہو چہاردہ رکنی بحر کی ضرورت ہوتی ہے جو مروّج نہیں ہے۔ بحر اورامن چار بار مفعولاتن سے مثمّن بھی استعمال ہو سکتی ہے اور مزاحف بھی۔ چونکہ اس بحر کی ترکیب میں چاروں سبب خفیف ہیں اور اشعار میں عموماً سبب اور وتد ملے جُلے ہوتے ہیں اس لئے اوتاد کے اسباب بنانے کا تکلّف کرنا پڑے گا۔ یعنی جہاں دو حرف ساکن مجتمع ہوں

وہاں ساکن دوم متحرک اور اسکے بعد کے حرف متحرک کو ساکن کیا جائیگا۔
جہاں دو متحرک جمع ہوں وہاں ایک متحرک ساکن کیا جائیگا حروف علت
ونون غنّہ وغیرہ معمولاً گرتے رہیں گے۔

نام بحر	ارکان بحر	اشعار مثالیہ
اوراسی مثمن سالم	مفعولاتن مفعولاتن مفعولاتن مفعولاتن	اس بحر میں کیا برجستہ غزل اے ذوق یہ تم نے لکھی ہے ہاں وزن کو جسکے سنکر شاداں روح خلیل و اخفش ہو
" " محذوف	" " " مفعولن	عشق ہمارا در پئے جاں ہے کیسی خصومت کرتا ہے چین نہیں دیتا ہے ظالم جبتک عاشق مرتا ہے ساعد سیمیں ہاتھ میں لاکر دونوں اُسکے چھوڑ دئے بچھوے اُسکے قول و قسم پر ہائے خیال خام کیا جسم کی حالت جی کی طاقت نبض سے کر معلوم طبیب کہنے لگا اچھا نہ کیا ہوگا یہ تو ہے بیمار بہت موئے سر یاران سیہ کا ایک سراسر لشکر ہے ناگ جو ہے اک مار سپید اُس لشکر کا سر لشکر ہے

تاریخ ختم کتاب از مؤلف

چو شد ختم باخیریت ایں کتاب
گل خاطر خیر خواہاں شگفت
ز ہاتف دلم خواست تاریخ ختم
پئے سال تکمیل بالخیر گفت
۱۳۲۳ھ

ضمیمہ اوّل ۔ اقسام شعر

شعر کے لغوی معنی جاننے اور دریافت کرنے کے ہیں۔ مگر منطقیوں کی

اصطلاح میں کلام مخیل و موزوں کو اور شعرا کی اصطلاح میں کلام موزوں مقفیٰ۔
بامعنی کو جو بالقصد کہا گیا ہو شعر کہتے ہیں۔ بخیال بعض شعر کی تعریف میں قافیہ
کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ چنانچہ اہل تحقیق میں سکاکی کا بھی یہی خیال ہے
اور فارسی میں عشوتی کی لکھی ہوئی ایک پوری کتاب ایسی ہے جس میں قافیہ
کی قید نہیں رکھی گئی ہے اور چونکہ یونانیوں کی نظم میں قافیہ کی قید نہیں ہوتی
ہے اس لئے اس کو یونانیہ کہتے ہیں۔ مگر موجودہ شعرا قافیہ کے سخت پابند
ہیں۔ اس لئے شعر کی تعریف میں مقفیٰ ہونا بھی ضروری ہے۔ شعر کی
ابتدا بنی نوع انسان کی ابتدا کے ساتھ ہوئی ہے۔ چنانچہ سب سے پہلا
شعر حضرت آدم سے منسوب ہے۔ یہ ایک مرثیہ ہے جو ہابیل کے قتل
پر بزبان سریانی لکھا گیا تھا۔ فارسی میں شعر سب سے پہلے بہرام گور نے کہا
ہے۔ سب سے پہلی غزل حکیم ابوحفص سغدی نے اور سب سے پہلا قصیدہ
رودکی نے لکھا ہے۔ اردو شاعری کی ابتدائی نشوونما ملک دکن میں ہوئی
ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے شاعر دکنی سمجھے جاتے ہیں۔ مگر اہل تحقیق
اس کا موجد حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو قرار دیتے ہیں۔ اور یہ تحقیق صحیح
بھی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اُن کے کلام میں بعض اشعار نیم فارسی نیم اردو
اور اکثر کہنیاں انمل وغیرہ موجود ہیں۔ گو اُس زمانہ میں یہ زبان بھاکا کہلاتی
تھی۔ مگر فارسی، عربی الفاظ کی آمیزش سے اسی کا نام اردوئے معلیٰ ہو گیا۔
شعر کے اقسام مندرجہ ذیل ہیں:-
مصرع ایک موزوں جملے کو کہتے ہیں مثلاً ذوق۔ زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

(۲) آپ کی یوں ہی خوشی ہے مہرباں یوں ہی سہی

بیت۔ اُس کلام موزوں کو کہتے ہیں جس کے دونوں مصرعوں میں محض قافیہ یا قافیہ مع ردیف ہو مثلاً

میر حسن

یہ حسن و جوانی اور اُس پر یہ غم ستم ہے ستم ہے ستم
نہ سُدھ بُدھ کی لی اور نہ منگل کی لی نکل شہر سے راہ جنگل کی لی

فرد۔ اُس اکیلے شعر کو کہتے ہیں جس کے ایک مصرع میں قافیہ ہو دوسرے مصرع میں خواہ ہو یا نہ ہو۔ مثلاً

تنہا

کیسا با وضع ہے خیال اُنکا بیکسی میں بھی آئے جاتا ہے

ذوق

کہتے ہیں آج ذوق جہاں سے گذر گیا کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

مثنوی۔ متفق الوزن ابیات کے مجموعے کو کہتے ہیں جس کی ہر بیت کا قافیہ جدا گانہ اور مضمون مربوط اور مسلسل ہو۔ مثلاً

شوق لکھنوی

لکھ قلم پہلے حمد رب ودود کہ ہر اک جا پہ ہے وہی موجود
ہمسر اُس کا نہیں ندیم نہیں سب ہیں حادث کوئی قدیم نہیں

میر حسن دہلوی

کروں پہلے توحید یزداں رقم جھکا جس کے سجدہ کو لوح و قلم
سرِ لوح پر رکھ بیاضِ جبیں کہا دوسرا کوئی تجھ سا نہیں

نسیم لکھنوی

ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری　　ثمرہ ہے قلم کا حمد باری
پانچ انگلیوں میں یہ حرف زن ہے　　یعنی کہ مطیع پنجتن ہے

غزل۔ لغوی معنی عورتوں سے بات چیت کرنے کے ہیں۔ مگر اصطلاح میں اُس نظم کو کہتے ہیں جس کے پہلے شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوں۔ یعنی پہلا شعر مطلع ہو اور آخر شعر مقطع ہو جس میں شاعر نے اپنا تخلص ظاہر کر کے غزل کو ختم کیا ہو۔ غزل کے ہر شعر کا مضمون جداگانہ ہوتا ہے۔ باستثنائے اُن اشعار کے جو قطعہ بند ہوں۔ واضع نے تو غزل کو محض کلام عاشقانہ کے لئے وضع کیا تھا مگر اب بضرورت پند و نصائح و ظرافت وغیرہ کے بھی مضامین غزل میں لاتے ہیں۔ اقل تعداد اشعار پانچ اور زائد از زائد پندرہ ہونی چاہیئے۔ مطلع کے بعد کے شعر کو حسن مطلع اور درمیانی اشعار کو بیت الغزل کہتے ہیں۔ مثلاً

میر

کیا کروں شرح خستہ جانی کی　　میں نے مر مر کے زندگانی کی
حال بد گفتنی نہیں میرا　　تم نے پوچھا تو مہربانی کی
تشنہ لب مر گئے ترے عاشق　　نہ ملی ایک بوند پانی کی
بیت بحثی سمجھ کے کم بلبل　　دھوم ہے میری خوش بیانی کی
جس نے کھوئی تھی نیند میر کی کل
ابتدا پھر وہی کہانی کی

دیگر

ہستی اپنی حباب کی سی ہے — یہ نمائش سراب کی سی ہے
نازکی اُس کے لب کی کیا کہیئے — پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے
بار بار اُس کے در پہ جاتا ہوں — حالت اب اضطراب کی سی ہے
نقطۂ خال سے ترا ابرو — بیت اک انتخاب کی سی ہے
میں جو بولا کہا کہ یہ آواز — اُسی خانہ خراب کی سی ہے
آتشِ غم سے دل بجھا شاید — دیر سے بو کباب کی سی ہے
میرؔ اُن نیم باز آنکھوں میں — ساری مستی شراب کی سی ہے

اُستاذ الاستاذ حضرت بیمار

کون پُرساں ہے حالِ بسمل کا — خلق مُنہ دیکھتی ہے قاتل کا
سانس آہستہ لیجیو بیمار — ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا
جانب خنجر کی چال چلتا ہے — نعل قاتل کی زیرپائی کا
دل کے ڈسنے کو بن گیا ناگن — نیلا ڈورا تمری کلائی کا

حضرت اُستاذی تسلیم مرحوم

وہ لیے تیغ سوئے اہلِ نیاز آتے ہیں — ہاں ہاں کیا کرتے ہو کہتے ہوئے ناز آتے ہیں
کونسی شمع کا پروانہ ہوا ہوں یا رب — کہ زیارت کو مری سوز و گداز آتے ہیں
یہی مرنا ہے کہ آتے ہیں جلانے کے لیے — یہی رونا ہے کہ وہ خندہ طراز آتے ہیں

تو وہ چوٹی کا ہے فتنہ تری پابوسی کو — سر کے بل دوڑتے گیسوئے دراز آتے ہیں
بزم سے اُس کی اُٹھائیں تو یہ کہہ بیٹھا دل — ہم بھی کچھ دیر میں اے بندہ نواز آتے ہیں
میں وہ ہوں رند مرے میکدہ میں پانچوں وقت — کان پکڑے ہوئے ارکان نماز آتے ہیں
کالے کوسوں ہے سر منزل جعد جاناں — اُس پہ طُرّہ کہ نشیب اور فراز آتے ہیں
عشق بازی مری عادت ہے محال اس کا ترک — جو شکاری ہیں وہ کب صید سے باز آتے ہیں
کچھ نہ کچھ بھید ہے تسلیم کہ جو آپ کے گھر — آجکل اُن کے بہت محرم راز آتے ہیں

ہنے لو نالہ ہے بے تاثیر سا — موقع پر جاتا ہے سیدھا تیر سا
یہ تمنا ہے ترے فتراک میں — ہیں لٹکنا ایک دن نخچیر سا
وائے ساقی دی نہ اک چلو شراب — ہاتھ پھیلا رہ گیا کفگیر سا
بال بال ابروئے پُرخم کا ترے — کھل رہا ہے جوہر شمشیر سا
حالیہ گو کون جرأت سا ہوا — خوش بیاں کوئی نہ گذرا میر سا
مصحفی اُستاد کے اُستاد ہیں — شکر میں ہوں اے تسلیم دادا پیر سا

ابن قدامہ و ابن رشیق شعرائے عرب نے جو درجۂ تحقیق و علم و فضل میں کمال رکھتے تھے غزل کی یہ تعریف کی ہے کہ جس میں عشق و محبت - شیفتگی و فریفتگی کے بکثرت دلائل موجود ہوں اور اُس کا دار و مدار خاکساری - اطاعت و بے طلبی پر ہو جو کہ رکھ رکھاؤ اور سخت گیری اراذہ کی مخالف ہیں۔

(۲) جس میں اظہار شوق و درد فراق و آرزوئے وصال کا تذکرہ ہو - معشوق کو یاد دلانے والی چیزوں مثلاً بلبل کی آواز - بجلی کی چمک وغیرہ کا

ذکر اور تاسف ہجر و حسرت وصال کا بیان ہو۔

(۳) بہترین غزل گو وہ شاعر ہے جو ایسے خیالات و جذبات کا الفاظ میں اظہار کرے جو عشاق پر عموماً واقع ہوتے ہیں جن کو سن کر ہر عاشق یہ خیال کرے کہ یہ تو بالکل میرے ہی حالاتِ عشق اور واقعات محبت کی تصویر ہے۔ الفاظ شیریں۔ نرم اور خوشگوار ہوں۔ طرز ادا طرب انگیز اور مستانہ ہو۔ عرض حال میں اپنی بڑائی۔ قوت اور مقدرت کا اظہار نہ ہو بلکہ انکسار کا اظہار ہو۔ معشوق کے حفظ مرتبہ کا بھی لحاظ رکھا جائے۔ معشوق کو بازاری۔ بدکار وغیرہ تحقیر کے الفاظ سے مخاطب نہ کیا جائے۔ طرز بیان قریب الفہم ہو۔ زلف و کاکل کا الجھاؤ حد اعتدال سے متجاوز نہ ہو۔ محاورات اگر استعمال کیے جائیں تو ان کا محل و قوع مناسب اور پر لطف ہو۔

بقول حضرت ولی:۔

ولی شعر میرا سراپا ہے درد خط و خال کی بات ہے خال خال

ریختی۔ غزل کی ایک بگڑی ہوئی صورت ہے جس کے موجد سعادت یار خاں رنگین ہیں؛ اس میں عورتوں کی زبان اور ان کے محاورات اور واقعات بیان کیے جاتے ہیں۔ ریختی میں اضافت کا استعمال حتی الامکان نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ عورتیں اضافت کا استعمال بول چال میں بہت کم کرتی ہیں؛ اس کو جان صاحب لکھنوی نے درجۂ کمال کو پہنچا دیا ہے۔ مثلاً۔

چوٹی کا بوجھ اُمی ہی اٹھائے جو یہ کمر پوتا نہیں ہے اتنا بھی مجھ دھان پان میں

مجھ سے آ آ کے جو لڑتے ہیں میاں کے شاگرد یہ تو اُچھر ہیں پڑھائے ہوئے اُستادوں کے

قصیدہ۔ کلام موزوں مثل غزل کے ہوتا ہے خواہ کسی کی تعریف میں ہو یا مذمت میں یا نصائح میں یا عرض حال وغیرہ میں۔ اس کا بھی پہلا شعر مطلع ہوتا ہے۔ ابتدائی اشعار کو تمہید یا تشبیب۔ جہاں سے مطلب شروع ہو اُس کو گریز اور جہاں اصل مطلب کی طرف رجوع ہو اُس کو تخلیص کہتے ہیں۔ تعداد اشعار بارہ سے کم نہ ہو اور زیادہ سے زیادہ سوا سو تک بھی ہو سکتے ہیں۔ بعض شعراء قصیدہ کے درمیان میں غزل بھی شامل کر دیتے ہیں اور چند مطلعے درمیان میں بھی لاتے ہیں۔ بعض قصائد بے تمہید بھی ہوتے ہیں۔ ابتدا سے ہی عرض حال کیا جاتا ہے۔ آخر کے قریب شاعر کا تخلص ہوتا ہے اور آخری اشعار بیشتر دعائیہ ہوتے ہیں۔ قصیدہ میں شاعر اپنا زورِ قلم دکھاتا ہے اور اسی سے اُس کی قابلیت کا اظہار ہوتا ہے۔

ذوق

ہے آج جو یوں خوشنما نورِ سحر رنگِ شفق ۔۔۔ پرتو ہے کس خورشید کا نورِ سحر رنگِ شفق

ہے جوش نسرین و سمن یہ لالہ و گل کا چمن ۔۔۔ تشبیب ۔۔۔ گلشن پہ گویا چھا گیا نورِ سحر رنگِ شفق

ہر سرو قد غنچہ دہن زیبِ چمن شانِ چمن ۔۔۔ ہر سیمبر گلگوں قبا نورِ سحر رنگِ شفق

ساقی مے عشرت سے بھر ساغر کہ ہیں اس رنگ پر ۔۔۔ گریز ۔۔۔ آب و ہوا جائے فضا نورِ سحر رنگِ شفق

جشنِ بہادر شاہ ہے روزِ علوِ جاہ ہے ۔۔۔ ہے اس لئے بہجت فزا نورِ سحر رنگِ شفق

وہ خسروِ روشن گہر جس کو خجل ہو دیکھکر ۔۔۔ ماہ و ثریا و سہا نورِ سحر رنگِ شفق

روکش ہو تیرے رُخ سے کیا نورِ سحر رنگِ شفق ۔۔۔ مطلع ثانی ۔۔۔ ذرہ ہے تیرے فیض کا نورِ سحر رنگِ شفق

اے آفتابِ عزّ و شاں تیری جبیں سے ہے عیاں ۔۔۔ نورِ یقیں رنگِ حنا نورِ سحر رنگِ شفق

اسپِ خابستہ نژادہ نقرہ خنگ باد پا — غیرت سے جس کی اُڑ گیا نورِ سحر رنگِ شفق
اب ذوقؔ کی ہے یہ دعا جب تک ہے شاہنشہا دعا — خورشید و مہ ارض و سما نورِ سحر رنگِ شفق
ہر جشن فرخ ہو تجھے اس طرح آب و تاب سے — ہوں تیرے محتاجِ ضیا نورِ سحر رنگِ شفق
شاہا زمانہ میں ہو تو با آبرو اور سر خرو — ہو جلوہ گر مشرق سے تا نورِ سحر رنگِ شفق

مثلث۔ اُس نظم کو کہتے ہیں جس کے ہر بند میں تین مصرعے ہوں۔
جن میں دو ہم قافیہ ہوں۔ مثلاً

آ گئے وہ تو کچھ گلا نہ رہا — اُن کے کھچنے میں تھا مزا نہ رہا
اے اثرؔ اور تو کچھ نہ رہا

اگرچہ اب دمِ آخر ہے لیکن اے غمخوار — بجبر زندہ ام آئینہ پیش من مگذار
جدا ز یار بخود روبرو شدن ستم است

مربع۔ اُس کو کہتے ہیں جس کا ہر بند چار مصرعے رکھتا ہو۔
تین مصرعے ایک قافیہ پر ہوں اور چوتھے مصرع میں مخصوص قافیہ ہو
مثلاً

ابر نے وقت بہار کھول دیئے ہیں جو کف — بند اول — قطرۂ شبنم گہر لالہ بنا ہے صدف
نالہ کناں بلبلیں باغ میں ہیں ہر طرف — باغ بنا ہے صنم اور ہوا ہے سمن
عشقِ عنادل ہوا جان کا اُس کی عدو — بند دوم — تاک میں صیاد اُدھر گھات میں گلچیں اِدھر
خار کی ہیں برچھیاں توڑنے کو دل جگر — سرو و سنبل بنے صورتِ دار و رسن

قطعہ۔ چند اشعار کے مجموعہ کو کہتے ہیں جس کے پہلے مصرع میں
قافیہ نہ ہو دوسرے مصرع میں قافیہ ہو۔ مگر بعض قطعات میں پہلے مصرع

میں بھی قافیہ پایا گیا ہے جو بصورت شاذ ہے۔ اس کے اشعار کم از کم دو اور زیادہ کی تعداد مقرر نہیں ہے۔ مثلاً شاہ حاتم

جو دیکھا محب کو خرابات میں تو زاہد نے / کہا کہ حیف ہے حاتم کہ تجھ سا دانشمند
نہ خوف تجکو خدا کا نہ ڈر ہے دوزخ کا / کہ اس طرح سے جو پیتا ہے مے یہاں خورسند
دیا جواب یہ میں نے اُسے سنو صاحب / یہ شعر حافظ شیراز کا جو ہوسے پسند
نصیب ماست بہشت اے خدا شناس برو / کہ مستحقِ کرامت گناہ گارانند

دیگر از ذوق

اے ذوق بس نہ آپ کو صوفی جتائیے / معلوم ہے حقیقت ہو حق جناب کی
نکلے ہو میکدہ سے ابھی منہ چھپا کے تم / داب ہوئے بغل میں صراحی شراب کی

دیگر از اکبر الہ آبادی

سید سے آج حضرت واعظ نے یہ کہا / چرچا ہے جابجا ترے حالِ تباہ کا
شیطان نے دکھا کے جمالِ عروسِ دہر / بندہ بنا دیا ہے تجھے حب و جاہ کا
اُس نے دیا جواب کہ مذہب ہو یا رواج / راحت میں جو مخل ہو وہ کانٹا ہے راہ کا
افسوس ہے کہ آپ ہیں دنیا سے بے خبر / کیا جانتے جو رنگ ہے شام و پگاہ کا
یورپ کا پیش آتے اگر آپ کو سفر / گذرے نظر سے حال رعایا و شاہ کا
بدعوت کسی امیر کے گھر میں ہو آپ کی / کمسن حسنوں سے ذکر ہو الفت کا چاہ کا
نوخیز۔ دلفریب۔ گل اندام۔ نازنیں / عارض پہ جن کے بار ہو تارِ نگاہ کا
رُکیے اگر تو ہنس کے کہے اک بت حسیں / دل مولوی یہ بات نہیں کچھ گناہ کا
اُس وقت قبلہ جھک کے کروں آپکو سلام / پھر نام بھی حضور جو لیں خانقاہ کا

رباعی۔ اس کو ترانہ بھی کہتے ہیں۔ اور دوبیتی بھی۔ اس میں چار مصرعے ہوتے ہیں۔ اول و دوم و چہارم میں قافیہ ہوتا ہے۔ تیسرے مصرعے میں کہیں اتفاقیہ قافیہ بھی ہوتا ہے۔ مگر بیشتر نہیں ہوتا۔ یہ بحر ہزج میں لکھی جاتی ہے۔ جس کے خاص اوزان مقرّرہ ہیں۔ جن کا ذکر جوہر العروض میں آچکا ہے۔ مثال (لاعلم)

کب ہم نے بہشت سے کنارا نہ کیا — کب ہم نے گناہ آشکارا نہ کیا
دوزخ میں تو جانے کی بہت کی کوشش — لیکن تری رحمت نے گوارا نہ کیا

غالب

ہیں شہ میں صفات ذوالجلالی باہم — آثار جلالی و جمالی باہم
ہوں شاد نہ کیوں سافل و عالی باہم — ہے ایکے شب قدر و دوالی باہم

مخمّس۔ کسی شعر پر خواہ وہ اپنا ہو یا کسی دوسرے شاعر کا تین مصرعے پہنچائے جاتے ہیں جو اس شعر کے مصرع اوّل کے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ مثلاً

امیر مینائی

مخمّس تیری پانچ انگلیوں کا ایک خاکہ ہے — رباعی چار ابرو کا مقرر سادہ نقشا ہے
جو رنگیں قطعہ ہے یاقوت لب کا ایک ٹکڑا ہے — تری زلف رسا کا شعر اک ادنیٰ سا لٹکا ہے
کرشمہ ہے غزل تیری غزال چشم اسود کا

مسدّس۔ چھ مصرعوں والی نظم کو کہتے ہیں جس کے اوّل کے چار مصرعے باہم ہم قافیہ یعنی دو مطلع ہوں اور پانچواں اور چھٹا علیحدہ ایک قافیہ دار مطلع ہو۔

مہبر

سچ کہو شہر میں صحرا میں کہاں رہتے ہو   ہاں بہت رہتے ہو خوش باش کہ واں رہتے ہو
ان دنوں یاروں کی آنکھوں سے نہاں رہتے ہو   خوش رہو بسر مری جان جہاں رہتے ہو
اک طرف بیٹھے ہوئے ہم بھی لہو پیتے ہیں
عشق کی جان کو دیتے ہیں دعا جیتے ہیں

تضمین۔ اگر کوئی شاعر کسی مشہور شعر یا مصرع پر مصرعے بہم پہنچائے یا اپنے کسی مشہور شعر پر خود مصرعے لگائے تو اس کو تضمین کہتے ہیں۔ مثلاً

ازل سے تا ابد خوباں کی صف میں کیا ہے حق نے تجھکو برگزیدہ
پڑھوں ہوں تیرے آگے شعر استاد میر حسن اے قاتل نگہ دزدیدہ دیدہ
ترا دیدم و یوسف را شنیدم
شنیدہ کے بود مانند دیدہ

مسبع۔ سات مصرعوں والی نظم کو کہتے ہیں یا جس میں تین مطلع ہم قافیہ ہوں اور ساتواں مصرع جداگانہ قافیہ رکھتا ہو۔ مثلاً لمولفہ

یاد جاناں جو مرے دل میں ہے آنے کیلئے   درد دل اُٹھتا ہے پہلو میں بٹھانے کے لئے
خود نہ آئے وہ کبھی درد مٹانے کے لئے   گو مسیحا ہی سہی سارے زمانے کے لئے
وہ خفا بیٹھے ہیں گھر اپنے بلانے کے لئے   چلئے جو مہر کسی روٹھے کو منانے کے لئے
کام واں جانے سے بنتا ہے بگڑتا کیا ہے

مثمن۔ چار مطلعوں والی نظم کو کہتے ہیں جس کے تین مطلع ہم قافیہ ہوں اور ایک مطلع جداگانہ قافیہ رکھتا ہو۔ مثلاً   لمولفہ

کبھی ابرو کبھی مژگاں وہ ہلا دیتے ہیں   کبھی شمشیر کبھی تیر لگا دیتے ہیں
اپنے بیمار کو کیا خوب دوا دیتے ہیں   کہ اُسے زہر کے دو گھونٹ پلا دیتے ہیں
عیسیٰ مُردوں کو بھلا قُم تو سنا دیتے ہیں   وہ تو ٹھوکر ہی سے مُردوں کو جِلا دیتے ہیں

پندِ ناصح کی بھلا دھیان میں لاؤں کیونکر
جو ہوا ایسا اُسے چھوڑنا میں چاہوں کیونکر

معشّر۔ دس مصرعوں کی نظم کو کہتے ہیں جس کے چار مطلع ایک قافیہ رکھتے ہوں اور پانچواں مطلع جُداگانہ قافیہ رکھتا ہو۔ مثلاً   مولف

میں نے کس ناز سے افسوس تھا پالا دل کو   اپنی آنکھوں کا سمجھتا تھا اُجالا دل کو
پہلے چاہا کہ بناؤں نہ شِوالا دل کو   تیرِ مژگاں سے بتوں کے تھا سنبھالا دل کو
رل گیا اک بتِ کافر جو نرالا دل کو   حرمِ سینہ سے کافر نے نکالا دل کو
کھیل کے طور سے پہلے تو اُچھالا دل کو   زلفِ پُر پیچ کے پھر پیچ میں ڈالا دل کو
کہوں کیا تو ہے جو ملے چھیننے والا دل کا   یا تو لے جان بھی اے جان نہیں لا دل لا

ترجیع بند۔ ایک ہی مضمون کے متعلق چند غزلیں ہوں اور ہر غزل کے بعد ایک جُداگانہ مطلع ہو۔ اگر یہ مطلع علیحدہ علیحدہ ہو تو ترجیع بند اور اگر ایک ہی مطلع بار بار آئے تو ترکیب بند کہتے ہیں۔ مثلاً

در ہیں کشادہ رحمتِ ربِّ کریم کے   ہیں عطر بار باغ میں جھونکے نسیم کے
خلعت بٹیں گے لطفِ خدائے رحیم کے   تقسیم ہوں گے ہار ثوابِ عظیم کے

دربارِ عام گرم ہوا اشتہار دو
جنّ و ملک سلام کو آئیں پکار دو

ترجیع بند اور ترکیب بند کلیاتِ مومن دہلوی میں دیکھنے چاہئیں یہاں بخیالِ طوالت ترک کیے گئے۔

مستزاد۔ ایسے شعر کو کہتے ہیں جس کے ہر مصرع کے آخر میں فقرہ نثر مسجع کا لائیں جو مصرع کے مضمون سے مربوط ہو یہ ضروری نہیں ہے کہ جزو بیت ہی ہو۔ مثلاً   انشا

کل محفلِ رنداں میں جو وارد ہوے زاہد   رندوں نے پکڑ کر
ڈاڑھی کو دیا اُن کی لگا بزر قطونہ   اور بجنے لگی گت

مرثیہ۔ وہ نظم ہے جس میں کسی کی موت کا افسوس و ماتم ہو۔ مرثیے ابتدائی زمانہ میں بطور مثنوی لکھے جاتے تھے مگر اب بصورت مسدس لکھے جاتے ہیں۔ جو مرثیے بطور غزل لکھے جاتے ہیں اُن کو سلام اور جو بطور مستزاد لکھے جاتے ہیں اُن کو نوحہ کہتے ہیں۔ مرثیہ کی غرض صرف اظہار غم و الم ہے۔ مگر اب مدح و ذم مثل قصیدہ کے اور بیان مناظر قدرت مثل مثنوی کے اور اظہار فخر خاندانی مثل فخریہ کے مرثیہ میں شامل کر لیا گیا ہے اور مرزا دبیر و میر انیس کی شہرت عام ایسے ہی مرثیوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔

میر ضمیر

جا کے میدان میں کس طرح یہ محبوب لڑے   یہ تو کہیے کہ غلام آپ کے کچھ خوب لڑے
چاہتا تھا کہ کروں ضبط یہ چپ رہتا تھا   پوچھو اکبر سے کہ ہر بات پہ کیا کہتا تھا
چیر کر فوج کو اس پار سے اُس پار گئے   میں نے خود دیکھا کہ دریا پہ کئی بار گئے
پانی تو پی نہیں حیدر کے نواسے آئے   بولے عباسؑ کہ پیاسے گئے پیاسے آئے

میر انیس

راوی نے یہ لکھا ہے کہ اُس دم بحالِ زار　　لائے حسین ہاتھوں پہ اک طفلِ شیر خوار
دن کو ہوا قرانِ مہ و مہر آشکار　　مرجھا گیا پیاس سے بچپن وہ گلعذار
تھا فرطِ غش سے ننھا سا منکا ڈھلا ہوا
باندھے ہوئے تھا مٹھیاں اور منہ کھلا ہوا

کرتا بدن پہ آتا تھا اس رنگ سے نظر　　پڑتی ہے اوس پھول پہ جیسے دمِ سحر
سینہ تھا صاف صورتِ آئینہ جلوہ گر　　گرمی سے ہو گیا تھا شلوکہ عرق میں تر
چھاتی میں دم بدم جو دم اُس کا اٹکتا تھا
گھبرا کے ننھے ہاتھوں کو دیدے پٹکتا تھا

تاریخ۔ اُس نظم کو کہتے ہیں جس سے کسی واقعہ کا سن وسال بحساب حروف ابجد سادہ طور پر یا کسی صنعت کے ساتھ ظاہر ہو۔ جس جملہ یا مصرع سے سال نکلتا ہے اُس کو مادّہ تاریخ کہتے ہیں۔ تواریخ بیشتر بصورت قطعات لکھی جاتی ہیں۔ بہترین تاریخ وہ ہوتی ہے جو پورے مصرع میں ہو۔ اور واقعہ پر دال ہو اور جس میں تعمیہ یا تخرجہ نہ ہو۔ تاریخ کی دو قسمیں ہیں۔ صوری و معنوی۔ صوری وہ جس میں الفاظ سے اعداد سن وسال کا اظہار کیا جائے۔ معنوی وہ جس کے الفاظ کے اعداد سے بحساب جمل یا ابجد سن وسال برآمد ہو۔ تعمیہ سے مراد ایسے حرف یا لفظ سے ہے جو اعداد کی کمی پورا کرنے کو اضافہ کیا جاتے۔ تخرجہ سے غرض اُس حرف یا لفظ سے ہے جس کے اعداد خارج کر کے سن حاصل ہو۔ دس تک کا تعمیہ تخرجہ کرا ہتاً

جائز ہے۔ زیادہ کا معیوب ہے۔ اگر تعمیہ یا تخرجہ صنعت کے ساتھ ہو جیسے نال کٹنے کے ساتھ ہاتف نے کہی۔ تاریخ دختر مومن۔ یعنی دختر مومن کے اعداد سے نال کے اعداد خارج کرنے سے سن پیدائش پیدا ہوتا ہے۔ تو ایسا تعمیہ و تخرجہ جائز ہے اور صنعت میں شمار ہوتا ہے۔ اس فن میں ایک علیحدہ رسالہ لکھا جائیگا۔ (انشاء اللہ تعالی) یہاں بطور مثال چند تواریخ معرضِ بیان میں آتی ہیں۔

تاریخ بنائے قبرستان شہر کلکتہ

سب کو رہنا ہے یہیں شاہ ہو اس میں کہ گدا | باغ ہوں خواہ مکاں سب ہیں فنا ہونے کیلئے
جوہر اس گورِ غریباں کا ہے یہ سال بنا | حشر تک ہے یہی جا چین سے سونے کیلئے

۱۱ھ ۱۲۳

تاریخ بنائے مکان شیخ شمس الدین تاجر مرادآباد

بنائی شمس نے تعمیر عالی | کہ جس کے کنگرے پہنچے فلک پر
لکھی یہ جوہر گویا نے تاریخ | مکاں ہے شمس کا چوتھے فلک پر

۱۳۰۱ھ

ایضاً مکان ثانی

مکانِ شمس کو اللہ دے یہ اوجِ کمال | عروج میں فلکِ انتخاب پر پہنچے
یہی دعا بھی ہے تاریخ بھی یہی جوہر | مکانِ شمس کی نصف النہار پر پہنچے

۱۳ ھ ۱۷

تواریخ انتقال پُرملال حضرت اُستادی منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی ثم لکھنوی مغفور

آہ اُستاد رفت از عالم — وائے تسلیم از جہاں رفتہ
(سنہ الٰہی ۱۳۰۹)

گفت سال وفات او جوہر — طوطیِ دین ز بوستاں رفتہ
(۱۲۹۹ سنہ فصلی) (۱۳۰۹ سنہ ہجری)

در صنعت زبر معہ بینات یا صنعت ملفوظ

ہائے تسلیم اُٹھے دنیا سے — ہر زباں پر ہیں صفاتِ تسلیم
شور محشر ہے بپا عالم میں — کیا قیامت ہے مماتِ تسلیم
حوریں کہتی ہیں بہم حیرت سے — اللہ اللہ درجاتِ تسلیم
کیا کرے کوئی صفت اسے جوہر — منبع فیضِ نبی ذاتِ تسلیم

زبر و بینہ میں فکر جو کی
ہوئی تاریخ وفاتِ تسلیم
(۱۲۹۹ فصلی)

واؤ	فا	الف	تا	تا	سین	لام	یا	میم
۱۳	۸۱	۱۱۱	۴۰۱	۴۰۱	۱۲۰	۷۱	۱۱	۹۰

= ۱۲۹۹ فصلی

ایضاً در صنعت تعمیہ خارجی

اُستادم شیخ انوار حسین　　شد ز دنیا جانب باغِ جناں
سال تاریخش اگر خواہد کسے　　جوہر گریاں دہد از وے نشاں
سال در ملفوظ پیدا میشود
اشک۔ اگر ریزی زچشم خوں فشاں
۵۷۲　　۱۸۸۱ = ۱۳۰۹ہجری

جیم + شین + میم + خا + واو + نون + فا + شین + الف + نون
۵۳　۳۶۰　۹۰　۶۰۱　۱۳　۱۰۶　۸۱　۳۶۰　۱۱۱　۱۰۶ = ۱۸۸۱

الف + شین + کاف　　= ۵۷۲
۱۱۱　۳۶۰　۱۰۱　　۱۳۰۹ ھ

در صنعت زبر و بینات

میر و مرزا۔ ذوق و مومن۔ آتش و ناسخ کی طرح
چل دیئے تسلیم بھی جب جانبِ ملکِ بقا
یہ کہا ہاتف نے جوہر سے بزبر و بینات
ہائے افسوس اور اک بزمِ سخن کا شہ اُٹھا
۱۹۴۹ زبر بیت　　۱۳۰۹ ہجری بینات
پہلے حروف مادہ تاریخ کو بصورت ملفوظ لکھا گیا۔ بعدہٗ سر اسما یعنی

زبر کے اعداد حسب ذیل لئے گئے

ہ + ا + ی + ا + ف + س + و + س + ا + و + ر + ا + ک +
۵ ۱ ۱۰ ۱ ۸۰ ۶۰ ۶ ۶۰ ۱ ۶ ۲۰۰ ۱ ۲۰

ب + ز + م + س + خ + ن + ک + ا + ش + ہ + الف + و + ث + ہ + ا
۲ ۷ ۴۰ ۶۰ ۶۰۰ ۵۰ ۲۰ ۱ ۳۰۰ ۵ ۱ ۶ ۴۰۰ ۵ ۱

۱۹۴۹ سبت

اب باستثنائے سر حروف مابقی حصہ حروف یعنی بینات کے اعداد لئے۔

ا + لف + ا + لف + ا + ین + او + ین + لف + او + ا + لف + اف +
۱ ۱۱۰ ۱ ۱۱۰ ۱ ۶۰ ۷ ۶۰ ۱۱۰ ۷ ۱ ۱۱۰ ۸۱

ا + ا + یم + ین + ا + ون + اف + لف + ین + ا + لف + او +
۱ ۱ ۵۰ ۶۰ ۱ ۵۶ ۸۱ ۱۱۰ ۶۰ ۱ ۱۱۰ ۷

ا + ا + لف
۱ ۱ ۱۱۰

۱۳۰۹ھ

ولہ

دنیا سے گئے جوہر تسلیم سہسوانی
غالب ہوا جب مجھ پر تاریخ کا اندیشہ
ہاتف نے کہے جوہر یہ مصرعے تاریخی
کیا زیرک و نام آور دنیا سے گیا شاعر
۱۳۰۹ ہجری زبر ۱۲۹۹ فصلی بینات

تسلیم سہسوانی دنیا سے گئے جوہر
تاریخ کا اندیشہ غالب ہوا جب مجھ پر
یہ مصرعے تاریخی ہاتف نے کہے جوہر
دنیا سے گیا شاعر کیا زیرک و نام آور
۱۳۰۹ ہجری زبر ۱۲۹۹ فصلی بینات

ولہ

دلم خواست در زبر و ہم بینات — سن رحلت منشی با کمال
یکایک ندائے سروشم رسید — بگو شاہ ملک سخن مرد سال

۱۸ ۹ ۲ ع

"شاہ ملک سخن مرد" کے اعداد بحساب زبر ۱۳۵۰ ہوتے ہیں۔ اور بحساب بینات ۵۴۲ دونوں کا مجموعہ ۱۸۹۲ عیسوی سال رحلت ہے۔

در صنعت ریاضی جمع و تفریق

جب سے تسلیم سخنور ہائے دنیا سے گئے — روح ان کی باغ جنت میں بہین بخشش گئی
ہو گئی تاریخ بے خط۔ تا نثری ہیں آیا نقص — نظم سے خوبی اٹھی۔ اشعار سے بندش گئی

۱۳۱۱ − ۹۰۸ + ۷۶۱ + ۲۴۰ — ۴۹۰ − ۶۱۸ + ۵۶۲ ۳۵۴− ۱۸۹۲ء

در صنعت صوری و معنوی

شد چو استاد اندریں شوال — ہر کسے سال رحلتش گفتہ
سال صوری و معنوی گفتم — شہر شوال حال سہ شنبہ

۱۳۰۹ ہجری

در صنعت نادر

آرزو تھی بصنعت نادر — سال رحلت کا کیجیے ترقیم
ہاتف غیب نے کہا جو ہر — باغ جنت سے مل گیا تسلیم

با	ا	غ	ج	ن	ت	+	ت	س	ل	ی	م
دو	یکصد	ہزار	سہ	پنجاہ	چہار صد		چہار صد	شصت	سی	دہ	چہل
۱۰	۳۰۰	۳۱۳	۶۵	۶۱	۳۰۴		۳۰۳	۷۹۰	۷۰	۹	۳۰۸

۶۸۲ =

+ = ۱۳۱۰ = ۱۸۹۳ء

تاریخ انتقال خالق داد خاں خلف منشی رحیم داد خاں

گلشن دہر سے افسوس گیا خالق داد — یاد کیا آتی ہے اُس گل کی اجل آتی ہے
مثل اشکوں کی اگر صفر گرا دیں جوہر — نقط خالق ہی سے تاریخ نکل آتی ہے
خ ا ل ق — ۶۰۰ ۱ ۳۰ ۱۰۰ — ۱۲ ھ ۱۶

محاسن شعر

محاسن شعر میں صنائع و بدائع شامل ہیں اُس کی دو قسمیں ہیں۔ لفظی و معنوی۔ صنائع لفظی حسب ذیل ہیں۔

صنعت ترصیع۔ شعر کے اجزا یا ارکان اس صورت سے شعر میں رکھے جائیں کہ ایک مصرع کا ہر کلمہ دوسرے مصرع کے ہر کلمہ کے مساوی الوزن ہو اور حرف روی بھی متفق ہوں یعنی ایک مصرع کا قافیہ دوسرے کے موافق ہو۔ مثلاً

آسائش عشاق ہے دیدار روح افزا ترا — آرائش آفاق ہے رخسار بزم آرا ترا

جو کلام اس صنعت میں لکھا جائے اُس کو کلام مرصع کہتے ہیں۔

تجنیس تام۔ الفاظ ایک جنس کے ہوں۔ یعنی صورت میں یکساں ہوں مگر معنی مختلف رکھتے ہوں۔ مثلاً

پانی طبیب دے ہے ہمیں کیا بجھا ہوا — ہے دل ہی زندگی سے ہمارا بجھا ہوا
مقابل ہوئے کیوں بتانِ خطا — ہوئے منفعل تھی یہ اُن کی خطا

تجنیس ناقص۔ الفاظ کتابت میں متفق ہوں مگر حرکات اور معنی میں مختلف ہوں۔ مثلاً

آ رہی ہے یہ صدائے قُمری سرو پر دیکھ ضیائے قمری

تجنیس زائد۔ دو الفاظ ایک جنس کے ہوں مگر ایک میں بمقابلہ دوسرے کے حرف کم یا زائد ہو۔ مثلاً

مہر

صورت انسان کی ہے بخشش وجود مرے ممدوح میں دونوں ہیں موجود

کام میرا بھی ترے غم میں کہوں ہو جائیگا جب یہ کہتا ہوں تو کہتا ہے کہ ہوں ہاں جائیگا

تجنیس مرکب۔ ایک لفظ مفرد ایک لفظ مرکب ہو کتابت اور تلفظ میں یکساں ہو مگر معنی مختلف ہوں۔ مثلاً

مؤلف

یا ضبط فغاں صورتِ پروانہ کریں گے یا شمع رُخِ یار کی پروانہ کریں گے

میر حسن

مُنہ دیکھتے ہی اُس کا آنسو مرا بہانہ رونے کا اپنے یارب اب کیا کروں بہانہ

تجنیس مطرّف مکرّر۔ دو لفظ ایک جنس کے ایک دوسرے کے پہلو میں واقع ہوں اگر ایک میں کوئی حرف زائد بھی ہو تب بھی جائز ہے۔ مثلاً

وہ گل نہیں جو ساتھ تو گلنار نار ہے حالت بغیر رونق گلزار زار ہے

تجنیس مطرف۔ دو لفظ ایک جنس کے ایسے ہوں کہ سوائے حرف آخر کے بقیہ حروف متفق ہوں۔ مثلاً

دلا چشم مست و نگاہِ نگار ہوئے ہیں مجھے تو شراب و شرار

تجنیس خط۔ کتابت دو لفظوں کی تقریباً یکساں ہو مگر تلفظ اور معنی مختلف ہوں۔ مثلاً

معشوق مشکیں خال ہیں   عشاق مسکیں حال ہیں

التزام۔ اُس صنعت کو کہتے ہیں جس میں شاعر تمام نظم میں کسی خاص لفظ کو بار بار لائے۔ مثلاً

مؤلف

تلخی جو دی ہے تو نے تو اے آسماں مجھے   دے اس کا بدلہ اب کوئی شیریں زباں مجھے
شیریں نژاد لکھوں کہ شکر نسب لکھوں   مصری کی ڈلیاں یار کی ہیں گالیاں مجھے
فرہاد کی مثال یہ شیریں فسانہ ہوں   کہتے ہیں دیکھ دیکھ کے پیر و جواں مجھے
شیریں سوال بوسہ جو آئے زباں پہ   تو دے جواب تلخ وہ شیریں دہاں مجھے
پھیکی ہو بات رو برو جس کے نبات کی   شیریں صنم ملا ہے وہ شیریں بیاں مجھے
شیریں دہن ہوا ہے نہ سمجھا نہ ہو کبھی   مدت میں اب کھلا ہے یہ رازِ نہاں مجھے
جو ہر خیال ہے کسی شیریں نگاہ کا   حلوائی کی دکان ہے میرا مکاں مجھے

توشیح۔ ہر مصرع یا ہر شعر کے ابتدا میں ایسے حروف لائے جائیں جنکے اجتماع سے کوئی نام یا عبارت پیدا ہو جائے۔ مثلاً

م ۔ مراد دل و اقفان خدا   ح ۔ حبیب خدا سرور انبیا
م ۔ مددگار امت رسول انام   د ۔ درود و سلام ان پہ بھیجو مدام
} محمد

تلمیح۔ قصہ طلب الفاظ شعر میں لانے کو کہتے ہیں۔ مثلاً

دنگل ہمارا منتخب روزگار ہے   ہر پہلوان رستم و اسفندیار ہے

مقلوب مستوی۔ کوئی مصرع یا شعر ایسے الفاظ سے ترتیب دیا جائے کہ اگر اُن کو پلٹ کر رکھیں تب بھی وہی مصرع یا شعر بجنسہ قائم رہے۔ مثلاً

قلق و درد یاب درد و قلق   قمر ور دید روح رمق
وہ شوخ خوش ہو وہ شوخ خوش ہو   وہ اباس ما ما آرام کیا ہو

منقوط۔ ایسے جملہ یا شعر کو کہتے ہیں جس کے تمام حروف نقطہ دار ہوں۔ مثلاً

بیت بینش بیت جنت   بنے نے جنت بیشش تخفت
پیش شفقت زیب جنت   بے ظن فیض زیب زینت

غیر منقوط۔ جس کو مہملہ و عاطلہ بھی کہتے ہیں وہ فقرہ یا شعر ہے جس کے تمام حروف غیر منقوط ہوں۔ مثلاً   انشا

ہالا و مروحہ آہ سرد کو ہر گام   کہ دل کو آگ لگا کر ہوا ہوا آرام
وہ مراد دل مرا ہمدم ہوا   درد دل کا روگ دل کا کم ہوا
روح کو صدمہ ہوا دل کو ملال   وہ عدو کا والہ و ہمدم ہوا
لامحالہ درد دل ہوگا سوا   گر کرم آرام دل کا کم ہوا
وصل کا وعدہ ہوا دلدار کا   دل ہوا مسرور صدمہ کم ہوا
حال درد دل کا گو رو کر کہا   مسکرا کر گل ہمارا مرہم ہوا
وہ ملا اُس ماہ کامل کو کمال   والہ اُس مہرو کا اک عالم ہوا
درد دل گوہر[۳] ملا اور لا دوا   روگ دل کا مرگ کا ہمدم ہوا

---

[۳] جوہر میں جیم منقوط ہونے کی وجہ سے گوہر تخلص رکھا گیا۔

دبیر

مطلع ہمارا مطلعِ مہرِ ہما ہوا   طاؤس مدح کلک اُڑا اور ہما ہوا

منفصل الحروف۔ اُس شعر کو کہتے ہیں جس کے حروف ایک دوسرے سے نہ ملیں۔ مثلاً

آہ آرام دل آزار آ زرا   آہ آزار دل اک ادا اک ادا

متصل الحروف۔ ایسے الفاظ شعر میں ہوں کہ اگر چاہیں تو اُن کو ملا کر بھی لکھ سکیں۔ مثلاً

بُتِ بے مثلِ شکلِ نقشِ چینی   سُہیلِ حُسن شمعِ مہ جبینی

بتبیمثلشکلنقشچینی   سہیلحسنشمعمہجبینی

رقطا۔ اُس صنعت کو کہتے ہیں کہ شعر میں ایک حرف منقوط ہو ایک غیر منقوط۔ یا جس قدر حروف منقوط متواتر آئیں اُس کے بعد اُسی قدر حروف غیر منقوط بھی آویں۔

غم جاتا جو شوخ آتا   یا غم نہ یہ جا پاتا

بخشش مدار فیض ہمہ زینتِ صدور   غنی عطا و غیث کرم جنت سرور

ذوقافیتین۔ جس کے اشعار میں بجائے ایک کے دو قافیے ہوں۔ مثلاً

مست ہوں مست ہوں خراب خراب   ساقیا ساقیا شراب شراب
دیکھ چھپتا ہے ابر میں خورشید   دُور کر دُور کر نقاب نقاب
منتظر دل ہے یار کے خط کا   قاصدا قاصدا شتاب شتاب
شیوۂ گل رُخاں ہے اے داؤد   غمزہ و غمزہ و عتاب عتاب

اے دل صد اس شمع کا پروانہ ہو پروانہ ہو
اُس نوبہارِ حُسن پر دیوانہ ہو دیوانہ ہو
میری طرف ساغر بکف آتا ہے وہ مستِ حیا
اے دل تکلف برطرف مستانہ ہو مستانہ ہو

حضرت تسلیم سہسوانی

سینہ سے اپنے کچھ تو دوپٹا ہٹائیے   پھولا ہوا گلاب کا تختہ دکھائیے
جاگا ہوا ہوں ہجر کا سوتا ہوں گور میں   شانہ نہ میرا آپ خدارا ہلائیے
تسلیم کب شریف ہو سفلہ کا ملتجی
کیوں سوئے چرخ دستِ تمنا اُٹھائیے

قسم دوم صنائع معنوی

لف و نشر۔ چند الفاظ ایک مصرع میں لائے جائیں اور دوسرے مصرع میں اُن کی شرح کی جائے۔ اگر ترتیب الفاظ مصرع اوّل و ثانی یکساں ہو تو مرتب ورنہ غیر مرتب کہتے ہیں۔ مثلاً

دستِ رنگیں خمِ ابرو۔ رُخِ زیبائے صنم ہُوئے شاخِ مرجاں۔ مہ اوّل۔ گُل گلزارِ ارم
آتش و آب و باد و خاک نے لی غالب وضعِ سوز و نم و رَم و آرام
وہ دہن و زلف و قد مستقیم ماخذ سچ تو یہ ہے میں الف و لام و میم

متضاد۔ شعر میں ایسے الفاظ جمع کئے جائیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوں مثلاً

پناہ بلندی و پستی ہے تو — بن نیستی اور ہستی ہے تو

بلند آسماں تو نے پیدا کیا — زمیں کو گذرگاہ اُس کا کیا

یہ گرمی و سردی و یہ خشک و تر — بہم ہیں باندازۂ یک دگر

متلوّن۔ ایک بیت میں ایک سے زائد اوزان ہوں یعنی مختلف بحروں میں پڑھی جاسکے۔ مثلاً

مہ نو ہے ترا ابرو خط نو صورت ہالہ — گل نو حاصل گلشن ترے رخ کا ہوا والہ

بحر رمل مثمن مخبون۔ مہ نو ہے فعلاتن۔ ترا ابرو فعلاتن۔ خط نو صو فعلاتن۔ رت ہالہ فعلاتن

گل نو حا فعلاتن۔ صل گلشن فعلاتن۔ ترے رخ کا فعلاتن۔ ہوا والہ فعلاتن

بحر ہزج مثمن سالم۔ مہے نو ہے مفاعیلن۔ ترا ابرو مفاعیلن۔ خطے نو صو مفاعیلن۔

رتے ہالہ مفاعیلن + گلے نو حا مفاعیلن۔ صلے گلشن مفاعیلن۔

ترے رخ کا مفاعیلن۔ ہوا والہ مفاعیلن۔

بحر مجتث مثمن مخبون۔ مہے نو ہے مفاعلن۔ ترا ابرو فعلاتن۔ خطے نو صو مفاعلن۔ رت ہالہ فعلاتن

گلے نو حا مفاعلن۔ صل گلشن فعلاتن۔ ترے رخ کا مفاعلن۔ ہوا والہ فعلاتن

مراعات النظیر۔ شعر میں ذکر اُن چیزوں کا کیا جائے جو اس کے مضمون کے رعایات و لوازمات سے ہوں۔ مثلاً

شاہ حاتم

حسرت ہوا سے جا کہنا ارے بے مہر لوگوں کو — بتاتے ہو کمی جس میں چاندنی مرتا کیا کیسے

مبادا کچھ ہوا اس دور میں ساغر کی آنکھیں پھرائے — ایسے اس پیمانہ شکن سے پھر کے پیالہ کیجیے

تجاہل العارف ۔ جان بوجھ کر انجان بننا ۔ مثلاً

ہاں یہ تو سنتیں ہم اُس کا نام — جس کو تو جھک کے کر رہا ہے سلام
تو نہیں جانتا تو مجھ سے سُن — نام شاہنشہ بلند مقام
قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ — مظہر ذوالجلال والاکرام

سوال و جواب ۔ اس صنعت کو مراجعہ بھی کہتے ہیں جس کے ایک مصرع میں سوال اور دوسرے میں جواب ہو یا ایک ہی مصرع میں سوال و جواب دونوں ہوں ۔ مثلاً ۔ مؤلف

جب کہا اے بُت ترا سینہ بھی گذر ہو گیا — یہ ہوا ارشاد مسلکر خاک پتھر ہو گیا
(گلزارِ نسیم) پوچھا کہ ۔ کہا بہت دور — بولیں وہ کہ پھر ۔ کہا کہ مجبور

مبالغہ ۔ حد سے زیادہ تعریف یا مذمت کرنا ۔ کسی بات کو بہت چڑھا کر کہنا ۔ اُس کی تین قسمیں ہیں ۔ تبلیغ ۔ اغراق اور غلو ۔

تبلیغ اُس مبالغہ کو کہتے ہیں جو قرین قیاس ہو اور جس کا وقوع ممکن ہو ۔ مثلاً

اس درجہ ہجر یار میں صورت بدل گئی — خط دیکھے نامہ بر ہے مجھے اضطراب میں

اغراق ۔ جو قرین قیاس تو ہو مگر اُس کا وقوع ممکن نہ ہو ۔ مثلاً

تسلیم سہسوانی

آج ہے اُس شمع رو کی بزم میں یہ اہتمام
ڈھال کر حیدر لی سے اپنی لائے ہیں پروانہ شمع
اُن کے روئے آتشیں سے ہم اُلٹتے ہیں نقاب
پنکھیا کے واسطے لائے ہیں پروانہ شمع

غلو اُسے مبالغہ کو کہتے ہیں جو خلاف قیاس بھی ہو اور غیر ممکن الوقوع بھی ہو۔ مثلاً

ناسخ

دکھائی دیگا فلک ایک نیلوفر کا پھول — ہمارے رونے سے جس دم وفورِ آب ہوا
لاغر یہ ہوئے ہیں کہ نگل جائے جو چیونٹی — اٹکے نہ ہمارا یہ تنِ زار گلے میں

مثال فارسی

نہ کرسی فلک نہد اندیشہ زیرِ پائے — تا بوسہ بر رکاب قزل ارسلاں دہد
ز سُمِ ستوران دراں پہن دشت — زمین شش شد آسماں گشت ہشت

متحمل الضدین۔ جس کو ذو وجہین بھی کہتے ہیں۔ ایسے شعر کو کہتے ہیں جس میں ایک لفظ، دو مختلف معنی پیدا ہوں جو ایک دوسرے کی ضد ہوں۔ مثلاً شعر ذیل میں "لا" کے اُردو میں معنی لانے کے ہیں اور عربی میں انکار کے ہیں۔ مثلاً

مؤلف

اسکو اثبات کہیں سمجھوں دلِ ناداں کہ نفی — طلب جام پہ ساقی سے وہ "لا" کہتے ہیں

ایک شخص نے ایک پیشکار سے پل کو عبور کرنے کا حکم طلب کیا۔ چونکہ حاکم موجود نہ تھا چالاک پیشکار نے ایک گول مول حکم لکھ دیا۔ "روکو مت جانے دو" جس کے دو معنی ہوتے ہیں "روکو۔ مت جانے دو" دوسرے "روکو مت۔ جانے دو"۔

ذو لسانین۔ ایسا جملہ یا شعر ہو جو دو زبانوں میں پڑھا جائے۔

مثلاً

بہارِ زندگی برباد کر دی — قیامت اے دلِ ناشاد کر دی

براعت الاستہلال۔ ابتدائی شعر میں مناسب مضمون اشارہ کرنے کو کہتے ہیں۔ مثلاً گلزار نسیم میں باغ بکاؤلی کا اور انشائے غنیمت میں کہ شاہد و عزیز کی داستان ہے پہلے شعر حسب ذیل ہیں۔ (نسیم)

ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری ثمرہ ہے قلم کا حمد باری
بنام شاہد نازک خیالاں (غنیمت) عزیز خاطر آشفتہ حالاں

بیان قبائح شعر

کچھ نقائص شعر میں قافیہ کے متعلق ہوتے ہیں۔ جن کا بیان قافیہ کے بیان میں آئندہ آئیگا۔ چند یہاں لکھے جاتے ہیں۔

شتر گربہ۔ شعر کے اُس عیب کو کہتے ہیں جس میں ایک مصرع اعلیٰ درجہ کا ہو اور دوسرا نہایت پست۔ مثلاً

یاد اُس بے وفا کی مہماں ہے راحتِ دل ہے راحتِ جاں ہے

اغلاط لفظی و معنوی۔ شعر کی لفظی یا معنوی غلطی کو کہتے ہیں۔ مثلاً ایک مرادآبادی لکھتے ہیں۔

میں غم سے ایڑیاں ہوں زمیں پر رگڑ رہا عیسیٰ بنے وہ بیٹھے ہیں چرخ چہار پر
قدوم یار کی برکت یہ دیکھو کہ گھر اپنا بنا رشک جناں ہے

پہلے شعر میں بجائے چرخ چہارم کے چرخ چہار۔ دوسرے شعر میں قدم کی جمع بجائے اقدام کے قدوم لکھی ہے یہ دونوں لفظی غلطیاں ہیں۔ لفظ برکت بزرگوں کے قدم کے لئے آتا ہے۔ نہ کہ معشوق کے قدم کے لئے۔ یہ معنوی غلطی ہے۔

حشو و زوائد۔ ایسے الفاظ شعر میں لانا جن کے بغیر بھی شعر کے معنی پورے ہوتے ہیں۔ یعنی بھرتی کے الفاظ لانا۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ قبیح۔ متوسط اور ملیح۔

اول قبیح۔ وہ کہ دو لفظ ایک معنی کے لائے جائیں۔ مثلاً

گو نام تیرا ہر دم اے یار بر زباں ہے — پر یاد تیری دل میں پوشیدہ و نہاں ہے

دوم متوسط۔ یعنی ایسے الفاظ لائے جائیں کہ اگر نہ لائے جاتے تب بھی معنی شعر کے پورے ہوتے تھے۔ گویا اُن کا لانا نہ لانا یکساں ہے۔ مثلاً

تمھارے ہجر میں۔ اے دلربا بُت ہمیں — مدام رہتا ہے ہر صبح و شام دل غمگیں

سوم ملیح۔ ایسے الفاظ جن سے سخن میں ملاحت پیدا کی جائے۔ اس قسم کو بعض صنعت میں شمار کرتے ہیں۔ مثلاً

تری تیغ نے جو کہ ہے برق تاباں — سرِ اعدا کے کاٹے۔ جو تھے خوں میں غلطاں

سرقہ۔ جس کے معنی چوری کرنے کے ہیں۔ اس کی بھی تین قسمیں ہیں۔ اوّل دوسرے کا شعر اپنا بیان کرنا۔ دوّم دوسرے کے شعر کے تمام یا بعض الفاظ لیکر کچھ الفاظ اپنے ملا دینا۔ مثلاً ایک مراد آبادی۔

میں ہوں اک مست اگر مر جاؤں — آبِ مے سے مجھے نہلائیے گا
برگ انگور کا دیجئے گا کفن — کسی میخانہ میں دفنائیے گا

[illegible]

حق ترا داد یک زبان و دو گوش — تاکہ دو بشنوی و یک گوئی
بیا ساقی کہ من مردم کفن از برگ تاکم کن — بہ آب مے بدہ غسلم دریں میخانہ خاکم کن

عمر خیام

آمد رمضان و رنگ از رخہا برد   از آمدنش نہ صاف دیدیم و نہ دُرد
درخانہ ما ز خوردنی چیزے نیست   اے روزہ برو ورنہ ترا خواہم خورد

غالب

افطار صوم کی کچھ اگر دستگاہ ہو   اُس شخص کو ضرور ہے روزہ رکھا کرے
جس پاس روزہ کھول کے کھانے کو کچھ نہ ہو   روزہ اگر نہ کھائے تو ناچار کیا کرے

قمی

قمی از میکدہ امروز بشانے برخاست   بکف دست نگارے بکف مینا ئے

میر

میکدہ سے میر جاتا ہے عجب انداز سے   شیشۂ مے ہے بغل میں دست دلبر ہاتھ میں

حزیں

مسّی آلودہ بر لب رنگ پان ست   تماشا در تہ آتش دُخان ست

ناسخ

مسّی آلودہ لب پر رنگ پاں ہے
تماشا ہے تہ آتش دھواں ہے

توارد۔ اگر ایک شاعر کا مضمون دوسرے کے مضمون سے بلا خیال اتفاقیہ مطابق ہو جائے تو وہ توارد ہے۔ یعنی وارد ہونا مضمون ایک شاعر کا دوسرے کے یہاں۔ بلا علم اگر ایسا ہو تو معیوب نہیں ہے۔ یا اگر کسی

شاعر کا مضمون لے لیا جائے اور اپنے لفظوں کا جامہ پہنایا جائے اگر ظاہر نہ ہو یا فصاحت و بلاغت اور حسن ترکیب میں پہلے شعر سے بہتر ہو تو مقبول ہے ورنہ مردود ہے۔ اشعار ذیل تحریر کئے جاتے ہیں جو شعرائے مسلم الثبوت کے ہیں۔ اُن کے یہاں مطابقت مضمون کو توارد سمجھنا چاہیے گو بظاہر صورت سرقہ معلوم ہوتا ہو۔

۱۔ امثلہ سرقہ و توارد شعرائے فارس۔

امیر معزی

مردم بشہر خویش ندارد بسے خطر — گوہر بکان خویش ندارد بسے بہا

انوری

بشہر خویش درون بے خطر بود مردم — بکان خویش درون بے بہا بود گوہر

فرخی

من نگویم کہ ابر مانندی — کہ بباب آید از خردمندی
او ہمی بخشد و ہمی گرید — تو ہمی بخشی و ہمی خندی

فخر خوارزمی

گفتم کہ دست تست بوقت سخا سحاب — مدحیست در نہایت ایجاز و اختصار
او گرید و بخیل دہد چند قطرہ آب — تو خندی و زلطف کنی بذل بیشمار

نظامی

زن از پہلوے چپ گویند برخاست — نیاید ہرگز از چپ راستی راست

جامی

زن از پہلوے چپ شد آفریدہ — کس از چپ راستی ہرگز ندیدہ

۲ - امثلہ دیگر - صائب

بوقتِ تنگدستی آشنا بیگانہ می گردد   صراحی گر شود خالی جُدا پیمانہ می گردد

ایک مراد آبادی

بوقتِ تنگدستی آشنا بیگانہ ہوتا ہے   صراحی جب ہوئی خالی جُدا پیمانہ ہوتا ہے

میر

لذّت سے نہیں خالی جانوں کو کھپا جانا   کب خضر و مسیحا نے مرنے کا مزا جانا

ذوق

مزے جو موت کے عاشق بیاں کبھو کرتے   مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

ساحر بنارسی

پس از مرگ آمد آں رشکِ مسیحا بر مزارِ ما   تو باشی زندہ اے مرگ آمدی آخر بکارِ ما

امیر

بعد مرنے کے مری قبر پہ آئے وہ امیر   فرطِ شادی سے مجھے جان کا غم بھی نہ رہا

ناسخ

طور پر موسیٰ نے جس کا نام رکھا صاعقہ   ایک چنگاری تھی تیرے آتشِ رخسار کی

آتش

طور جس برقِ تجلّی نے کیا خاکِ سیاہ   تیرے آتشکدۂ حسن کی چنگاری تھی

ناسخ

ہے یوں ہی ترک ہوا ہمکو اگر اے فلسفی   ثابت اپنے عالمِ دل میں خلا ہو جائیگا

برق

سمائی دلِ تنگ کی دیکھئے   کہ عالم میں ثابت خلا ہو گیا

میر

لکھے ہے تُو تو کج کر چشم و ابرو — برات عاشقاں بر شاخ آہو

ناسخ

سوال وصل پر ہلنا پہ بر و تیرے ابرو کا — اشارہ ہے برات عاشقاں بر شاخ آہو کا

ذوق

سوال بوسہ کو ٹالا جواب چین ابرو سے — برات عاشقاں بر شاخ آہو اسکو کہتے ہیں

مجروح

سب باتیں اُنھیں کی ہیں یہ سچ بولیو قاصد — کچھ اپنی طرف سے تو تصرف نہیں کرتا

امیر

وہ اور وعدہ وصل کا قاصد نہیں نہیں — سچ سچ بتا یہ لفظ اُنھیں کی زباں کے ہیں

رند

ہرجائی پن کی آپ کے کچھ انتہا نہیں — کٹتا ہے دن کہیں تو کہیں رات آپ کی

ریاض

تمھاری طرح بھی ہوگا نہ کوئی ہرجائی — تمام رات کہیں ہو کہیں ہو سارے دن

غالب

آج میں تیغ و کفن باندھے ہوئے جاتا ہوں واں — عذر میرے قتل کرنے میں وہ اب لائیں گے کیا

تمنا مرادآبادی

حاجت شمشیر براں ہم ضعیفوں کو نہیں — جاتے جاتے قتل گہ تک خود نہ مر جائیں گے کیا

تسخیر مرادآبادی

قتل گہ تک جانے آنے کا بھلا کیا کام ہے — سُن کے مژدہ قتل کا ہم خود نہ مر جائیں گے کیا

تمنا مرادآبادی

مُڑ گئیں واں اُنکی زلفیں رشک سے ہم چھپ گئے — اب رقیبانِ سیہ رو جا کے سُلجھائیں گے کیا

امانت لکھنوی

زلفِ دراز قطع کی ہم سے اُلجھ کے یار نے — جان چھُٹی عذاب سے رد گیا بلا ٹلی

تعقید۔ تقدیم و تاخیر الفاظ کو کہتے ہیں جو باعتبار فصاحت و بلاغت معیوب ہے۔ مگر اس سے کوئی اُستاد خالی نہیں ہے اس لئے پابندی قریب قریب ناممکن ہے۔ مثلاً اسیر لکھنوی

کنگھی سے جانتا ہوں کہ توڑیں گے دانت وہ — بیکا جو گیسوؤں کا کوئی بال ہو گیا

ذوق

بیٹھے بھرے ہوئے ہیں خم مے کی طرح ہم — پر کیا کریں کہ مُہر ہے مُنہ پر لگی ہوئی

صراطِ عشق پر از بسکہ ہے ثابت قدم میرا — دمِ شمشیرِ قاتل پر بھی خوں جاتا ہے جم میرا

دوزخ بھی جائے نعرۂ ہل من مزید بھول — لائیں جو آہ کو شرر افشانیوں پہ ہم

رند

ڈالدی پیپ کلیجوں میں غمِ فرقت نے — غور کرتے ہو تو کرلو جگر افگاروں کے

صبا

غوطے کھلواتی ہیں یہ نہریں تری اے نکتہ چیں — تھاہ اک اک بات کی دو دو پہر ملتی نہیں

داغ

رکھے قدم سنبھل کے رہِ عشق میں کوئی — آگے بھی جس کو ہو کبھی ٹھوکر لگی ہوئی

مومن

سوائے محتسب اسکے کہ اپنے دل کی صورت ہے — سزاوارِ شکستن کون ہے تقصیر شیشہ کی

تاریخ ختم ضمیمۂ اوّل از مؤلف

زفضل خدائے سخن آفریں — مرتّب چو شد ایں بیان سخن
زہاتف چو تاریخ ایں خواستم — ندا کرد شیریں بیان سخن
۱۳ ھ ۴۳

ضمیمۂ دوم یعنی بیان ردیف و قافیہ

لفظ قافیہ قفا و قفو سے مشتق ہے جس کے معنی پیچھے چلنے والے کے ہیں۔ چونکہ یہ بھی ردیف کے پیچھے پیچھے چلتا ہے غالباً اس لئے اس کو قافیہ کہتے ہیں۔ یا قافیہ کے معنی پیرو کے لئے جائیں کیونکہ قافیہ پیرو۔ آخر بیت کا ہے یا یہ کہ شاعر پیروی اُس کی کرتا ہے اس وجہ سے قافیہ کہلاتا ہے۔

اصطلاح شعراء میں قافیہ چند حروف و حرکات کے مجموعہ کو کہتے ہیں۔ جو ہر بیت یا مصرع کے آخر میں یا ایسی جگہ جو بمنزلہ آخر کے ہو بصورت الفاظ مختلف بغیر استقلال بہ تکرار حروف یا حرکات واقع ہو اور جس پر شعر محکم ہو۔

قافیہ کے تعیّن میں اختلاف ہے بعض محض حرف روی کو قافیہ شمار کرتے ہیں جیسے گوہر و جوہر کی "ر" اور بعض تمام کلمہ آخر کو قافیہ قرار دیتے ہیں۔

خلیل ابن احمد موجد علم عروض نے قافیہ کی یہ تعریف کی ہے۔ "قافیہ اُن حرکات کا مجموعہ ہے جو حرف ساکن آخر بیت و حرکت ماقبل ساکن اوّل کے درمیان واقع ہو۔ مثلاً صحابو کاتبا میں پورا لفظ قافیہ ہے اور اگر آخر بیت میں

دو ساکن ہوں تو مجموعہ اُن دونوں ساکنوں اور متحرک ماقبل ساکن اوّل کا قافیہ ہے۔ مثلاً "راست و کاست ہیں"

مختلف الفاظ کی دو صورتیں ہیں۔ اوّل ظاہری۔ دوم معنوی صورت ظاہری یہ ہے کہ گو بظاہر صورت جُداگانہ ہو مگر معنی ایک ہوں۔ مثلاً شعر

نہ غیروں ہی سے الفت ہے نہ مجھ سے ہی محبت ہے

الفاظ الفت و محبت صورتیں جُداگانہ رکھتے ہیں۔ مگر معنی ایک ہیں۔ صورت معنوی یہ ہے کہ بظاہر صورت ایک ہو مگر معنی جُداگانہ ہوں۔ مثلاً شعر

سر جھکا رکھتا ہے اپنا یوں قلم سر اُٹھاتے ہی ہوا تھا سر قلم

بغیر استقلال ہونا یوں ضروری ہے کہ جو کلمہ مستقل طور پر مصرع یا بیت کے آخر میں آتا ہے وہ قافیہ نہیں کہا جاتا بلکہ ردیف سمجھا جاتا ہے۔ ردیف کے لئے قافیہ لازمی ہے۔ قافیہ کے لئے ردیف لازمی نہیں ہے۔ مثلاً

اُس کا زباں سے ذکر کروں گر نہ باربار نارِ نفس کے ساتھ نکلتا ہے یار یار

ردیف و قافیہ دونوں کے لازم ملزوم ہونے میں بعض اختلاف کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض شعرا و متقدمین نے محض ردیف پر ہی اکتفا کیا ہے، قافیہ ضروری نہیں سمجھا مگر متاخرین دونوں کو لازم ملزوم قرار دیتے ہیں۔ بیت کے ہر مصرع میں قافیہ ہوتا ہے۔ غزل و قصیدہ میں مطلع کے ہر مصرع میں بقیہ اشعار میں مصرع ثانی میں۔ قطعہ میں مصرع ثانی میں۔ رباعیات میں مصرع اول و دوم و چہارم میں مگر بعض قطعات میں دونوں ابتدائی مصرعوں میں اور رباعی کے چاروں مصرعوں میں بھی قافیہ لاتے ہیں مگر یہ صورت شاذ ہے۔

بیان حدود قافیہ

حدود قافیہ۔ باعتبار تقطیع پانچ ہیں جو شعر ذیل میں درج ہیں۔
مترادف۔ متواتر۔ کہو پھر تم۔ متدارک کہو پھر تم متراکب۔ کہو پھر تم متکاوس
چونکہ قافیہ میں درمیان ساکن آخر و ساکن اول ایک حرف متحرک ہوگا
یا دو یا تین یا چار۔ اِن سے زیادہ ہونا ناممکن ہے لہٰذا ہر صورت کے لئے
ایک جُداگانہ لقب قرار دیا گیا ہے۔

۱۔ **مترادف**۔ وہ قافیہ ہے جس کے حرف متحرک کے پہلو میں دو
ساکن جمع ہوں جیسے بار و بہار۔ جوشاں و خروشاں۔ مراد یہ ہے کہ اگر بیت
میں دو ساکن ہوں اور وہ اپنے حرف ماقبل متحرک سے مل کر قافیہ بنائیں
تو اُس کا نام مترادف ہے۔

۲۔ متواتر۔ اُس قافیہ کو کہتے ہیں جس کا ایک حرف متحرک دو ساکنوں
کے درمیان میں واقع ہو۔ جیسے دُشمن و پُرفن میں شَ و رَ۔

۳۔ متدارک۔ وہ سہ حرفی قافیہ ہے جس کا پہلا اور دوسرا حرف متحرک
اور تیسرا ساکن ہو یا بالفاظ عروض وتد مجموع قافیہ ہو۔ مثلاً شعر ذیل میں وطن و
چمن میں وطَ اور چمَ۔ شعر

عزّت اُسے ملی جو وطن سے نکل گیا
وہ پھول سر چڑھا جو چمن سے نکل گیا

۴۔ متراکب۔ وہ چہار حرفی قافیہ ہے جس کے تین حروف ابتدائی متحرک

اور چوتھا ساکن ہو یعنی فاصلہ صغریٰ جیسے صُغرِی و نَبُوِی۔ شعر

ہو قناعت ہے یہ حکمِ نُبوَیِ ہو اگر وردِ زباں یا صُمَدِیِ

۵۔ منکاوس۔ اُس قافیہ کو کہتے ہیں جس کے شروع کے چار حرف متحرک اور پانچواں ساکن ہو۔ مثال نایاب ہے۔

بیان حروف قافیہ

حروف قافیہ۔ تعداد میں نو ہیں۔ تاسیس۔ دخیل۔ ردف۔ قید۔ روی۔ وصل۔ خروج۔ مزید و نائرہ۔ ان میں حرف روی قافیہ کی اصل ہے۔ کیونکہ بغیر روی قافیہ کی تمیز و تحقیق نہیں ہو سکتی ہے۔ چار حرف روی سے قبل اور چار بعد میں آتے ہیں جو حسب ذیل منظوم ہیں۔

قافیہ اک حرف ہے اور آٹھ اُسکے ہمنشیں چار پیش و چار پس مرکز ہے وہ یہ دائرہ

حرف تاسیس و دخیل و ردف و قید وپس روی بعدہٗ وصل و خروج و ہم مزید و نائرہ

روی۔ قافیہ کے حرف اصلی کو کہتے ہیں جو قافیہ کے آخر میں بار بار بطور بُنیاد قافیہ کے آئے یا جو بمنزلہ حرف آخر کے ہو جیسے دانا و بینا میں الف کُور و دُور میں رَ۔ قافیہ محض روی سے بدون اور حرفوں کے ہو سکتا ہے۔ مگر بدون روی کے اور حرفوں سے قافیہ نہیں ہو سکتا۔

۱۔ تاسیس۔ اُس الف کو کہتے ہیں جو روی سے پہلے آئے اور درمیان روی اور اُس الف کے ایک حرف متحرک بطور واسطہ کے واقع ہو خواہ وہ حرکت ضمہ کی ہو۔ جیسے تجاہل و تساہل میں خواہ فتحہ کی ہو۔ جیسے خواہر و ساہر

میں خواہ کسرہ ہو۔ جیسے جاہل و کاہل میں۔ التزام تاسیس کا قافیہ میں لازمی نہیں ہے۔ کیونکہ تغافل کا قافیہ گل اور شامل کا قافیہ دل بھی ہو سکتا ہے۔

۲۔ دخیل۔ جو حرف متحرک درمیان روی اور الف تاسیس کے آتا ہے اُس کو دخیل کہتے ہیں۔ جیسے تجاہل ساہر۔ و جاہل میں ہ حرف دخیل ہے۔ تکرار اس حرف کی لازمی نہیں ہے۔ مثلاً جاہل و کاہل کا قافیہ حامل و بسمل بھی آتا ہے۔ ہاں اگر مطلع میں تکرار کے ساتھ آئے تو دیگر اشعار میں بھی اُس کی پابندی ہو تو اولیٰ ہے۔ یعنی اگر علاوہ مطلع کے دیگر اشعار میں بھی تکرار دخیل کی جائے تو مستحسن ہے اور نہ کی جائے تو قابل اعتراض نہیں ہے۔ البتہ یہ ہونا چاہیئے کہ اگر تکرار کی جائے تو جملہ اشعار میں کی جائے۔ یہ نہ ہو کہ چند اشعار میں تکرار ہو اور چند میں نہ ہو۔

۳۔ ردف۔ اگر حرف روی کا پہلا حرف الف ساکن ماقبل مفتوح۔ واؤ ساکن ماقبل مضموم۔ یا یے ساکن ماقبل مکسور ہو یا بالفاظ دیگر اگر حرف روی سے پہلا حرف حروف مدہ سے ہو تو اُس کو ردف کہتے ہیں۔ جیسے شراب و شباب میں الف۔ طہور و غفور میں واؤ اور حبیب و نصیب میں ی حرف ردف ہے۔ ہر سہ امثلہ کے اشعار ذیل میں ہیں۔

نہیں بزم میں جب وہ جان شباب (الف) کہاں کی صراحی کہاں کی شراب

شراب سرخ کو رندوں نے جب طہور کہا (واؤ) جناب پیر مغاں نے ہوالغفور کہا

سر ہے مقتل میں تہِ تیغ حبیب (ی) واہ کیا قسمت ہے اپنی کیا نصیب

ردف بلاواسطہ کو ردف اصلی کہتے ہیں۔ دوسری قسم ردف زائدہ ہے

جس کا بیان آگے آئیگا۔ حرف ردف حروف علّت۔ الف۔ واوٗ یا سے
ہوتا ہے۔ ان میں واو و یا کی دو قسمیں ہیں معروف و مجہول۔ معروف کو مشبعہ
اور مجہول کو ملینہ بھی کہتے ہیں۔ معلوم و مفہوم میں واوٗ معروف اور زور و شور
میں واوٗ مجہول ہے۔ اسی طرح تیر اور شمشیر میں یائے معروف اور بیر و سیر میں
یائے مجہول ہے۔ معروف و مجہول کا اجتماع متقدمین نے جائز رکھا ہے۔
مگر اب قطعی متروک ہے۔

ذوق

گر لکھوں مضموں اپنے نالۂ پرشور کا — لوں صریر خامہ سے میں کام بانگ صور کا

سودا

کیا قلم کو رقم سے ہے منظور — کہ صریر اوسکی سے ہے دل کو سرور
یعنی نواب آصف الدولہ — ہو سلیماں پہنچ کے جس تک مور
لے گیا پیل پیل کو پشّہ — اُس کے آگے کیا جو باہم زور
ختم سودا کرے سخن بدعا — آمیں سب بولیں بندگان حضور

غالب

گئی وہ بات کہ گفتگو تو کیونکر ہو — کہے سے کچھ نہ ہوا پھر کہو تو کیونکر ہو

صائب

اے زبوں در حلقۂ زنجیر زلفت شیرہا — سر بصحرا دادہ چشم خوشت نخچیرہا

ردف زائد۔ اُس حرف ساکن کو کہتے ہیں جو درمیان ردف
اصلی اور حرف روی کے آتے۔ جیسے سانپ و کانپ میں نون۔
دوست و پوست میں س۔ چھ حرف بطور ردف زائد کے آتے ہیں۔ نثر میں

ان حرفوں کے اجتماع سے لفظ "شرف سخن" پیدا ہوتا ہے۔ نظم میں اس طرح ایک مصرع میں لائے گئے ہیں۔

خا و را و سین و شین و فا و نون

مثال خ تاخت و باخت۔ مثال ر کارد و آرد۔ مثال سین آراست و پیراست۔ مثال شین کاشت و داشت۔ مثال ف کوفت و یافت۔ مثال نون۔ خواند و ماند۔ اختلاف ردف کو شعرائے عرب نے جائز رکھا ہے۔ مثلاً سعید کا قافیہ سعود اور حمید کا قافیہ عمود لاتے ہیں۔ اور شعرائے فارس نے بصورت امالہ اسکو قبول کیا ہے۔ مثلاً

سعدی

بقدرت نگہدار بالا و شیب   خداوند دیوان روز حسیب   (امالہ حساب)

نظامی

بہ غوغائے لشکر در آمد شکیب   کہ دست از عنان رفت پا از رکیب   (امالہ رکاب)

مگر شعرائے اردو نے اس کو کسی حالت میں بھی مناسب نہیں سمجھا۔ اگر حروف علت حرکت ماقبل اپنی جنس کے نہ رکھتے ہوں یعنی حرف مدہ نہ ہوں مثلاً اگر واؤ پر بجائے ضمہ کے اور ی پر بجائے کسرہ کے فتحہ ہو تو جیسے جور اور خیر میں تو اس واؤ اور ی کا شمار حرف ردف میں نہ ہوگا۔ بلکہ حرف قید سمجھا جائیگا جس کا بیان آگے آئیگا۔ قافیہ کا دارومدار تلفظ پر ہے نہ کتابت پر پس واؤ خواب اور خویش کی چونکہ بولی نہیں جاتی قافیہ میں بھی اسکا شمار نہ ہوگا۔ مثلاً

حضرت تسلیم

خیال میں بھی نہ اپنا مجھے شباب رہا
وہ کون ہے جسے برسوں کا یاد خواب رہا
میں خفتہ بخت ہوں کیا اُسکا طالع بیدار
رہا میں جاگتا اور یار مست خواب رہا
گئیں نہ شوخیاں تسلیم طبع رنگیں کی
ہمیشہ باغ میں میرے سدا گلاب رہا

۴۔ قید۔ حروف علت جن کی حرکت ما قبل جنسی نہ ہو حروف قید ہیں اُن کے علاوہ اور کوئی دوسرا حرف مقررہ قبل روی بلا فصل آوے تو وہ بھی حرف قید کہا جاتا ہے جیسے درد و سرد میں ر اور سخت و تخت میں خ۔ اہلِ فارس نے دس حرف قید قرار دئے ہیں۔

دس ہیں حرفِ قید یعنی با و خا و را و زا
سین و شین و غین ہے۔ ہے نیز فا و نون و ہا

امثلہ حروف قید (۱) ب = ابر و صبر۔ (۲) خ = تخت و سخت۔ (۳) ر = درد و زرد۔ (۴) ز = رزم و بزم (۵) سین = دست و بست۔ (۶) شین = گشت و ہشت (۷) غین = مغز و نغز (۸) ف = گفت و سفت (۹) نون = سنگ و رنگ (۱۰) ہ = نہر و زہر۔ ان دس حروف کے علاوہ بھی ایسے حرف آتے ہیں جو حرف قید ہو سکتے ہیں جیسے چ ت۔ اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہر حرف ساکن غیر مدہ جو قبل روی آوے تو اُس کا شمار حرف قید میں ہوگا۔ حرف قید کا التزام قافیہ میں ضروری ہے اور اگر شاعر حسب ضرورت حرف قید کے تبادلہ کے لئے مجبور ہو تو بقول فارسیان حرف قریب المخرج سے تبدیل ہو سکتا ہے تاکہ سقم زیادہ نہ ہو۔ مثلاً

چہ مصر و چہ شام و چہ بر و چہ بحر
ہمہ روستا یند و شیراز شہر

مگر شعرائے زمانہ حال نے اس کو بھی متروکات میں شامل کیا ہے۔ حروف مابعد روی حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حرف وصل۔ اُس حرف زائد کو کہتے ہیں جو حرف رَوی کے بعد بلا واسطہ واقع ہوا ور اُس کی پیوستگی سے روی متحرک ہو جائے۔ مثلاً

قاصد ادسے خط دے کے یہ کہہ ہیچو زبانی — اب مجھ کو ستاتا ہے بہت دردِ نہانی

شعر بالا میں نونؔ حرف رَوی ہے اور یؔ حرف وصل۔ حرف روی اور حرف وصل میں فرق یہ ہے کہ حذف روی سے کلمہ مہمل ہو جاتا ہے اور حذف وصل سے بامعنی رہتا ہے۔ حرف وصل کی تکرار ضروری ہے اختلاف وصل جائز نہیں۔ فارسی میں دس حرف بطور وصل آتے ہیں جو اس شعر میں منظوم ہیں۔

ہم الفؔ ہم دالؔ و یاؔ و تاؔ و شینؔ — میمؔ و کافؔ و نونؔ و ہاؔ و حرفِ شینؔ

مثالیں حسب ذیل ہیں جو یا و گویا۔ پایدو تابد۔ شرابی و کبابی۔ گفتارت و رفتارت۔ نامست و بامست۔ سفرم و حضرم۔ مردک و طفلک۔ سفتن و گفتن دیدہ و شنیدہ۔ کلامش و پیامش۔ مگر اردو میں یہ جملہ حروف مستعمل نہیں ہیں صرف الفؔ۔ کافؔ۔ ہاؔ و یاؔ استعمال میں ہیں جیسے گویا مردک۔ دیدہ۔ زبانی۔

۲۔ خروج۔ اُس حرف کو کہتے ہیں جو حرف وصل سے بلا واسطہ پیوستہ ہو مثلاً

تم تو ہماری حضرتِ دل مانتے نہیں
تم جانتے بھی ہو وہ تمھیں جانتے نہیں

اس شعر میں مانتے اور جانتے قافیہ ہے جس میں نونؔ حرف روی۔ تؔ حرف وصل اور یؔ حرف خروج ہے۔ تکرار خروج کی قافیہ میں واجب ہے۔

۳۔ مزید۔ اُس حرف کو کہتے ہیں جو خروج سے بلا فصل پیوستہ ہو۔ مثلاً

میرؔ

موئے سہتے سہتے جفا کاریاں — کوئی ہم سے سیکھے وفاداریاں

اس شعر میں رؔ حرف روی ہے۔ یؔ حرف وصل۔ الف خروج اور نونؔ حرف مزید ہے۔ تکرار حرف مزید کی قافیہ میں واجب ہے۔

۴۔ نائرہ۔ اُس حرف کو کہتے ہیں جو حرف مزید کے بعد بلا فصل آئے۔ مثلاً

الفت نہ بہت جتائیگا — اپنا مطلب بتائیگا

اس شعر میں الف روی ہمزہ حرف وصل یؔ حرف خروج۔ گؔ حرف مزید۔ الف ثانی حرف نائرہ ہے۔ حرف نائرہ کے بعد اگر کوئی حرف آئے تو اُس کو بھی نائرہ ہی کہتے ہیں۔ یعنی مزید کے بعد جس قدر حرف آئیں گے نائرہ کہلائیں گے۔

محقق طوسی فرماتے ہیں کہ "جو حرف بعد روی اور وصل کے آئیں بلکہ حرف وصل بھی اگر متحرک ہو تو سب کا شمار ردیف میں ہونا چاہیے" کیونکہ ردیف کے لئے یہ شرط ہے کہ بتکرار آئے حرف وصل کے بعد بھی جس قدر حرف آتے ہیں اُن کی تکرار بھی ضروری ہے۔ لہذا بعد وصل کے جو کچھ بھی ہے۔ ردیف میں شامل ہو سکتا ہے۔ مگر وصل متحرک کے شامل ردیف ہونے میں تامل ہے۔

ان مذکورہ بالا نو حروف میں تاسیس اور دخیل کی تکرار اختیاری ہے۔ باقی کی تکرار لازمی ہے۔ علاوہ حرف تاسیس اور دخیل کے اور حرف بھی اگر

قبل روی بتکرار واقع ہوں جیسے دہشت و وحشت میں شین اور دقّت و رقّت میں قاف تو یہ لزوم مالایلزم کی تعریف میں آتے ہیں۔

بیانِ حرکاتِ قافیہ

حرکاتِ قافیہ جن کو اعرابِ قافیہ بھی کہتے ہیں چھ ہیں جن کو اس شعر میں ظاہر کیا گیا ہے۔

رَس و اشباع - حذو اور توجیہہ پھر ہے مجریٰ اور اس کے بعد نفاذ

۱۔ رس۔ حرکت ماقبل الف تاسیس کو کہتے ہیں جو سوائے فتحہ کے دوسری ہو ہی نہیں سکتی۔ جیسے شمائل و نسائل میں شَ اور سَ کی حرکت ہے اس لئے حرف تاسیس کی تکرار کے ساتھ حرکت حرف ماقبل کی تکرار بھی ضروری ہے۔

۲۔ اشباع۔ حرکت حرف دخیل کو کہتے ہیں۔ یہ حرکت یا ضمہ کی ہوگی جیسے تداخُل و تناوُل میں یا فتحہ کی ہوگی جیسے ماتَن و جاتَن میں یا کسرہ کی ہوگی جیسے کامِل و شامِل میں۔ اختلاف اشباع کا صرف اُس صورت میں جائز ہے جبکہ روی کے بعد حرف وصل آکر روی کو متحرک کر دے مثلاً

مؤلف

چالوں میں تجھ سے چرخ کرے کیا برابری اے چالباز ختم ہوئی تجھ پہ شاطری

سعدیؒ

چو خواہد کہ ویراں کند عالمے نہد ملک در پنجۂ ظالمے

ورنہ دیگر کسی صورت میں اختلاف اشباع کا جائز نہیں ہے۔

۳۔ حذو۔ حرکت ماقبل ردف وقید کو کہتے ہیں۔ جیسے شراب وشباب میں رؔ وبؔ کی حرکت۔ طہور وغفور میں ہؔ وفؔ کی حرکت اور حبیب ونصیب میں بؔ وصؔ کی حرکت اسی طرح درد وسرد میں دؔ وسؔ کی۔ بخت وتخت میں بؔ وتؔ کی۔ مفت وجفت میں مؔ وجؔ کی اور علم وحلم میں عؔ وحؔ کی حرکت ہے۔ اختلاف حذو کا ردف کے ساتھ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ تیر اور تیر اور طول وقول ہم قافیہ نہیں ہو سکتے۔ البتہ اختلاف حذو کا قید کے ساتھ ایسی حالت میں جائز ہے جبکہ روی متحرک آوے۔ مثلاً

دبیر

یارب جبروتی تجھے زیبندہ ہے ہر سر ترے سجدہ میں سر افگندہ ہے
توحید کا کلمہ بھی پڑھتا ہے دبیر جو تیرے سوا ہے وہ نزایندہ ہے

امیر خسرو علیہ الرحمتہ کی ایک غزل کا پہلا مصرع "بخوبی ہمچو مہ تابندہ باشی" ہے۔ اور اسی غزل کا ایک مصرع "اگر تو ہمنشین بندہ باشی" بھی ہے۔ جو اختلاف حذو یا قید کا کافی ثبوت ہے۔

۴۔ توجیہہ۔ حرف روی ساکن کی حرکت ماقبل کو کہتے ہیں۔ بشرطیکہ روی کے ساتھ کوئی اور حرف قافیہ کا نہ پایا جائے جیسے درد وسر میں دؔ وسؔ کی حرکت۔ کیونکہ اگر حرف روی بسبب اتصال حرف وصل کے متحرک ہو جائیگا تو اُسکا اثر حرکت ماقبل روی پر بھی پڑے گا۔ ایسی حالت میں اُس کو توجیہہ نہ کہیں گے۔ بلکہ حرکت ماقبل روی کہیں گے۔ ورنہ توجیہہ اور اشباع کی تعریف ایک ہو جائیگی۔ ابیات ذیل میں حرف روی کے

ساتھ حرف وصل بھی شامل ہے۔ ایسی صورت میں اختلاف توجیہ جائز ہے۔

مؤلف

مثلِ نجوم وماہتاب کھل گئے موتیا گلاب رنگِ کناں زمین پر کیوں نہ ہو چرخِ چنبری
کہتی ہے گُل کی چُپ ہنسی بول اُٹھے گا آج ہی گویا نسیم سے عیاں ہوتا ہے سحرِ سامری
گرچہ سلف سے لفظ خان رکھتا ہے اُنکا خاندان اب جو ملی لقبی صاحبی ہوتی نہ کیوں بہادری

نوٹ۔ مثال فارسی خاقانی

چشمۂ خضر ساز لب از لبِ جامِ کوثری کز ظلمات بحر جست آئینۂ سکندری
کز حجاز کعبہ را رخصت آمدن بود در حرم خدایگان کعبہ کند مجاوری
پور سبکتگیں توئی دولت ایاز خدمتت بندہ بدور دولتت رنگ روان عنصری

اگر حرف روی کے ساتھ کوئی حرف قافیہ کا شامل نہ ہو تو اختلاف جائز نہیں ہے۔ مثلاً سَر کا قافیہ دُر۔ اور دِل کا قافیہ گُل نہیں ہوسکتا ہے۔

۵۔ مجریٰ۔ حرف روی کی حرکت کو کہتے ہیں۔ جیسے شرابی وکبابی میں بے کی حرکت تکرار اور رعایت اُس کی قافیہ میں لازمی ہے۔ اختلاف کسی طرح جائز نہیں۔

۶۔ نفاذ۔ حرف وصل کی حرکت کو کہتے ہیں۔ اگر خروج کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ اور خروج و مزید کی حرکت کو بھی کہتے ہیں۔ اگر حرف مابعد سے ملا ہوا ہو۔ نائرہ اگر متحرک ہو تو اُس کو بھی نفاذ کہتے ہیں مگر یہ شاذ ہے۔ نفاذ کی تکرار ورعایت ہر حالت میں واجب ہے۔ اِن جملہ الفاظ کے اوائل حروف سے لفظ "راحت من" پیدا ہوتا ہے۔

بیان انواع روی یا القاب قافیہ

روی کی دو قسمیں ہیں ساکن و متحرک پس اگر ساکن ہے اور کوئی دوسرا حرف اُس کے ساتھ پیوستہ نہیں ہے۔ جیسے سر و در تو اُس کو مقید کہتے ہیں۔ اگر روی کے ساتھ حرف وصل مل کر روی متحرک ہو جائے جیسے زبانی و نہانی میں تو اُس کو مطلق کہتے ہیں۔ اگر روی کے ساتھ کوئی دوسرا قافیہ پیوستہ نہ ہو تو اُس کو مقید مفرد یا مجرد کہتے ہیں جیسے دِل و سِل اور اگر روی کے ساتھ حرف وصل بھی ہو جیسے سروری دلبری تو اُس کو مطلق مجرد کہتے ہیں۔

اگر علاوہ حرف روی کے دیگر حروف قافیہ بھی پائے جائیں تو اُسی حرف مقررہ کے ساتھ ملا کر مقید بردف۔ مقید بقید اور اسی طرح مطلق بردف و مطلق بقید یا بخروج یا بمزید وغیرہ کہیں گے۔ اگر روی کے ساتھ حرف قید بھی ہو تو اُسے مردفہ اور اگر خروج و مزید و نائرہ بھی ہوں تو موصولہ کہیں گے۔

بیان عیوب قافیہ

مندرجہ ذیل امور قافیہ میں بطور عیوب سمجھے جاتے ہیں۔

۱۔ اکفا۔ اختلاف حرف روی کو کہتے ہیں۔ جیسے احتیاط کا قافیہ اعتماد۔ صلاح کا قافیہ تباہ اور اسپ کا قافیہ کسب۔ فارسی شعرائے متقدمین نے حروف قریب المخرج میں اس کو جائز رکھا ہے۔ اور اس کو اجازہ کہا ہے۔ مثلاً

روزگارے کن دریں کار احتیاط   زانکہ جز بر تو ندارم اعتماد

لا اعلم

سعدیؒ

کسا نرا درم داد وتشریف واسپ　　طبیعت اخلاق نیکو نہ کسب

مگر یہ سخت عیب ہے اور بقول شمس قیس یہ شعر ہی میں داخل نہیں ہے۔ متاخرین کے یہاں ایسے قافیے متروک ہیں اور شعرائے اُردو نے متاخرین کی پیروی کی ہے اور ان کو عیوب میں شامل کیا ہے۔

۲۔ سناد۔ اختلاف حرف ردف کو کہتے ہیں جیسے زمین کا قافیہ زمان۔ نار کا قافیہ نور اور شناخت کا قافیہ شناخت اور گوشت کا پوست لایا جاوے۔ اہلِ عرب نے اس کو جائز رکھا ہے۔ جو سعید کا قافیہ سعود اور حمید کا قافیہ عمود لاتے ہیں۔ مگر فارسی و اُردو کے شعراء نے اختلاف ردف کو ناجائز قرار دیا ہے اور عیب سمجھا ہے۔

۳۔ اقوا۔ اختلاف حذو (یعنی اختلاف حرکت ماقبل ردف وقید) و توجیہہ (یعنی اختلاف ماقبل روی ساکن) کو کہتے ہیں۔ جیسے کتاب و شراب وِرد و دُرد۔ ہِشت و مُشت۔ سَیر و سِیر میں اختلاف حذو اور زَرد و دُرد میں اختلاف توجیہہ ہے۔ پس ایسا اختلاف جائز نہیں ہے البتہ اگر بوجہ اتصال حرف وصل روی متحرک ہو جائے تو ایسی صورت میں اختلاف جائز رکھا گیا ہے۔ مثلاً

مثال اُردو

چشم اُس کی نشہ سے جب گلابی ہو جائے　　صوفی اُسے دیکھے تو شرابی ہو جائے
دکھلائے جو وہ روئے کتابی اے ذوقؔ　　سب مدرسہ کافر کتابی ہو جائے

مثال فارسی

باحسن و جمال تو پری را   دعویٰ نہ شود برابری را
چشم تو بیک نگاہ جادو   آموختہ سحر سامری را عرفی

۴۔ ایطا۔ قافیہ یا جزو آخر قافیہ کی تکرار کو کہتے ہیں۔ خواہ لفظی ہو خواہ معنوی اور اگر اُس جزو کو جدا کر دیں تو جزو باقیماندہ مہمل نہ رہے۔ اگر باقیماندہ میں حرف روی مشترک ہو تو ایطا نہیں ہے اور اگر مشترک نہ ہو تو ایطا ہے۔ ایطا کی دو قسمیں ہیں۔ جلی و خفی۔

جلی۔ اُس کو کہتے ہیں جس میں ایک ہی لفظ ہم معنی یا اجزائے الفاظ کی تکرار نمایاں ہو۔ یعنی سرسری طور پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو سکے۔ جیسے الف و نون کی تکرار۔ یاران و دوستان۔ گنہگاران و خطاکاران میں۔ الف و نون فاعلی کی تکرار خنداں و گریاں درخشاں و تاباں میں۔ مگر بعض اساتذہ فارسی کے یہاں اس پر لحاظ نہیں کیا گیا ہے۔ مثلاً کلیم

بگوش گل چہ سخن گفتۂ کہ خندانست   بعندلیب چہ فرمودۂ کہ نالانست

یا و نون نسبت جیسے رنگین چوبین وغیرہ میں۔ مگر یہ بھی اساتذہ کے یہاں موجود ہے۔

اسمٰعیل کمال

از خاک چو آید گل رنگیں بیروں   اندوہ کنم از دل غمگیں بیروں
کردند نظارہ را عروسان چمن   سرہا ز دریچہ ہائے چوبیں بیروں

الف و ہ جمع کی تکرار لالہ ہا و ہالہ ہا میں ہم معنی الفاظ و جزو الفاظ کے تکرار جیسے ہنر و نیکوتر۔ فسونگر و ستمگر میں باخرد مند و دردمند۔ جفا شعار و ستم شعار

میں۔ چونکہ ایطائے جلی عیب فحش ہے اس لئے اس کا عمل ناجائز ہے۔ البتہ ایسے قصیدے میں جو بیس بیت سے زائد طولانی ہو۔ بعد بیس بیت کے روا رکھا ہے جو دو تین جگہ سے زائد نہ آئے اور ایسی بیتوں کے درمیان فاصلہ بھی ہو متواتر نہ ہوں۔

خفی۔ اُس کو کہتے ہیں جس میں جزو قافیہ کی تکرار ایک معنی میں بادی النظر میں ظاہر نہ ہو۔ مثلاً دانا و بینا۔ آب و گلاب میں۔ بعض نے اس کو عیب سمجھا ہے اور بعض نے عیب مخفی ہونے کے خیال سے جائز رکھا ہے۔ تکرار نفی و اثبات کی فارسی و اُردو میں ناجائز ہے جیسے برفت و نرفت یا گیا و نہ گیا میں مگر تکرار امر و نہی کی جائز ہے جیسے بیا و مبیا یا آجا و چلا جا۔

اگر قافیہ یا اُس کا جزو آخر بظاہر مکرر آئے مگر اُس کے معنی جدا گانہ ہوں یا پہلے مصرع کا قافیہ دوسرے مصرع کے قافیہ میں شامل ہو مگر جزو اصلی ہو ترکیبی نہ ہو تو وہ ایطا کی تعریف میں نہیں آتا ہے۔ مثلاً

ذوق

اُس نے مارا رُخِ روشن کی دکھا تاب مجھے ... چاہئے بہر کفن چادرِ مہتاب مجھے

ایضاً

موے سر یاران سیہ کا ایک سر آسر لشکر ہے ... ناگ جو ہے اک مار سپید اس لشکر کا سر لشکر ہے

کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا ... جو آپ ہی مر رہا ہو اُس کو گر مارا تو کیا مارا

غالب

پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا ... دل جگر تشنۂ فریاد آیا

ہے بزم بُتاں میں سخن آزردہ لبوں سے ... تنگ آئے ہیں ہم ایسے خوشامد طلبوں سے

میر حسن

مجھے بخشیو میرے پروردگار کہ تو ہے کریم اور آمرزگار

۵۔ غلو۔ اس کو کہتے ہیں کہ حرف روی ایک مصرع میں ساکن اور دوسرے میں متحرک ہو۔ مثلاً

حافظؒ

صلاحِ کار کجا ومنِ خراب کجا ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تابکجا

شعر بالا میں بصورت ظاہری روی مصرع اول میں ساکن ہے مگر بلحاظ علم عروض ساکن نہیں ہے۔ کیونکہ عروضی ساکن ودم یا حرف موقوف کو تقطیع میں متحرک بنا لیتے ہیں۔ اس لیے مصرع اوّل کی ساکن ب متحرک ہونے سے غلو کا عیب شعر میں باقی نہیں رہتا ہے۔

۶۔ تعدی۔ اگر حرفِ وصل جو بعد روی آتا ہے ایک مصرع میں ساکن اور دوسرے میں متحرک ہو تو اُس کو تعدی کہتے ہیں۔ اگر وزن میں خلل نہ ہو تو جائز ہے ورنہ عیب ہے۔ مثلاً

رونے سے مجھے ہر ایک دَم کام کیا یوں ہی ہے تیرا چشمِ نَم نام
آنسو ہیں مرے دلا عجب چیز یکساں ہے اُنھیں جو کوچ و مقام

چونکہ چوتھے مصرع کا وزن باقی تین مصرعوں کے وزن سے موافق نہیں ہے اس لیے یہ تعدی ہے اور عیب میں داخل ہے۔ اگر مقام کے قاف کو مشدّد (مقّام) پڑھا جائے تب موزوں ہوتا ہے۔ مگر یہ صریح لفظی غلطی ہو جائے گی۔

۷۔ قافیہ شائیگان۔ اُس قافیہ کو کہتے ہیں جس میں حرفِ زائد کو حرفِ اصلی کے ساتھ قافیہ گردانیں جیسے دلبران و مردماں کا قافیہ جان و زمان کے ساتھ اور آہنیں و رنگیں کا قافیہ نسرین و چین کے ساتھ اور بُرّاں و لرزاں و خنداں و گریاں کا قافیہ کمان و پیکان کے ساتھ قرار دیں۔ اہلِ فن نے اُس کو بھی ایطائے جلی میں شامل کیا ہے۔ مگر مستند اساتذہ کے یہاں موجود ہے مثلاً

ذوقؔ

حکم دے تو جو شہا واسطے قربانی کے سعد ذابح بھی کرے ایسا چھری کو بُرّاں
گاؤ گردوں نہ فقط خوف سے اُسکے کانپے بلکہ ہو زیرِ زمیں گاؤ زمیں بھی لرزاں
ہو کے سرسبز بہارانِ کرم سے تیرے شاخِ ہر گل چمنِ دہر میں ہو شاخ کمان
بلکہ حیرت کی نہیں جا کہ سرِ شاخِ خدنگ روشِ غنچۂ گل ہوئے شگفتہ پیکاں

میر حسنؔ

کروں اُس کے رُتبہ کا کیا میں بیاں کھڑے ہوں جہاں باندھ صف مرسلاں
غنیمت شمر صحبتِ دوستاں کہ گل پنج روز است در بوستاں

صاحبِ غیاث نے شائیگان کی یہ تعریف کی ہے کہ صیغہ اسم فاعل یعنی گریاں و خنداں کو لفظ زمان و خندان کا قافیہ کریں۔ جن میں الف و نون اصلی ہے۔ یا کہ یٔ و نونِ نسبتی کو جیسا آہنیں و سیمیں میں ہے۔ اُس کا قافیہ چین اور کمین لائیں جن میں یٔ و نٓ اصلی ہے۔ یا دوستاں و یاراں جن میں الف و نون جمع کا ہے اُن کا قافیہ کمان و زمان لائیں۔ جن میں الف و نون اصلی ہے تو اُس کو قافیہ شائیگان کہتے ہیں۔ مگر ایسا قافیہ صرف

ایک جگہ لانا درست ہے۔ ایک جگہ سے زیادہ لانا عیب میں داخل ہے۔
۸۔ قافیہ معمولہ۔ اُس کو کہتے ہیں جو ترکیب یا تحلیل کے بعد قافیہ ہونے کی صلاحیت رکھے۔ اس لئے اس کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل قافیہ ترکیبی دوم قافیہ تحلیلی۔
ترکیبی۔ وہ قافیہ ہے کہ ایک مصرع میں ایک قافیہ لائیں اور دوسرے مصرع میں ترکیب سے اُس میں کچھ تصرّف کریں سلہ

ذوقؔ

سا قیا ہوں نہ صبوحی کی جو عادت والے
صبح محشر کو بھی اُٹھیں نہ ترے متوالے
شکر پردے ہی میں اُس بُت کو حیا نے رکھا
ورنہ ایمان گیا ہی تھا خدا نے رکھا
نہ گیا مر کے بھی اُس مصحفِ رخسار کا شوق
کہ رہا گور پہ قرآن سرہانے رکھا

غالبؔ

درد منّت کشِ دوا نہ ہوا
میں نہ اچھا ہوا بُرا نہ ہوا
رہزنی ہے کہ دل ستانی ہے
لیکے دل دلستاں روانہ ہوا

ذوقؔ

رونے کی تجھے لہر جو اے چشم تر آئی
کوسوں نظر آئیگا نہ تاپو نہ ترائی

مثال فارسی۔ حافظؒ

ستم از بادۂ شبانہ ہنوز
ساقی ما نرفتہ خانہ ہنوز
مے کشتی وبہ غمزہ می گوئی
توبہ کردی ز عشق بانہ ہنوز

تحلیلی - وہ قافیہ ہے کہ ایک مصرع میں سالم قافیہ رکھا جائے اور دوسرے مصرع میں تحلیل کیا جائے یعنی ایک جزو قافیہ میں رہے اور دوسرا جزو ردیف میں شامل کر دیا جائے۔ مثلاً

مؤلف

کس مہر لقا سے ہم نے یاری کی ہے ۔۔۔ حالت ناگفتنی ہماری کی ہے
آیا شب کو تو ہو گیا دن روشن ۔۔۔ دن کو جو گیا تو شب کی تاریکی ہے

مثال فارسی

ہر چند ز دہر نامرادی داریم ۔۔۔ لاکن بغم عشق تو شادی داریم
اے دل چو غمست تا بحر شادیست وصال ۔۔۔ شادی کن و غم مخور کہ با دیدار یم

قافیہ معمولہ کو اہلِ فن نے عیوب قافیہ میں شامل کیا ہے مگر شاعران زمانہ حاضرہ اُس کو بجائے عیب کے صنعت میں شمار کرتے ہیں۔ اور ہے بھی واقعی۔ کیونکہ ایسا قافیہ آمد سے نہیں حاصل ہوتا بلکہ آورد سے پیدا کیا جاتا ہے اس لئے وہ عیب نہیں بلکہ صنعت ہے۔

بعض اساتذہ اُردو نے بعض ایسے قافیے بھی نظم کئے ہیں جو بظاہر صریح معیوب معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً

میر حسن

لئے ہاتھ میں بیلچے مالنیں ۔۔۔ چمن کو لگیں دیکھنے بھالنے

آتش

حسن کس روز ہم سے صاف ہوا ۔۔۔ گنہ عشق کب معاف ہوا

آتش

زہر پرہیز ہو گیا مجکو — درد درماں سے المضاف ہوا (المضاعف)

سودا

عاشق تو نامراد ہیں پر اس قدر کہ ہم — دل کو گنوا کے بیٹھ رہے صبر کر کے ہم

صبا

اثر ہوتا ہماری گر دعا میں — لگ اٹھتی آگ سب ارض و سما میں

کفن کیا عشق میں میں نے ہے پہنا — ایضاً — کھنچے لوہو میں بہتیروں کے جامے

قائم

بھلا اے ابرِ مژگاں ٹک تو بس کر — ابھی تو کھل گیا تھا تیں برس کر

بہارِ عمر ہے قائم کوئی دن — ایضاً — اسے جوں گل پیارے کاٹ ہنس کر

مگر قافیے کی بنیاد چونکہ تلفظ پر ہے نہ کتابت پر اس لئے اشعار بالا کے قوافی میں غالباً محض تلفظ کا لحاظ کیا گیا ہے۔ کتابت کو نظر انداز رکھا ہے ورنہ ایسے مسلم الثبوت اُستادوں سے ایسا سہو نا ممکن ہے۔

بیان ردیف

ردیف کی ایجاد اہلِ فارس نے کی ہے۔ متاخرین شعرائے عرب نے اہلِ فارس کا تتبع کیا ہے اور اب عربی اشعار میں بھی ردیف استعمال ہوتی ہے۔ ردیف کے لغوی معنی گھوڑے پر سوار کے پیچھے بیٹھنے کے ہیں مگر اصطلاح میں کلمہ مستقل کے قافیہ کے ساتھ بہ تکرار آنے کو کہتے ہیں۔ عموماً ردیف قافیہ کے بعد ہی آتی ہے۔ مثلاً ذیل کے شعر میں

جانے اور منانے قافیہ ہے اور "ہیں" ردیف ہے۔

مؤلف

وصل میں جب وہ روٹھ جاتے ہیں گدگدا کر انھیں مناتے ہیں

مگر بعض اوقات ردیف قافیہ سے پہلے بھی آتی ہے۔ مثلاً

مؤلف

محفل میں ترے رہتے ہیں اے یار سبھی مجکو بھی طلب کرے تو اے یار کبھی

اغیار کی الفت میں ہوا تو بدنام میں تجھ سے کہا کرتا تھا اے یار جبھی

اشعار بالا میں "اے یار" ردیف ہے جو قافیہ سے پہلے آئی ہے مگر یہ صورت کمتر ہے۔ ایسی ردیف اور نیز اُس ردیف کو جو دو قافیوں کے درمیان آئے حاجب کہتے ہیں۔

شاہ نصیر

کیا خوش ہو کوئی صحبتِ دلگیر سے دلگیر ہنستی نہیں دیکھی کبھی تصویر سے تصویر

داغ

جو بکدلی ہو تو ہو بات کا یقیں سے یقیں کہاں سے ہاں ہے مرے مہرباں نہیں سے نہیں

مؤلف

مشتاقِ زیارت کا تری دل ہے کمال اے بت تجھے خالق سے وہ حاصل ہے جمال

بارِ غم فرقت میں اٹھاؤں کب تک پتھر کی اٹھے شیشہ سے اک سل ہے محال

ردیف کا بصورت لفظ یا الفاظ مستقل ہونا ضروری ہے مگر معنی بھی ایک ہی ہونا ضروری نہیں ہے محض بلحاظ کتابت صورت یکساں ہونی چاہیے۔

پہلو میں اُنکے بیٹھے اُونچے مکان پر ہیں　　اب ہم زمین پر ہیں یا آسمان پہ ہیں
تیوڑھا کے تم نہا کر ایسے جاں پری بنے ہو　　شانوں پہ ہیں یہ زلفیں یا میری جان پر ہیں
جوہر کا ہم سے رندو کیا پوچھتے پتہ ہو　　کل سے خبر نہیں ہے وہ کس دُکان پر ہیں

لفظ الفاظ مستقل کے لانے کی اس لئے ضرورت ہوئی کہ بعض اوقات سوائے ایک جزو کے کل مصرع ردیف ہوتا ہے۔ مثلاً

مؤلف

قافیہ　ردیف　　قافیہ　ردیف
اے درد بہت ستایا تو نے　　بے درد بہت ستایا تو نے

قافیہ　ردیف
اک جان رہی ہے بس سو وہ بھی　　لے درد بہت ستایا تو نے

قافیہ　ردیف　　قافیہ　ردیف
زر تیرے لئے دینے کو تیار ہوں میں　　سر تیرے لئے دینے کو تیار ہوں میں

لاعلم

قافیہ　ردیف
دل دے ہی چکا کیا ہے تعجب جاں بھی　　گر تیرے لئے دینے کو تیار ہوں میں

جامیؒ

قافیہ　ردیف　　قافیہ　ردیف
من در غم ہجر و دل بدیدار تو خوش　　تن در غم ہجر و دل بدیدار تو خوش
تا کے چشم سرشک حسرت ریزد　　اندر غم ہجر و دل بدیدار تو خوش

دیگر

قافیہ ــــ ردیف	قافیہ ــــ ردیف
با من بودی ترا نمی دانستم	یا من بودی ترا نمی دانستم
رفتم چو من از میان ترا دانستم	تا من بودی ترا نمی دانستم

تاریخ ختم کتاب معہ ضمیمجات از مؤلف

چوں بانجامش رسیدہ ایں کتاب
از طفیل حضرت ایزد تعال
شائقان پرسید وقت اختتام
ختم شد ۔ تاریخ گفتم بہر سال
۱۳۴۴ھ

مُقربے استعدادی احقر احمد شاہ بیگ جوہر مرادآبادی

تواریخ اشاعت کتاب ھذا

تواریخ اشاعت از مؤلف

کتاب عروض ورد یف وقوافی
زمطبع جو بہر اشاعت برآمد
پے سال تاریخ جوہر نوشتم
دل افروز شاہد زخلوت برآمد
۱۹۲۷ء

گرم بازاری گئی جب فارسی کی ہند سے
ہوگیا ہمراہ اُس کے سردبازارِ عروض
اس لئے اُردو زباں میں یہ لکھی ہیں نے کتاب
تاکہ ہو آسان گو نہ راہ دُشوارِ عروض
جب لباس طبع سے آراستہ بھی ہوگئی
یہ ہوئی تاریخ جوہر آئینہ دارِ عروض
۱۳۴۷ھ

تراوشِ خامۂ سخنور باکمال مورخ بیمثال واقفِ رموزِ قانونی
منشی واجد علی صاحب فروغ بدایونی

بفضلِ خدائے زمین و زماں — مرتّب ہوئی داستانِ عروض
لکھوں اس رسالہ کی کیا خوبیاں — وہ حسنِ بیاں ہے وہ شانِ عروض
کہ ہو کر ابھی طبع آیا نہیں — طلبگار ہیں قدردانِ عروض
ہوا دم سے جس کے آباد پھر — پڑا تھا جو ویراں مکانِ عروض
ملے خضر گویا ہے رہبری — تھا گم کردہ رہ کاروانِ عروض
تھی مدت سے گوشہ میں چلہ نشیں — چڑھی ہے اُتر کر کمانِ عروض
ہوئی خوب تزئینِ ملکِ سخن — زہے شوکت و عز و شانِ عروض
ریاضِ سخن باغِ جنت بنا — کھلے وہ گلِ بوستانِ عروض
تنِ مردہ فن میں جاں آگئی — کہو اس کو روحِ روانِ عروض
خدنگِ جوانی کے پر لگ گئے — کبیدہ تھی پشتِ کمانِ عروض
بہم جمع ہیں اک رسالہ میں سب — قوافی۔ ردیف و بیانِ عروض
ہے طرزِ بیاں صاف۔ اُردو سلیس — ہیں وارفتہ دل عاشقانِ عروض
کدھر ہیں ذرا آکے دیکھیں اسے — فہیم و ذکی نکتہ دانِ عروض
جو شاعر نہیں جانتے فارسی — کیا اُن پہ آساں بیانِ عروض
جو اوّل سے آخر تک اسکو پڑھے — کرے گویا طے ہفت خوانِ عروض

ہو جو جوہر سا قابل مؤلف اگر — بڑھے کیوں نہ اعزاز و شانِ عروض
اُدھر واقفِ فن تاریخ ہیں — اِدھر آپ ہیں رازدانِ عروض
مجھے فکرِ تاریخ پیدا ہوئی — چھپا جب یہ نادر بیانِ عروض

رقم زد پئے سالِ کلکِ فروغ
جمالِ مہِ آسمانِ عروض
۱۳ ھ ۴۷

نوشِ استعدادی منشی فرخ شاہ خاں صاحب راغبؔ

مرادآبادی ارشد تلمیذ مؤلف

حضرتِ جوہر نے وہ نسخہ لکھا ہے لاجواب — مانتے ہیں یوں عروضی جیسے نحوی کافیہ
گو کتب لکھی ہیں نقادانِ فن نے اور بھی — اس کا ہی مضمون ہے ٹکسالیہ صرافیہ
اس میں وہ مضمون باریک و ادق تحریر ہیں — جن کو پڑھ کر تنگ ہو اہلِ سخن کا قافیہ
چونکہ ہیں ممدوح سیاحِ دیارِ شاعری — علمِ اقلیمِ سخن کا لکھ دیا جغرافیہ
دی ندا ہاتف نے راغبؔ بہرِ تاریخِ کتاب — لازمی ہے رہبرِ علمِ عروض و قافیہ
۲۸ ۶ ۱۹

ولہ

گوہرِ مضمونِ عجب جوہر سفت — فی الحقیقت بحر در کوزہ نہفت
بہرِ تاریخش چو راغبؔ فکر کرد — مژدہ از خلوت برآمد سال گفت
۱۳ ھ ۴۷

ولہٗ

خوب جوہر نے لکھا علمِ سخن کا قاعدہ　　جس میں ارکان و ردیف و قافیہ ہیں کُلّیہ
یہ پئے تاریخ دی ہاتف نے اے راغبؔ ندا　　چھپ گیا بس رہبرِ علم و عروض و قافیہ
۲۸ ۶ ۱۹

ولہٗ

بروں آمد ز مطبع آں کتابے　　کہ چشمِ فلک ہرگز ندیدہ
پئے سالِ اشاعت گفت راغبؔ　　کتابِ بے مثال و نو رسیدہ
۴۷ ھ ۱۳

از شاعر بااخلاق حاجی مشتاق احمد صاحب مشتاقؔ شاگرد مؤلف

پھر آئی چمن میں بہارِ عروض　　ہے سو جاں سے بُلبُل نثارِ عروض
عزیز اس کو سمجھیں گے وہ جان سے　　دلوں میں ہے جن کے وقارِ عروض
کیا ہے سمندر کو کوزہ میں بند　　بنی بحر یہ جو شمارِ عروض
الٰہی تو رکھ سر پہ جوہرؔ کا ظل　　ہے گلزار اُن سے دیارِ عروض
ہوئی فکرِ تاریخ مشتاقؔ جب
ندا آئی لکھ دے نگارِ عروض
۴۷ ھ ۱۳

از شاعر لئیق حاجی محمد صدیق صاحب صدیقؔ شاگرد مؤلف

چو مطبوع شد ایں کتابِ عروض　　دلا تازہ گشتہ بہارِ سخن
پئے سالِ تاریخ صدیقؔ گفت　　شگفتہ گلِ نو و بہارِ سخن
۲۸ ۶ ۱۹

از سالکِ مسلکِ خوش استعدادی منشی فضل حسین صاحب متخلص به علیشیؔ مرادآبادی

از شیوعِ ایں کتابِ لاجواب | حبّذا ارفع شده شانِ عروض
جوہرِ افلاک پیمام حبّذا | از زمیں کسندیده کانِ عروض
از تو حاصل شد سخن سنجی مرا | زاں سبب گویم ترا جانِ عروض
شاعرانِ نغز گو را پر شده | از گلِ مقصود دامانِ عروض
اے چراغِ دودمانِ شاعری | از تو روشن شد شبستانِ عروض
خوشه چیں گشته همه اہلِ سخن | وه چناں گستردی خوانِ عروض
در سخن نقش و نگارِ تازه داد | چوں بنا کردی تو ایوانِ عروض
از نہالِ خشک تازه کرده | ایں گلِ خوش رنگ بستانِ عروض
ظلمت از شعر و سخن کافور شد | گشت طالع مہرِ تابانِ عروض
شاعرانِ مثلِ صدف مملو شدند | چوں چکیده ابرِ نیسانِ عروض
حضرتِ جوہر ز ابرِ ہمتت | شد شگفته ایں خیابانِ عروض

از پئے تاریخ اے علیشیؔ بگو
اقتدارِ طبع ادزانِ عروض
۱۹ ۶ ۲۸

نتیجہ طبع نازک رنگین بیان و شاعر خوش استعداد مولوی حاجی ایس ابن علی صاحب متخلص بہ نیّر مالک اخبار نیّر اعظم

مراد آباد

حبذا جوہر نوشتہ نسخہ ٔ | در عروض و قافیہ بس انتخاب
می چکاند لولوے شعر و سخن | طبع گوہر بار او مثل سحاب
در فن تاریخ آں مقبول عام | در عروض آں مرجع ہر شیخ و شباب
کامل و اکمل در اردو فارسی | گشتہ تالیف اے بہ انگلش کامیاب
جوہر و من در جوانی گشتہ ایم | از در تسلیم ہر دو فیضیاب
طبع کردم زیں سبب ایں نسخہ | طالباں را تا بود بہتر نصاب

گفت نیّر از پے تاریخ سال
مژدہ گردد طبع شد نادر کتاب

۱۲ھ ۴۷

از شاعر ماہر و مورخ بے ہمتا منشی علی حسین صاحب صہبا

مراد آبادی

مؤلف اس کا ہے جوہر مورخ یکتا | عروضیوں یہ رسالہ ہے کان رازِ عروض
جو پوچھا دل سے اشاعت کا سال اے صہبا | کہا نگار عروض - و - بیان رازِ عروض

۱۲ھ ۴۷ — ۱۲ھ ۴۷

از مکرمی واجب التعظیم منشی حفظ الکریم صاحب پنشنر
انسپکٹر پولیس شہر میرٹھ

وہ نسخہ ہوا طبع حفظ الکریم — جسے کہتے ہیں منتخب بابِ عروض
دمِ فکر تاریخ آئی ندا — ہے جامع و طرفہ کتابِ عروض

٢٨ ٦ ١٩



تمت بالخیر

نیشنل پریس الہ آباد میں باہتمام منشی رمضان علی شاہ چھپا

۶۲ج   ۶۹۱۵۶۳۴

(م ف)

۳۳۱۷۸

Date	No.	Date	No.